سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پر مشتمل دروس

دروس القرآن

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

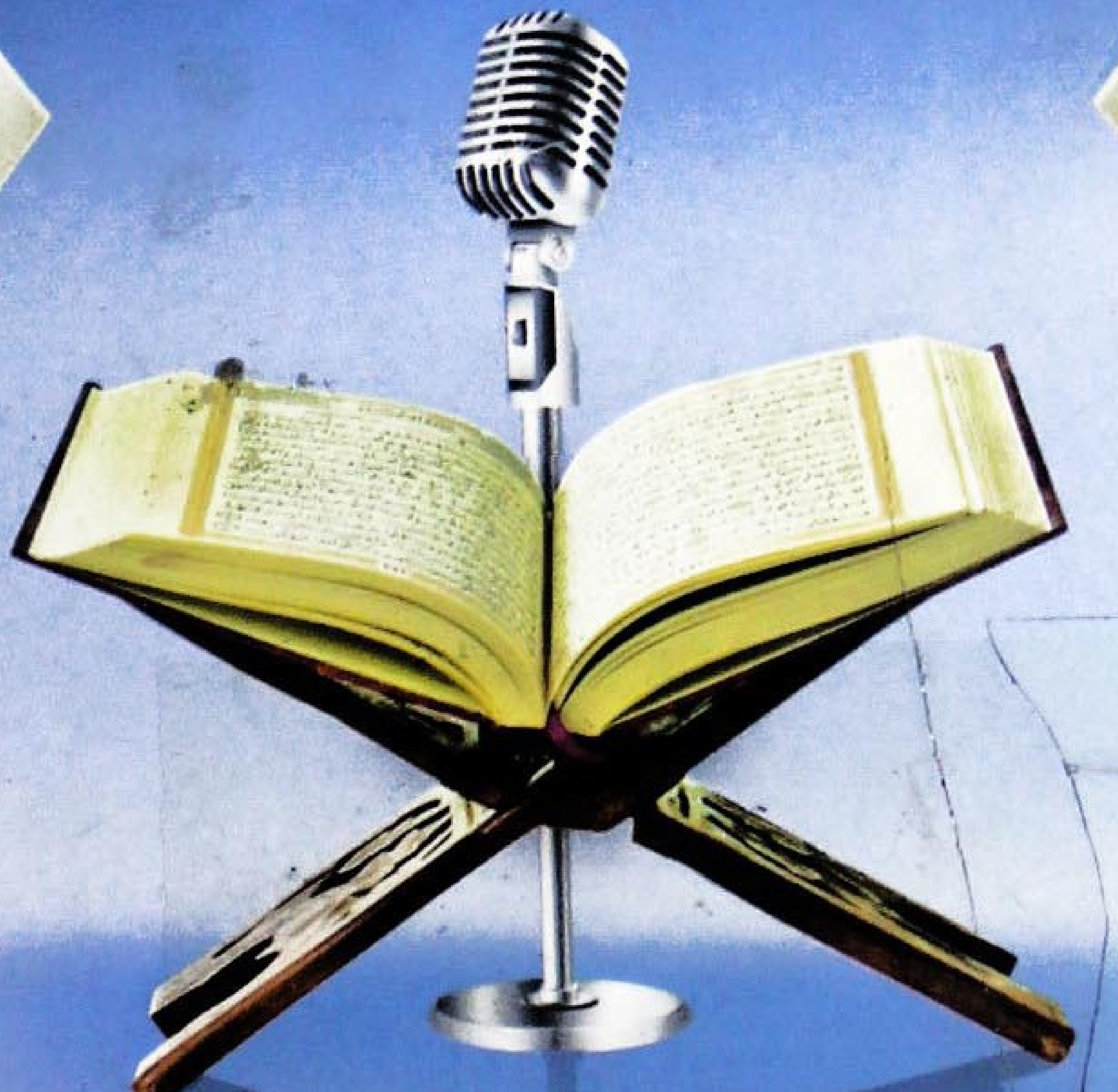

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

تالیف الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

Marfat.com

Marfat.com

سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پر مشتمل دروس

دروس القرآن

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

مکتبہ اسلامیہ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

دروس القرآن

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2016ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 , 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

297.104
285 ع
132988
ج 5

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

"اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے"

(٥٤/ القمر: ٢٢)

Marfat.com

فہرست

عرض مؤلف 11

سورۂ آلِ عمران

سورۂ آل عمران کا شان نزول 21
بدعات سے بچ جاؤ 26
اے اللہ ہمارے دلوں کو دین پر ثابت رکھنا 34
انسان کی مرغوب (پسندیدہ) چیزیں 38
متقین کے لیے جنتی نعمتیں 47
صرف ایک دین...... اسلام 54
سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام 60
وعدہ پورا کرو 64
متقی اللہ کا محبوب 70
جھوٹی قسمیں مت اٹھاؤ 77
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے عالم ارواح میں 80
قابل قبول دین صرف ''اسلام'' 87

Marfat.com

- اللہ کے راستے میں محبوب (پسندیدہ) چیز خرچ کرو 95
- مقام ابراہیم u اور حج 99
- زندگی اور موت اسلام پر 103
- اتفاق واتحاد اور کتاب اللہ کو لازم پکڑو 106
- نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو 111
- غزوۂ بدر میں اللہ کی مدد 118
- سود مت کھاؤ 122
- رحمت الٰہی کیسے مل سکتی ہے؟ 129
- انفاق فی سبیل اللہ اور درگزر مؤمنین کی نشانی 139
- میدان احد میں فریقین کا نقصان 146
- اگر نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرما جائیں تو؟ 152
- رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنہ 157
- فضائل نبی رحمت ﷺ 167
- شہید کو نئی زندگی ملتی ہے 173
- زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام 179
- ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے 185
- عقل والوں کی صفات 189
- ایمان والوں کو چار نصیحتیں 194

سورۃ النساء

- رشتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو 201
- یتیموں کے مال ان کے سپرد کر دو 207
- دلہن کو اس کا حق مہر دے دو 213
- وراثت کی تقسیم 217

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا نافرمان	225
زناکار کی سزا	229
توبہ کب قبول ہوتی ہے؟	234
محرمات نکاح	237
اللہ بندے کے ساتھ ہمیشہ آسانی والا معاملہ کرتا ہے	241
حرام طریقے سے مال نہ کھاؤ	246
کبیرہ گناہوں سے بچو	250
اہلیہ سے اچھا سلوک کرو	255
حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی	259
ہمارے حاکم اور قاضی محمد رسول اللہ e ہیں	267
رسول اللہ ﷺ سے محبت	273
سچ کے انعام	277
قتال واجب ہونے کی صورتیں	282
پہلا مقصد۔۔۔فتنے کا خاتمہ	283
دوسرا مقصد۔۔۔غلبۂ اسلام	283
تیسرا مقصد۔۔۔کفار کا جزیہ دینا	284
چوتھا مقصد۔۔۔کمزوروں کی مدد	284
پانچواں مقصد۔۔۔مقتولین کا بدلہ	285
چھٹا مقصد۔۔۔معاہدہ توڑنے کی سزا	286
ساتواں مقصد۔۔۔دفاع کے لیے لڑنا	286
آٹھواں مقصد۔۔۔مقبوضہ علاقہ چھڑوانا	287
رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت	288
سفارش کرنے والے کا اجر	291
سلام کے آداب	293

Marfat.com

- مسلمان کے قتل کا گناہ 296
- مجاہد جنت کے درجات کے مالک 302
- قصر نماز کی رخصت 306
- اللہ سے استغفار کرو 309
- بہترین سرگوشیاں 313
- ہر حال میں انصاف پر قائم رہو 317
- علامات نفاق 321
- برائی مت پھیلاؤ 326
- وحی کی اقسام 331

Marfat.com

عرض ناشر

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین،

أما بعد:

قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے جو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس کی تعلیمات انسانوں کے لیے منبع رشد و ہدایت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۹)

''یقیناً یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَّهُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (۱٦/ النحل: ۸۹)

''مسلمانوں کے لیے (قرآن) ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔''

اور اس کی تعلیمات سے حقیقی آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں غوروفکر کیا جائے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ (۵٤/ القمر: ٤۰)

''بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟''

نیز ارشاد ہے:

﴿ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ (٤۷/ محمد: ۲٤)

''کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں؟''

اللہ رب العزت نے جہاں قرآن مجید میں تدبر کرنے کی ترغیب دی ہے وہاں اس سے اعراض کرنے پر وعید بھی سنائی، فرمان الٰہی ہے:

Marfat.com

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾ (٢٠/ طٰهٰ: ١٣٤)

''اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا بلاشبہ اس کی زندگی تنگ ہو گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔''

قرآن کریم بنی نوع انسان کے لیے روشنی اور رہبری کا ایک لازوال سرچشمہ اور نورِ ہدایت کا وہ آفتاب ہے جسے اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا اور آپ نے اسے لوگوں تک پہنچایا۔

آپ کے بعد ہر دور میں علمائے کرام نے اس کی ہمہ گیر مثالی تعلیمات عام فہم انداز اور علاقائی اسلوب میں ڈھال کر خدمتِ قرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔

زیر نظر کتاب ''دروس القرآن'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں آیات کا ترجمہ، تفہیم آیات اور ان سے مستنبط مسائل صفحہ قرطاس پر منتقل کیے گئے ہیں، اس سے قبل اپنی منفرد خوبیوں کی بنا پر اسی کتاب کی جلد اوّل مقبول عام ہو چکی ہے۔

مولف کتاب فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری معروف قلم کار ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، کئی موضوعات پر اپنی مہارت کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ ادارے کے رفقاء نے نوک پلک اور تصحیح و تنقیح کے مراحل سے گزارنے کے بعد اسے مزید چار چاند لگا دیے ہیں اور عبدالواسع صاحب نے کمال مہارت سے ٹائٹل تیار کیا ہے۔

ہمیں اُمید واثق ہے کہ ہمیشہ کی طرح ''مکتبہ اسلامیہ'' کی یہ پیش کش بھی قابل ستائش نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ ان شاء اللہ

راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد سرور عاصم
مدیر مکتبہ اسلامیہ
لاہور۔ فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ ﴾ (٥٤/ القمر:٢٢)

''اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے''

سیّدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صحف ابراہیم ماہ رمضان کی پہلی رات میں نازل کیے گئے، تورات اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے چھ ایام گزر چکے تھے، انجیل رمضان کے تیرہ ایام گزر جانے کے بعد نازل ہوئی، جبکہ زبور اس وقت نازل کی گئی جب رمضان کے اٹھارہ ایام گزر چکے تھے اور قرآن اس وقت نازل کیا گیا جب رمضان کے چوبیس ایام گزر چکے تھے۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان میں مسلمانوں کو قرآن مجید کے تحفے سے نوازا اور اس میں بھی ایک ایسی رات میں عطا کیا جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ مکمل قرآن اسی رات لوح محفوظ کے اندر نازل ہوا تھا اور پھر ضرورت کے مطابق نبی آخر الزماں سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین علیہ السلام لے کر آتے رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿ؔ۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۛ﴿ۙ۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۵﴾ ﴾ (٩٧/ القدر: ١-٥)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا' اور تمہیں کیا معلوم! شبِ قدر کیا ہے؟' شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے' اس میں رُوح الامین اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں' یہ

---

[1] صحيح الجامع الصغير (١٤٩٤)

Marfat.com

(رات) طلوعِ صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔''

اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا کہ اس میں قیامت تک کسی قسم کی تبدیلی کی نہ اجازت ہے، نہ کسی کو جرأت اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (۱۵/ الحجر :۹)

''اس قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

((اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ)) [1]

''بے شک میں نے تجھے مبعوث کیا، تاکہ تجھے اور تیرے ذریعے سے لوگوں کو آزماؤں، تجھ پر میں نے ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی دھو نہیں سکتا اور آپ اسے سوتے اور جاگتے ہوئے پڑھیں گے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت متصل سند کے ساتھ ایک واقعہ امیر المومنین مامون کے دربار کا نقل کیا ہے: ''مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث و مباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے، جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی، ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی آ گیا! جو شکل وصورت اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا جب اس نے گفتگو کی تو وہ بھی فصیح و بلیغ اور عاقلانہ تھی، مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو، اس نے کہا: ہاں! مامون نے (امتحان لینے کے لیے) کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بات ختم ہوگئی اور وہ چلا گیا لیکن ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آ گیا، اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون

---

[1] صحيح مسلم، الجنة ونعيمها، باب الصفات التى يعرف بها۔۔۔(۲۸۶۵)

Marfat.com

نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی ہو جو گزشتہ سال آئے تھے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! وہی ہوں۔ مامون نے پوچھا: تب تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا تو اب مسلمان کیوں ہو گئے؟ اس نے کہا: یہاں سے واپس پہنچ کر میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، میں ایک خطاط اور خوشنویس ہوں، کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو مجھے ان کی اچھی قیمت مل جاتی ہے، میں نے امتحان کرنے کے لیے تورات کے تین نسخے کتابت کیے، جن میں بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ (یہودیوں کا عبادت خانہ) پہنچ گیا یہودیوں نے بڑی رغبت سے تینوں نسخوں کو خرید لیا، پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے، کمی بیشی کے ساتھ کتابت کر کے نصاریٰ (عیسائیوں) کے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں عیسائیوں نے بھی بڑی قدر و منزلت کے ساتھ انہیں خرید لیا اس کے بعد میں نے قرآن کے تین نسخے کچھ ردو بدل کے ساتھ تحریر کئے، جب میں انہیں لے کر بازار گیا تو جسے دیتا اس کا سرسری نظر مطالعہ کر کے واپس کر دیتا۔۔۔

الغرض! اس واقعہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس لیے میں مسلمان ہو گیا، قاضی یحییٰ بن اکثم اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی، وہاں سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے یہ قصہ ان کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک ایسا ہی ہونا چاہیے کیوں کہ اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔

یحییٰ بن اکثم نے پوچھا: قرآن کی کون سی آیت میں۔۔۔؟ تو فرمایا کہ: قرآن عظیم نے جہاں تورات و انجیل کا ذکر کیا ہے۔ اس میں تو فرمایا ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ یعنی یہود و نصاریٰ کو کتاب اللہ تورات و انجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، یہی وجہ ہوئی کہ جب یہود و نصاریٰ نے فریضۂ حفاظت ادا نہ کیا تو یہ کتابیں مسخ و محرف ہو کر ضائع ہو گئیں، جبکہ قرآن کریم کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ یعنی ہم اس کے محافظ ہیں۔ [1]

---

[1] معارف القرآن پارہ ۱۴/ تحت الآیة.......انا له لحفظون.

Marfat.com

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جس کی حفاظت خدا کرے

ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾﴾ (۲/ البقرة : ۲٤)

''نہیں کرسکو گے، ہرگز نہیں کرسکو گے، پس اس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، اور یہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

دور رسالت میں قرآن مجید مختلف لوگوں کے پاس لکھا ہوا موجود تھا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مصحف واحد میں جمع کروایا' اس کے بعد وہ مصحف مسجد میں رہا پھر دور عثمانی میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسی مصحف سے کئی کاپیاں تیار کروا کر اپنے گورنروں کو بھجوائیں' آج بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ تقریباً تین نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک روس کے شہر تاشقند میں ہے جس کی ایک کاپی جناح گارڈن لاہور قرآن محل میں بھی موجود ہے' اور دوسری کاپی انڈین آفس لائبریری لندن میں ہے جس پر مغلیہ بادشاہوں کی مہریں لگی ہوئی ہیں ان میں سے ایک مہر عالمگیر کی ہے' اور تیسرا نسخہ ترکی کے شہر استنبول میں توپ کاپی سرائے میوزیم میں موجود ہے۔۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ نسخہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذاتی تھا، اس کے ان الفاظ

﴿فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ﴾ (۲/ البقرة: ۱۳۷)

''عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر کافی کردے گا۔''

پر سرخ خون کے نشان ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ سیدنا عثمان کا خون ہے۔ اس کی ایک کاپی مکہ مکرمہ میں بھی اس جگہ موجود ہے جہاں بیت اللہ کے نوادرات رکھے ہوئے ہیں۔

''میونخ یونیورسٹی جرمنی میں ہے وہاں کے لوگوں نے قرآن سے تعصب رکھتے ہوئے ایک ادارہ قائم کیا کہ قرآن پر تحقیق کی جائے مسلمان بڑے دعوے کرتے

Marfat.com

ہیں ان کے دعوے کو توڑا جائے انہوں نے تین نسلوں تک بیالیس ہزار قرآنوں کو اکٹھا کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں ۔۱۹۳۳ء میں ان کا تیسرا ڈائریکٹر جس کا نام پریکشل تھا جب وہ پیرس یونیورسٹی میں آیا تاکہ پیرس کی لائبریری میں موجود قرآن مجید کے قدیم نسخے حاصل کرسکوں تو میں نے اس سے پوچھا؟ تو اس نے کہا: اب تک بیالیس ہزار نسخے جمع کر لیے ہیں، جہاں سے ہمیں قرآن کے نسخے مل سکتے تھے، ہم نے خریدے، جہاں سے نہیں مل سکتے تھے ہم نے ان کی فوٹو کاپیاں حاصل کیں اور یہ سارے بیالیس ہزار نسخوں کو اکٹھا کر کے آپس میں ان کا موازنہ کیا گیا۔ ان بیالیس ہزار نسخوں کا تقابل کرنے کے بعد عیسائیوں نے دنیا کے سامنے یہ بات آشکارا کی تھی کہ بیالیس ہزار نسخوں میں ایک آیت کا بھی فرق نہیں ہے۔'' ❶

اگر ہم واقعتاً حامل قرآن ہیں تو ذرا غور کریں! ورنہ کل قیامت کو اللہ ہم سے پوچھے گا میں نے قرآن جیسی عظیم نعمت تمہیں عطا کی تھی تم نے کیا کیا۔۔۔؟ ہمیں جواب دینا ہوگا! اس جواب دہی سے پہلے اس کی تیاری کر لینی چاہیے۔ یہ قرآن چند مذہبی احکامات کا نام نہیں بلکہ یہ کتاب انسان کی پوری زندگی میں اس کے معاملات میں اس کی مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ؕ﴿۲۸﴾﴾ (۸۱/ التکویر: ۲۶۔۲۸)

''پس تم کہاں جا رہے ہو؟ یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے۔ بالخصوص اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔''

آیئے! اس قرآن کو سینے سے لگائیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا فرمان ہے:

((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرَءُوْهُ)) ❷

---

❶ قرآن تو باقی رہے گا ص/۴۸۔

❷ ترمذی، فضائل القرآن (۲۸۷۶) وابن ماجه (۲۱۷) صحیح

Marfat.com

"قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو (اس کے بعد) اس کی تلاوت کرتے رہو۔"

اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَتَعَلَّمَهُ وَعَمِلَ بِهِ أُلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجًا مِنْ نُورٍ ضَوْءُهُ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ، وَيُكْسَى وَالِدَيْهِ حُلَّتَانِ لَا يَقُومُ بِهِمَا الدُّنْيَا فَيَقُولَانِ: بِمَ كُسِينَا؟ فَيُقَالُ :بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ)) ❶

"جس آدمی نے قرآن مجید کو پڑھا، سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو نور کا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی جیسی ہو گی اور اس کے والدین کو دو عبائیں پہنائی جائیں گی (یعنی ریشمی لباس پہنایا جائے گا) کہ تمام دنیا بھی اس کا بدل نہ ہو سکے گی، پس وہ دونوں کہیں گے کہ ہمیں یہ کیوں پہنائی گئیں؟ تو کہا جائے گا کہ آپ کے بیٹے کے قرآن پکڑنے (حفظ کرنے) کی وجہ سے۔"

اور حافظ قرآن اسے کہا جائے گا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اقْرَأْ وَاصْعَدْ، فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ)) ❷

"صاحب قرآن جب جنت میں داخل ہو گا تو اسے کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا! تو حافظ قرآن پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے بدلے جنت کے درجوں پر چڑھتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ جو اس کے پاس (قرآن کریم) سے آخری چیز (آیت) ہو گی اسے پڑھ دے گا۔"

---

❶ مستدرك حاكم(۲۰۸٦)وصحيح الترغيب والترهيب(۱٤۳٤)

❷ صحيح ابى داؤد، الصلاة، باب كيف يستحب الترتيل فى القراء ة(۱۳٦٤)سنن ابن ماجه (۳۷۸۰) صحيح

Marfat.com

روز قیامت یہ اعزاز اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو عطا فرمائیں گے کہ تو اپنے حفظ کردہ قرآن کو پڑھنا شروع کر دے اور جنت کی منازل کو طے کرنا شروع کر دے بس تیری منزل اور جنت میں تیری درجہ وہاں ہوگا جہاں تیری تلاوت ختم ہوگی۔

آیئے! اس پر غور وفکر کر کے اپنی زندگی کو سنوار لیں اور اس سے ایسے دل لگائیں کہ دل کے سارے بند راستے کھل جائیں' کیونکہ جو اس پر تدبر کرتا ہے اللہ اسے دنیا وآخرت کی بلندیاں دیتا ہے جیسا کہ ایک سائنسدان ''براؤن'' نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک پہنچ گیا:

﴿أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾﴾ (۲۴/ النور: ۴۰)

''یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے، جس پر لہر چلی آتی ہو اور اس کے اوپر اور لہر (آرہی ہو) اور اس کے اوپر بادل ہو غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو اللہ نے روشنی نہ دی اُس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔''

(اس آیت کریمہ میں گہرے سمندر کی طرف اشارہ ہے جسے حال ہی میں سمندری ماہرین نے اس وقت دریافت کیا جب وہ سمندر کی ان نہایت عمیق گہرائیوں تک غوطہ زن ہونے کے قابل ہوسکے جہاں سمندری اندھیرے درجہ کمال کو پہنچتے ہیں اور جہاں اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے اور زبردست ٹھنڈک ہے۔)

اس آیت پر پہنچ کر ''براؤن'' نے ایک ہندوستانی مسلمان عالم سے پوچھا: ''کیا تمہارے نبی محمد ﷺ نے کبھی سمندر کا سفر کیا تھا۔؟ اس عالم نے جواب دیا: ''نہیں!'' براؤن نے دوبارہ پوچھا: ''تو پھر انھیں سمندری علوم کس نے سکھائے۔؟'' اس مسلمان عالم نے جواب میں اس سے پوچھا: ''آپ کو اس سوال کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اور آپ کا اصل مقصد کیا

Marfat.com

ہے۔۔؟"

براؤن نے کہا:

"میں نے اسلام کی کتاب (قرآن) کی ایک آیت پڑھی ہے۔سمندر کی گہرائی کے متعلق اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسے صرف وہی شخص جان سکتا ہے جس کے پاس سمندر کا وسیع علم ہو، پھر براؤن نے اس عالم کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور کہا: جب محمد ﷺ نے کبھی سمندر کا سفر کیا نہ سمندری علوم کے ماہرین اور اساتذہ سے کوئی معلومات حاصل کیں اور نہ انھوں نے کسی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارے میں کوئی تحقیق کی بلکہ وہ خود ناخواندہ تھے تو پھر انھیں یہ نفع بخش علم کس نے سکھایا۔۔؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ خالق کائنات کی طرف سے بالکل سچی وحی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) [1]

قرآن پڑھنے پڑھانے' سننے سنانے اور سیکھنے سکھانے والے سب اللہ کے ہاں معزز ہیں بلکہ اللہ کے خاص ہیں' اللہ ہمیں بھی ان معززین کی فہرست میں شامل فرمالے۔ (آمین)

"دروس القرآن" کی دوسری جلد جو کہ سورۂ آل عمرآن اور سورۂ نساء کی منتخب آیات پر مشتمل دروس ہیں جس میں قرآنی آیات کے شان نزول کے ساتھ ساتھ تفسیرِ قرآن بھی بیان کی گئی ہے، اس سے اہل علم کے ساتھ ساتھ عام شخص بھی قرآنی تعلیم سے روشناس ہوسکتا ہے اور اپنے قلب واذہان کو قرآن کے نور سے منور کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو میرے لیے اور ناشرین، معاونین اور قارئین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

اخوکم

محمد عظیم حاصل پوری

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر حاصل پور

[1] [بالاسلام أسلم هؤلاء(١٣٠) تفسير الجواهر، طنطاوی جوهری(٢٠٩/٢٤)]

Marfat.com

سورۂ آلِ عمران

Marfat.com

Marfat.com

سورۂ آل عمران کا شانِ نزول

﴿الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝﴾ (۳/آل عمران: ۱ تا ۴)

”الٓمّٓ ۔اللہ (جو معبودِ برحق ہے) اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔زندہ، ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔اُس نے (اے محمد ﷺ!) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔اور اُسی نے تورات اور انجیل نازل کی۔(یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو) الگ الگ کر دینے والا (ہے) نازل کیا۔جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔“

فوائد:

(۱)...... یہ سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات ہیں۔سورہ آل عمران کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں آل عمران یعنی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیّدنا یحییٰ علیہ السلام، سیّدہ مریم علیہا السلام اور ان کی والدہ یعنی سیّدنا عمران کی زوجہ کا تذکرہ ہے اسی لیے اس سورت کا نام آل عمران رکھا گیا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾

(۳/آل عمران: ۳۳)

Marfat.com

''اللہ نے آدم اور نوح کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔''

(۲)......سورت آل عمران مدنی سورت ہے، ترتیب تلاوت کے اعتبار سے یہ تیسرے نمبر پر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ۸۹ نمبر ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد ۳۵۰۳، حروف کی تعداد، ۱۴۶۰۵ اور کل آیات دو سو ہیں۔

(۳)......اس سورت کی ابتدائی ۸۳ آیات عیسائیوں کے وفد نجران کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(احسن البیان ص ۱۲۹)

اس سورت کے شان نزول کے بارے میں شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نجران شہر سے قریبا ساٹھ عیسائی مدینہ منورہ میں آئے۔ سوال وجواب سے پہلے انھوں نے اپنے طریق پر مسجد نبوی میں نماز ادا کی۔ بعد نماز کے مجلس مناظرہ قائم ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ! وہ بولے ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان تم تب تک نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہونے کا عقیدہ اور صلیب کی عبادت اور خنزیر کا کھانا چھوڑ دو۔ مسیح کی الوہیت میں بہت گفتگو جب کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم نہیں جانتے کہ اولاد باپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ بولے ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہمارا مالک تو ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ ہی زندہ رہے گا اور مسیح تو فنا ہو جائے گا اور خدا تو تمام آسمان وزمین کی چیزیں جانتا ہے اور مسیح تو سوائے ان اشیاء کے جو خدا نے اس کو بتلائی ہیں، نہیں جانتا کیا تمھیں یہ بھی خبر نہیں کہ مسیح کو اس کی ماں نے مثل اور عورتوں کے، پیٹ میں اٹھایا اور پیٹ میں بھی وہی غذا پاتا رہا جو اور بچے پاتے ہیں یہ سن کر لب خاموش ہو گئے اور اس کے بعد اس سورت کا ابتداء

۱۴۲۹۸۸

Marfat.com

نازل ہوا۔"①

(۴)......سورت آل عمران کی فضیلت میں مندرجہ ذیل دو احادیث معروف ہیں:

۱: سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَءُ وا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا))②

"قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے (پڑھنے والے) لوگوں کا سفارشی بن کر آئے گا، دو جگمگانے والی سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھا کرو کیونکہ وہ دونوں قیامت کے دن ایسی حالت میں آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل ہوں یا دو سائبان یا صف باندھے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔"

۲: سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ، وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ، قَالَ: كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا))③

"قیامت کے دن قرآن اور ان قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے لایا جائے

① تفسير ثنائى ۱/ ۱۸۰

② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة:۸۰٤

③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة:۸۰۵

Marfat.com

گا تو سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران (باقی) قرآن مجید کے آگے آگے ہوں گی، پھر نبی کریم ﷺ نے ان دو سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں۔ میں ان مثالوں کو اب تک نہیں بھولا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ وہ دو بادل یا دو سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان خوب روشنی ہو رہی ہے یا وہ قطار باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں یہ سورتیں اپنے (پڑھنے والے) ساتھی کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔"

(۵)...... اس سورۃ کی آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ کی صفت زندہ رہنا اور ہر چیز کو اس کے صحیح مقام پر قائم رکھنے والا بیان ہوئی ہیں یعنی 'الحیُّ' زندہ 'القیُّومُ' ہمیشہ رہنے والا۔

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ ہمیشہ سے ہے اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔"[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ))[2]

"تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیر [illegible] تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ

---

[1] بخاری، التوحید، باب وکان عرشه علی الماء: ۷٤١٨

[2] البخاری، التوحید، باب قول اللّٰه تعالی {وهو العزیز الحکیم}: ۷۳۸۲

Marfat.com

یَمُوتُونَ))❶

''اللہ! میں نے تیری فرمانبرداری کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے جھگڑا کیا۔ اے اللہ! میں تیری عزت کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (پناہ اس چیز سے) کہ (کہیں) تو مجھے گمراہ نہ کر دے، تو زندہ ہے جسے موت نہیں اور جن وانسان سب مرجائیں گے۔''

قرآن مجید میں بھی متعدد بار اللہ کی صفت کو بیان کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (٤٠/ المؤمن:٦٥)

''وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

❶ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فی الأدعیة: ۲۷۱۷

Marfat.com

بدعات سے بچ جاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ ۚ وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِي الۡعِلۡمِ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝﴾

(۳/ آلِ عمران :۷)

''وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیات ہیں جو اصل کتاب ہیں، اور بعض متشابہ آیات ہیں، پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی تاویل کی کوشش کے لیے، حلانکہ ان کی حقیقی تاویل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اور پختہ مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لاچکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔''

فوائد:

(۱)...... مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت مبارکہ خوارج، جو قرآن کے متعلق جھگڑتے ہیں اور بدعتی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی اور دین میں کسی بھی ایسے طریقے کا نام بدعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا، سو ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع نہ کیا ہو، وہ بدعت ہے، اگرچہ اس میں کوئی کیسی ہی تاویل کرتا رہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ

Marfat.com

سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (۶/ الانعام: ۱۵۳)

''اور بلاشبہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے تو تم اس کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔''

اس آیت میں سیدھے راستے سے مراد وہ راستہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور وہ اللہ کا راستہ ہے اور دوسرے راستے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، اور وہ اہل بدعت کے راستے ہیں جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر خود وضع کر لیے ہیں، جن کا وجود قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے۔ مشہور محدث مجاہدؒ نے بھی (السبل) ''دوسرے راستوں'' کو بدعات سے ہی تعبیر کیا ہے۔ ❶

(۲)...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَیَلِیْ اُمُوْرَكُمْ بَعْدِیْ رِجَالٌ یُطْفِئُوْنَ مِنَ السُّنَّةِ وَیَعْمَلُوْنَ بِالْبِدْعَةِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ ، یُحَدِّثُوْنَ بِدْعَةً) وَیُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِیْتِهَا قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَدْرَكْتُهُمْ كَیْفَ افعل؟ قَالَ: تَسْأَلُنِیْ یَاابْنَ اُمِّ عَبْدٍ كَیْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَی اللّٰهِ)) ❷

''عنقریب میرے بعد تمہارے معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ جائیں گے جو سنت کو مٹائیں گے، بدعتیں جاری کر کے ان پر عمل کریں گے اور نماز وقت سے لیٹ پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں ان کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! تو مجھے پوچھتا ہے کہ کیا کرے؟ جو اللہ کا نافرمان ہے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔''

---

❶ حلية الاولیا نعیم الاصبهانی: ۳/ ۲۹۳.

❷ سنن ابن ماجه: ۲۸۶۵۔ حسن.

Marfat.com

(۳)...... بدعتوں کو جاری کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اللہ کے مقابلہ میں شریعت وضع کر رہے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴾

(۱۶/ النحل:۱۱۶)

''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ حلال یا حرام نہ کہہ دیا کرو، تاکہ تم اللہ پر بہتان باندھو، جو لوگ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں، وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔''

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''ہر بدعتی اس حکم میں داخل ہے، جس نے بدعت جاری کی، جبکہ اس کے پاس اس بدعت پر شرعی ثبوت و دلیل نہیں ہے، یا جس نے محض اپنی رائے اور نفسانی خواہش سے اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال اور اس کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دے دیا۔''[1]

(۴)...... قیامت کے دن اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ﴾ (۳/ آل عمران:۱۰۶)

''جس روز کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے۔''

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے سفید اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔''[2]

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴾ (۶/ الانعام:۱۵۹)

''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کرتے ہوئے گروہ گروہ بن گئے

---

[1] تفسیر ابن کثیر :۲/ ۷۷۹.

[2] کمافی الفتاویٰ الکبری لابن تیمیه :۱/ ۱۴۰.

Marfat.com

آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، پس ان کا معاملہ اللہ تعالی کے حوالے ہے۔ پھر ان کو وہ خبر دے گا جو وہ کرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ میں بھی اس امت کے خواہش پرست، گمراہ اور بدعتی گروہوں کا تذکرہ ہے۔ (1)

(۵)......سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ مفسدین کا خیال تھا کہ ان کے پاس خاص راز کی باتیں موجود ہیں۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اس فاسد خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ''کہ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے دوسری کوئی مخفی چیز نہیں ہے (اس صحیفے میں یہ مضمون بھی ہے) مدینہ ''عائر'' (نامی پہاڑ) سے لے کر مقام ''ثور'' تک حرم ہے۔

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) (2)

''جو شخص یہاں بدعت ایجاد کرے، اس پر عمل کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو! اس کی نہ کوئی نفلی عبادت مقبول ہوگی اور نہ ہی کوئی فرض عبادت۔''

اور جو کوئی (غلام) اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اسے چھوڑ کر کسی دوسرے شخص کو اپنا مالک بنالے اس پر بھی اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول ہوگی نہ کوئی فرض عبادت۔

(۶)......سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے بعد خیر کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں بھی گناہوں کی آمیزش ہوگی اور وہ اس طرح کہ: ''ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر دیگر کاموں کو سنت سمجھیں گے اور

(1) الاعتصام للشاطبی: ۱/ ۱۷۹.

(2) بخاری، فضائل المدينة، باب حرم المدينة (۱۸۷۰)

Marfat.com

میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقوں کو اختیار کریں گے، سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا! کیا خیر کے بعد شر ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا اور شر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر دعوت دینے والے ہوں گے! جس نے ان کی دعوت قبول کرلی وہ اسے جہنم میں داخل کروادیں۔'' ❶

امام نوویؒ نے اس حدیث کی تشریح میں اہل علم کا یہ قول نقل کیا ہے: ''کہ جہنم کی طرف دعوت دینے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خوارج وغیرہ جیسے دیگر گمراہ فرقوں کی گمراہی اور بدعات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ❷

(۷)...... بدعات پر مبنی اعمال رد کردیئے جائیں گے اور بدعتی لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوں گے۔ یہی لوگ ہوں گے جنہوں نے محنت بھی کی اور بدلے میں دہکتی ہوئی آگ ملی۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾﴾ (۱۸/الکھف ۱۰۳_۱۰۴)

''کہہ دیجئے کہ: کیا ہم تمہیں خبر دیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اس گمان میں رہے کہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾﴾ (۸۸/ الغاشیة :۳_۴)

''محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے، وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔''

(۸)......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ بخاری، الفتن، باب کیف الامر...... (۷۰۸۴) و مسلم (۱۸۴۷)

❷ شرح مسلم للنووی :۱۲/ ۱۳۶.

Marfat.com

((اَنَا فَرْطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَ لَيُرْفَعَنَّ مَعِيَ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اَصْحَابِيْ، فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) ❶

''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا، اور تم میں سے کچھ لوگ اٹھا کر (میرے سامنے) لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹادیا جائے گا، تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا: کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کرلی تھیں؟''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ)) ❷

''آپ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تبدیلیاں کردی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو! دوری ہو! ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد (دین میں) تبدیلیاں کریں۔''

(۹)......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهٗ)) ❸

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بدعتی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے۔''

---

❶ بخاری، الرقاق، باب فی الحوض (٦٥٧٦)

❷ بخاری، مقدمة، باب بیان الاسناد من الدین (٧٠٥١)

❸ صحیح الترغیب والترهیب، السنة، باب الترهیب من ـ (٥٤)

Marfat.com

(۱۰)......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ)) ❶

''جو یہاں (یعنی مدینہ میں) کوئی بدعت جاری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) ❷

''(دین میں) ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہوتی ہے''

(۱۱)...... سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں ایک نیا کام ہوتا دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ چند لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے سو دفعہ اللہ اکبر کہو تو وہ کنکریوں پر سو دفعہ اللہ اکبر کا ورد شروع کر دیتے ہیں پھر سو بار لا الہ الا اللہ اور سو بار سبحان اللہ پڑھنے کے لیے کہتا ہے تو لوگ مل کر اس کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں کہہ دو: ''کہ تم اپنے گناہ شمار کرو! نیکیوں کے ہم ضامن ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ موقع وہاں پر پہنچ گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

((مَا هٰذَا الَّذِيْ تَصْنَعُوْنَ ؟))

''یہ تم کیا کر رہے ہو''؟

انہوں نے کہا کہ کنکریوں پر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ سبحان اللہ پڑھ کر اللہ

---

❶ بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب اثم من آوی محدثا(۷۳۰۶)

❷ صحیح جامع الصغیر(۱۳۵۳)وابو داؤد(۴٦۰۷) والنسائی (۱۵۷۸)

Marfat.com

کا ذکر کر رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ، فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ! هَؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ، وَهَذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُفْتَتِحُو بَابِ ضَلَالَةٍ))

''تم اپنے گناہ شمار کرو! نیکیوں کا میں ضامن ہوں کہ وہ برباد نہیں ہوں گی۔ افسوس ہے تم پر اے امت محمد ﷺ! تم کس قدر جلد برباد ہو رہے ہو؟ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، ابھی تو آپ کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تمہارا یہ طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بہتر ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔''

وہ بولے اے ابوعبدالرحمن (عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت)! ہم تو یہ اچھا کام کر رہے ہیں

تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ)) ①

''کتنے ہی نیکی کے خواہش مند ایسے ہوتے ہیں جو نیکی حاصل نہیں کر سکتے۔''

---

① دارمی (۱/۷۹)(۲۰۴) صحیح

Marfat.com

اے اللہ ہمارے دلوں کو دین پر ثابت رکھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ ﴾ (۳/ آل عمران: ۸)

''اے اللہ! جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اُس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر دینا اور ہمیں اپنے پاس سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔''

فوائد:

۱: اللہ تعالیٰ کی نظر کا مرکز انسان کا دل ہے جس کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کی قدر و منزلت بنتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)) [1]

''بلاشبہ! اللہ تعالیٰ تمھاری شکلوں اور تمھارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمھارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔''

۲: ایمان کا مرکز بھی دل ہے اسی لیے اسے درست رکھنے کا حکم ہے کیونکہ دل کے اچھے اور برے ہونے کے ساتھ ایمان کا حسن اور قبح سمجھ آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (۴۹/ الحجرات: ۱۴)

---

[1] صحيح مسلم: ٢٥٦٤.

Marfat.com

”دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہہ دو! کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾

(۴۹/ الحجرات:۷)

”لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))[1]

”سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن درست ہوگا اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو! وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔“

۳: دل کی مثال رسول اللہ ﷺ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی:

((مَثَلُ الْقَلْبِ كَمَثَلِ رِيشَةٍ مُعَلَّقَةٍ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ تُقَلِّبُهَا الرِّيحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ))[2]

”دل کی مثال اس پر کی سی ہے جو صاف میدان میں زمین پر پڑا ہو اور ہوائیں اسے الٹ پلٹ کر دیتی ہیں اور وہ پر کبھی پیٹھ کے بل ہو جاتا ہے اور کبھی پیٹ کے بل۔“

۴: دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ

---

[1] البخاری، الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینه:۵۲

[2] سنن ابن ماجه:۸۸.

Marfat.com

يَشَآءُ)) ❶

"بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ انھیں جیسے چاہے پھیر دے۔"

اسی لیے رسول اللہ ﷺ مذکورہ آیت والی دعا کیا کرتے تھے: کہ "اے اللہ! ہدایت نصیب کر دینے کے بعد ہمیں گمراہی کی طرف نہ لے جانا یا ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دینا"

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی بکثرت کیا کرتے تھے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)) ❷

"اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔"

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! دلوں کو بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھنا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا دل بدل جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جس قدر بنو آدم ہیں سب کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اگر اللہ چاہتا ہے تو انھیں سیدھا رکھتا ہے اور چاہتا ہے تو انھیں ٹیڑھا کر دیتا ہے تو ہم اپنے اللہ سے جو ہمارا رب ہے یہ سوال کرتے ہیں کہ "وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرے" اور ہم سوال کرتے ہیں: کہ "وہ خاص اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرمائے، بے شک وہ بہت عطا کرنے والا ہے۔" میں نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ! "آپ مجھے کوئی دعا سکھا دیں جو میں اپنے لیے کیا کروں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا کیا کرو۔

"اے اللہ! محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ کو بخش دے، میرے دل کے غیظ و غضب کو دور کر دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے

---

❶ جامع الترمذي، القدر، باب ما جاء أن ......: ٢١٤٠

❷ جامع الترمذي، القدر، باب ما جاء أن القلوب بين أصبعي الرحمن......: ٢١٤٠، وأحمد ٢٦٥٧٥

Marfat.com

اپنی پناہ میں رکھ۔''[1]

۵: اپنے دلوں کی اصلاح کیجیے! انھیں گناہ کے زنگ سے صاف کیجیے ورنہ جو قوم اس دل کا خیال نہیں رکھتی اور ٹیڑھے پن کا خود شکار ہونے کی کوشش کرتی ہے اللہ بھی اسے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (۶۱/ الصف:۵)

''تو جب ان لوگوں نے کجروی کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾ (۹/التوبہ : ۱۲۷)

''اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پلٹ جاتے ہیں، اللہ نے اُن کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔''

۶: گناہوں کی وجہ سے دل مردہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور اسی طرح زیادہ ہنسنے سے بھی دل مردہ ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ))[2]

''تم زیادہ نہ ہنسا کرو! کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔''

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة ۱۰/ ۲۱۰ المعجم الکبیر للطبرانی :۲۳/ ۳۳۸

[2] سنن ابن ماجه ، ۴۱۹۳، صحیح

Marfat.com

انسان کی مرغوب (پسندیدہ) چیزیں

ارشار باری تعالیٰ ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝۱۴﴾ (۳/آل عمران:۱٤)

"لوگوں کو اُن کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں، بیٹے اور سونے و چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے، مویشی اور کھیتی باڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔"

فوائد:

۱: مذکورہ آیت مبارکہ میں ان چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی طرف انسان طبعی اور فطری طور پر مرغوب ہوتا ہے اور وہ انہیں پسند کرتا ہے مثلاً

(۱) عورتیں (۲) بیٹے (۳) سونا چاندی، مال ودولت

(۴) گھوڑے، مویشی، کھیتی اور سواریاں

یہ ساری چیزیں انسان کی دنیاوی زندگی میں ضرورت بھی ہیں اگر انسان ان کا حصول اور استعمال صحیح شرعی اصولوں پر رکھے تو یہ سب چیزیں اس کے لیے باعث خیر وبرکت بنتی ہیں اور اگر ان اشیاء کا حصول اور استعمال غلط رکھے تو یہی چیزیں اس کے لیے دنیا میں سب سے بڑا فتنہ اور آخرت میں رسوائی کا سبب ہیں۔

۲: دنیاوی چیزوں کو شیطان بہت مزین کر کے انسان کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ انسان کو

Marfat.com

گناہ کی طرف لے جاسکے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ بات کہی تھی۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾ (۱۵/ الحجر:۳۹، ۴۰)

''(اس نے) کہا کہ پروردگار! جیسے تو نے مجھے راستے سے الگ (گمراہ) کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے (گناہوں کو) آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔ ہاں! ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو پانا مشکل ہے۔)''

نیز فرمایا:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (۷/ الاعراف: ۳۱ تا ۳۳)

''اے بنی آدم! ہر (نماز کے لیے) سجدہ کرتے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو اور کھاؤ، پیو اور بے جا نہ اڑاؤ! کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ پوچھو! کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اُن کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص انہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی ظاہری یا پوشیدہ باتوں کو، گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی

Marfat.com

اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔"

یاد رہے! کہ مذکورہ آیات میں وارد ہونے والی چیزوں کو اعتدال سے استعمال کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ سنت نبوی ﷺ پر عمل ہے۔

۳: اگرچہ یہ بات درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے مردوں کے لیے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ نقصان دہ ہو۔"[1]

لیکن اگر سنت کے مطابق عورت سے نکاح کے بعد صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کیے جائیں تو دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب اور سکون وراحت بھی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ﴾ (۳۰/ الروم:۲۱)

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کردی۔"

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ))[2]

"دنیاوی اشیاء میں سے میرے دل میں عورتوں (اہل خانہ) اور خوشبو کی محبت پیدا

---

[1] بخاری، النکاح، باب ما یتقی من شؤم المرأة: (۵۰۹۶).

[2] سنن نسائی، عشرۃ النساء، باب حب النساء (۳۹۴۹) والبیہقی فی الکبری (۷/ ۷۸) وصحیح الجامع الصغیر (۳۱۲۴)

Marfat.com

کر دی گئی ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا گیا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دنیا سامان زندگی ہے اور دنیا کا بہترین سامان (ایسی) نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، اگر اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اگر وہ اس سے غائب ہو تو یہ اپنے نفس کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔" ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

((أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ))

"کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَّتِيْ تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَا لِهَا بِمَا يَكْرَهُ)) ❷

"ایسی عورت کہ جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے جب وہ اسے کسی کام کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے' اس کی جان و مال کے حوالے سے اس کا شوہر جس چیز کو ناپسند کرتا ہو اس میں اس کی مخالفت نہ کرے۔"

۴: اولاد اور مال دونوں چیزیں انسان کی آزمائش کی سبب ہیں اور ان دونوں کی محبت اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (٦٤/ التغابن:١٥)

"تمھارے مال اور تمھاری اولاد محض آزمائش ہیں۔"

اولاد اللہ کی نعمت ہے اور اس کے حصول کے لیے اللہ سے دعا انبیاء علیہم السلام نے بھی کی اور

---

❶ مسلم، الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة :١٤٦٩۔

❷ سنن نسائی، النکاح، باب ای النساء خیر (٣٢٣١) وصحیح الجامع الصغیر (٣٢٩٨) والصحیحه (١٨٣٨) ومسند أحمد (٩٣٠٤)۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ''شادی کرو اور ایسی عورت سے کرو جس کے خاندان میں اولاد زیادہ ہوتی ہو تاکہ میں قیامت کے روز اپنی امت کی کثرت پر فخر کرسکوں۔''[1]

لیکن اگر اولاد کی محبت اعتدال میں ہو تو خیر و برکت ورنہ اولاد کی وجہ سے بندہ بہت سارے فتنوں کا شکار اور اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے۔

۵: مال بھی انسانی ضرورت اور سامان زندگی کے لیے ضروری ہے مگر اس کی محبت بھی مناسب حد تک ہو تو یہ خیر و برکت لاتا ہے ورنہ قارون جیسے سرمایہ دار اپنے مال و متاع کے گھمنڈ میں برباد ہو گئے!!!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۝ ﴾ (۱۸/ الکھف: ٤٦)

''مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق و) زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے رب کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔''

انسانی طبیعت مال کی محبت میں بڑی حریص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ ﴾ (۱۰۰/ العادیات:۸)

''اور انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔''

انسان کی مال کے ساتھ محبت کی کیفیت کے متعلق فرمان رسول ﷺ ہے کہ:

((لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا))[2]

''اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہوگا۔''

ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

[1] ابوداود، النکاح: ۲۰۵۰

[2] صحیح بخاری: ٦٤٣٦.

Marfat.com

''ابن آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں بہت بہتر ہیں۔ (ایک تو) وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ موت کی وجہ سے وہ آنے والے بے شمار فتنوں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ دوسرا وہ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ تھوڑا مال دنیا میں راحت کا باعث ہے اور قیامت کے دن اسکا حساب دینا بھی آسان ہوگا۔''[1]

۶: گھوڑے مویشی اور سواریاں انسانی ضرورت ہیں بلکہ انسان پر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

(۱۶/ النحل:۵ تا ۸)

''اور چوپایوں کو بھی اسی نے پیدا کیا ان (کی اون اور کھالوں) میں تمہارے لئے اسباب گرمائش اور بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت وشان ہے۔ اور (دور دراز) شہروں میں جہاں تم زحمتِ شاقہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار نہایت شفقت والا مہربان ہے۔ اور اسی نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمہارے لئے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تمہیں خبر نہیں۔''

[1] السلسلة الصحيحة :۸۱۳:

Marfat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِی سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِی مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

"جس شخص نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا لے رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر (چارہ) کھانا، سیراب ہو کر پانی پینا، کھانا کھا کر لید کرنا اور پانی پی کر پیشاب کرنا (سب کا سب) قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا۔"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر عربی گھوڑے کو صبح کے وقت دو دعائیں کرنے کی اجازت ملتی ہے لہٰذا وہ دعا کرتا ہے:

"اے اللہ! تو نے انسانوں میں سے جسے بھی میرا مالک بنایا ہے تو مجھے اس کے سب سے پسندیدہ اہل اور مال میں سے بنا دے یا یہ کہتا ہے کہ مجھے اس کا سب سے زیادہ پسندیدہ اہل و مال بنا دے۔" ❷

لیکن اگر ان گھوڑوں اور سواریوں کی محبت دین اور آخرت برباد کر دے تو ان سے بچنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے:

سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی پسندیدہ خصلت کی بنا پر گھوڑوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ کے پاس مضبوط اور تیز رفتار گھوڑے تھے۔ اور ان کے پہلو پروں سے مزین تھے (یعنی وہ پروں والے گھوڑے تھے) جو ہواؤں میں اڑتے تھے۔ اور ان کی تعداد (۲۰) بیس ہزار تھی۔ ایک دن آپ ان کے جائزہ و معائنہ اور نظم و تنظیم میں مشغول رہے۔ اسی دوران نماز عصر نقش خیال سے اتر گئی کہ پڑھ نہ سکے۔ حالانکہ قصداً ایسا نہ کیا تھا، مگر جب یاد آیا

---

❶ بخاری، الجهاد، باب من احتبس فرسا فی سبیل اللّٰہ (۲۸۵۳)

❷ النسائی، الخیل، باب دعوة الخیل: (۳۶۰۹).

Marfat.com

کہ ان گھوڑوں کے پیار کی وجہ سے میری نماز فوت ہوگئی ہے تو کہنے لگے "اللہ ذوالجلال کی قسم! آج کے بعد میرے رب کی عبادت میں تم رکاوٹ نہ بن سکو گے۔" پھر ان کے پاؤں، گردنیں اور کونچیں تلوار سے کاٹنے کا حکم دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصے کا تذکرہ سورہ ص میں کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ٝ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾﴾

(۳۸/ ص: ۳۰۔ ۳۳)

"اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔ جب ان کے سامنے دن کے پچھلے پہر خاصے گھوڑے پیش کئے گئے۔ تو کہنے لگے کہ میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہوکر) مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا۔ (بولے کہ) ان کو میرے پاس واپس لے آؤ پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سلیمان علیہ السلام کو دیکھا کہ اس نے میرے اخلاص کی وجہ سے، میرے عذاب سے خوفزدہ ہوکر اور میری محبت وجلالت کے سامنے سرافگندہ ہوکر، صرف اس لیے ان نفیس گھوڑوں کو تہ تیغ کر دیا ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی کشش میں اتنا محو کر دیا کہ نماز کا وقت نکل گیا ہے۔ تو اللہ کریم نے اس کا صلہ اس سے کئی گنا بہتر دیا کہ سبک اندام اور چابک فرام ہوا تابع فرمان کر دی۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام جہاں جانا چاہتے ہوا ان کے لیے رواں دواں رہتی۔ ایک ماہ کا سفر آغازِ دن سے اور ایک ماہ کا سفر دن کے پچھلے پہر طے کر لیتی تھی۔ یہ گھوڑوں کی رفتار دلکشا سے کہیں بہتر اور تیز تر تھی۔

اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی صداقت حقیقت کے روپ میں سامنے

Marfat.com

آ جاتی ہے:

''اے انسان! اگر تو کوئی چیز بھی خوف الٰہی سے ترک کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔''[1]

۷: کھیتی باڑی ضرورت کی حد تک درست اور کار خیر ہے لیکن اگر وہ مقصد زندگی ہی بن جائے تو وبال جان ہے۔

[1] مسند احمد (٥/ ٣٦٣)۔ و بیہقی (٥/ ٣٣٥)، صحیح

Marfat.com

متقین کے لیے جنتی نعمتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴾ (۳/ آل عمران: ۱۵)

''(اے پیغمبر) ان سے کہو کہ بھلا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن کے لیے اللہ کے ہاں باغاتِ (جنت) ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اللہ کی خوشنودی۔ اور اللہ تعالیٰ (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔''

فوائد:

۱: گذشتہ آیت میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ''میرے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔'' اب اس ٹھکانے کی تفصیل بتائی جاری ہے کہ وہ کس کے لیے؟ اور کیسا ہے؟

اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کو بیان کیا گیا ہے:

① اللہ کے نزدیک دنیا کے مقابلے میں آخرت کا سامان بہتر ہے۔
② جنت اور اس کی نعمتیں ہمیشگی والی ہیں۔
③ جنتی نعمتوں میں سے ایک نعمت پاکیزہ بیویاں بھی ہیں۔
④ متقین سے اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کا اعلان کر رہے ہیں۔

۲: آخرت کا سازوسامان متقین کے لیے بہتر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا﴾

(٤/النساء:٧٧)

''(اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیز گار کے لیے (نجاتِ) آخرت ہے۔ اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (٤٢/الشوریٰ:٣٦)

''تو جو کچھ بھی تمہیں عطا کیا گیا ہے (یہ) تو دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ بقاء والا ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس میں (موجود) ہر چیز سے بہتر ہے۔ [1]

۳: جنت کی ہمیشگی والی نعمتوں میں سے ایک چیز اس کی نہریں ہیں جہاں سے جنتی پانی پئیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ﴾ (٤٧/محمد:١٥)

''جنت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہوگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور خوب

[1] صحیح البخاری، الرقاق، باب مثل الدنیا فی الآخرة: ٦٤١٥

Marfat.com

صاف کیے ہوئے (خالص) شہد کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے)۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝۳۵﴾

(۱۳/الرعد:۳۵)

"جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اُس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں اُس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اُس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝۱۰۸﴾ (۱۱/ھود:۱۰۸)

"اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (داخل کئے جائیں گے اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے یہ (اللہ کی) عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔"

سیدنا حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے باپ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کی نہریں ہیں اور ان نہروں سے (چھوٹی) نہریں نکلیں گی جو جنتیوں کے محلات کی طرف جائیں گی۔"[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ

[1] سنن الترمذی، صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة اھل الجنة (۲۵۷۱)

Marfat.com

وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ)) ❶

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے، اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

۴: اہل جنت کے لیے پاکیزہ، حیادار اور شرمیلی بیویاں بھی ہیں۔

اہل جنت کے لیے دنیا کی خواتین میں سے کچھ بیویاں ہوں گی اور کچھ اللہ کی جنت کی مخلوق حوریں ہوں گی۔

جنتی عورتوں کی چند ایک صفات یہ ہیں:

۱: تمام ظاہری آلائشوں (مثلاً حیض، نفاس، پیشاب، پاخانہ، تھوک، منی) اور باطنی آلائشوں (مثلاً غصہ، حسد۔۔۔) سے پاک ہوں گی۔ ❷

۲: شوہروں کی ہم عمر، کنواری، محبت کرنے والی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ﴾ (۵۶/الواقعہ:۳۵،۳۸)

''ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا' تو ان کو کنواریاں بنایا' (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر' داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔''

۳: حسن صورت و سیرت کی پیکر۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ ﴾

''جنت میں (اہل جنت کے لیے) خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں ہوں گی۔''

۴: جنتی خواتین میں سے اگر کوئی عورت دنیا میں جھانک لے تو مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن

---

❶ سنن الترمذی، التفسیر، باب فی تفسیر سورة الکوثر، رقم(۳۳۶۱)

❷ تفسیر ابن جریر الطبری:۱/۳۹۶.

Marfat.com

ہو جائے' جنتی عورت کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔ ❶

۵: جنتی عورت ستر جوڑے پہنے ہوگی جن میں سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ ❷

۶: ہر جنتی کو اللہ بنات آدم (دنیاوی عورتوں) سے دو دو بیویاں عطا فرمائے گا اور حوریں اس کے علاوہ ہوں گی اور جنت میں داخل ہونے والی خواتین اپنی مرضی اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے دنیاوی شوہروں کی بیویاں بنیں گی۔ (بشرطیکہ وہ شوہر جنتی ہوں) ورنہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی دوسرے جنتی سے بیاہ دیں گے۔ جن خواتین کے دنیا میں (فوت ہونے کی صورت میں) دو یا تین یا اس سے زائد شوہر ہوں گے ان خواتین کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کسی ایک کے ساتھ بیوی بن کر رہنے کا اختیار دیا جائے گا جسے وہ پسند کر لے اسی کے ساتھ رہے گی۔ ❸

جنتی حوروں کی چند صفات' عفت مآب، حیادار، موتیوں جیسی، خوبصورت، شوہروں کی ہم عمر:

﴿فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ﴿۵۸﴾﴾

(۵۵/الرحمن: ۵۶،۵۹)

''ان میں سے نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے، تو تم اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کو جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ عورتیں یاقوت اور مرجان ہیں۔''

﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾﴾

(۳۷/ الصافات: ۴۸، ۴۹)

''اور ان کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی، موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ جیسے وہ

---

❶ بخاری ،الجهاد ،باب الحور العين و صفتهن : ۲۷۹۶.

❷ ترمذی،الجنة ،باب ماجاء فی صفة الجنة (۲۵۳۵)

❸ النهاية لابن كثير ،الفتن والملاحم :۳۸۷/۲.

Marfat.com

چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔''

﴿وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ﴾ (۳۸/ص : ۵۲)

''اوران کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔''

﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ (۵۵/ الرحمن : ۷۲)

''حوریں (سفید جسم، سیاہ آنکھوں والی عورتیں) جو خیموں میں روکی ہوئی ہیں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنت میں موٹی آنکھوں والی حوریں یہ (ترانہ) گاتی ہیں۔ہم خوبصورت اور نیک سیرت حوریں اپنے محبوب شوہروں کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔''[1]

۵: اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضامندی ہے جس کے بعد ناراضگی نہیں ہے۔جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں ہے اور مزید فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (۹/التوبۃ: ۲۰ تا ۲۲)

''جولوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت، خوشنودی اور بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے نعمت ہائے جاودانی ہے۔(اور وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے کچھ شک نہیں کہ اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

[1] صحيح الجامع الصغير: ۱۵۹۸.

Marfat.com

فِيهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (۹/التوبة:۷۲)

''اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ کی جنتوں میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہم آپ کی خدمت کے لیے بار بار حاضر ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے؟ جنتی عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں کیا (تکلیف) ہے کہ ہم راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی عطا نہیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ عطا کروں؟ جنتی کہیں گے: ''اب اس سے بہتر کونسی چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں اپنی رضا تم پر نازل کر رہا ہوں اب اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''[1]

[1] البخاری، التوحید، باب کلام الرب مع أهل الجنة : (۷۵۱۸)

Marfat.com

صرف ایک دین......اسلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰﴾

(۳/آل عمران: ۱۹،۲۰)

''دین تو اللہ کے نزدیک اسلام (ہی) ہے اور اہلِ کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا (اور سزا دینے والا) ہے، (اے پیغمبر!) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیروکار تو اللہ کے فرمانبردار ہو چکے۔ اور اہل کتاب اور اَن پڑھ لوگوں سے کہو: تم بھی (اللہ کے فرمانبردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بیشک ہدایت پالیں اور اگر (تمہارا کہا) نہ مانیں تو تمہارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔''

فوائد:

۱: اللہ کا پسندیدہ دین ''اسلام'' ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

Marfat.com

دِيْنًا﴾ (۵/ المائدة : ۳)

''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا''

۲: تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اللہ کے سچے دین ''اسلام'' ہی کو اپنانے کی تلقین:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴾

(۲۲/ الحج: ۳۴)

''اور ہم نے ہر ایک اُمت کے لیے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تاکہ جو مویشی چوپائے اللہ نے اُن کو دیئے ہیں (انہیں ذبح کرتے وقت) اُن پر اللہ کا نام لیں سو تمہارا معبود ایک ہی ہے اُسی کے لیے مسلمان (فرمانبردار) ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو''

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ﴾

(۴۲/الشوریٰ : ۱۳)

''اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ!) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔''

۳: سیّدنا نوح علیہ السلام نے بھی اسی بات کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا تھا۔

﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (۱۰/یونس: ۷۲)

''اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں رہوں''

۴: سیّدنا ابراہیم علیہ السلام بھی مسلم تھے:

Marfat.com

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ؕ﴾ (۲/البقرة: ۱۳۱۔ ۱۳۲)

''جب اُن سے اُن کے رب نے فرمایا کہ اسلام لے آ ؤ! تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رب العالمین کے آگے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں۔ اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو تمہیں صرف مسلمان ہونے کی حالت میں موت آنی چاہیے۔''

۵: سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسلام کی دعوت دی:

﴿وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝﴾ (۱۰/یونس: ۸٤)

''اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اگر (دل سے) فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسا رکھو۔''

٦: سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری بھی دین اسلام کو ماننے والے تھے۔

﴿وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (۵/المائدة: ۱۱۱)

''اور جب میں نے حواریوں کی طرف حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ تو وہ کہنے لگے کہ (اللہ!) ہم ایمان لائے تو شاہد رہنا کہ ہم فرمانبردار ہیں''

۷: دین فطرت صرف ''اسلام'' ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ

Marfat.com

تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾ (الروم : ٣٠)))❶

''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں جس طرح جانوروں کے بچے تندرست و سالم پیدا ہوتے ہیں مگر بعد میں یہ کافران کے کان وغیرہ کاٹ ڈالتے ہیں (اسی طرح انسانوں کے سب بچے اسلامی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی'' وہ فطرت جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی دین ٹھیک ہے۔''

۸: رسول اللہ ﷺ نے اپنوں اور غیروں سبھی کو اسلام کی دعوت دی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف خطوط لکھ کر مختلف لوگوں کو اسلام کی دعوت سے روشناس فرمایا:

((ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ) إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ وَ (يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ))❷

❶ بخاری، تفسیر القرآن، باب لا تبدیل لخلق اللّٰہ (٤٧٧٥) ومسلم (٢٦٥٨)

❷ صحیح بخاری، بدء الوحی، باب کیف بدء الوحی (٧)

Marfat.com

''پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا (مقدس) خط جو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی کے ہمراہ امیر بصری کے پاس بھیجا تھا اور امیر بصری نے اس کو ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، منگوا کر پڑھوایا، تو اس میں یہ مضمون تھا: ''اللہ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم کی طرف، اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے! اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ گے تو (قہر الٰہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا اور اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا پروردگار بنائے۔ اور ''فرماتا ہے کہ پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ ہم خدا کی اطاعت کرنے والے ہیں''

۹: کافروں کو سب سے پہلے دعوت اسلام دینے کا حکم اور اس کا ثواب:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا:

''میں کل یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں'' سہل کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری! کہ دیکھئے کل کسے پرچم عطا ہوتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ہر ایک اس پرچم کے ملنے کا خواہش مند تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انہیں بلاؤ! چنانچہ انہیں بلایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ ایسے تندرست ہو گئے گویا

Marfat.com

انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو آپ نے انہیں پرچم دے دیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں آپ نے فرمایا تم سیدھے جا کر ان کے میدان میں اتر پڑو

((ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)) [1]

''پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اسلام میں اللہ کے جو حقوق ان پر واجب ہوں گے وہ بتانا قسم خدا کی! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو (اسلام کی طرف) ہدایت فرما دینا تمہارے لئے سرخ (عمدہ) اونٹوں سے بہتر ہے۔

[1] صحيح بخاری، الجهاد والسير، باب دعاء النبی الناس الی الاسلام (۲۹۴۲) وابوداؤد (۳۶۶۱)

Marfat.com

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾﴾ (۳/آل عمران: ۳۶ _ ۳۷)

"جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور جو کچھ اُن کے ہاں پیدا ہوا تھا اللہ کو خوب معلوم تھا، تو کہنے لگیں کہ اے میرے رب! میرے ہاں تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کے لیے) لڑکا (موزوں تھا کہ وہ) لڑکی کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں نے میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو پروردگار نے اُس کو پسندیدگی کیساتھ قبول فرمایا اور اُسے اچھی طرح پرورش کیا۔ اور زکریا کو اُس کا متکفل (کفالت کرنے والا) بنایا۔ زکریا جب کبھی عبادت گاہ میں اُس کے پاس جاتے تو اُس کے پاس کھانا پاتے! (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریم سے) پوچھنے لگے: کہ مریم! یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بولیں کہ اللہ کے ہاں سے (آتا ہے) بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔"

Marfat.com

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں سیّدنا عمران، ان کی بیوی سیدہ مریم کی والدہ، سیدہ مریم اور سیّدنا عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نانی اور سیدہ مریم علیہا السلام کا نام حنہ بنت فاقوذ تھا اور یہ عمران بن یاشہم کی زوجیت میں تھیں یہ سیدنا سلیمان بن داود علیہ السلام کی نسل سے تھے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام اور عمران علیہ السلام دونوں کے عقد میں دو بہنیں تھیں سیّدنا زکریا کے گھر یحییٰ اور عمران کے گھر مریم پیدا ہوئیں جس کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> معراج کے موقع پر دوسرے آسمان پر یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں (اصطلاح عرب میں ماں کی خالہ کے لڑکے کو بھی خالہ زاد بھائی کہہ دیتے ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ زاد کہا) [1]

۲: بیت المقدس کے خدام میں لڑکے پیش پیش ہوتے تھے۔ جب عمران کی بیوی حاملہ ہوئیں تو سیّدنا عمران دنیا سے چل بسے۔ سیدہ حنہ بنت فاقوذ سلام اللہ علیہا نے نذر مانی: ”جو بھی میرے پیٹ میں ہے اسے مسجد کی خدمت کے لیے وقف کرتی ہوں۔“ نذر مانتے وقت ذہن میں بیٹے کا تصور تھا لیکن جب بیٹی پیدا ہوئی تو پریشان ہوگئیں کیونکہ کئی وجوہات کی بناء پر عورت مسجد میں مستقل نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے التجا رکھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کرلیا ہے اور اس کا مقام ومرتبہ بہت اونچا کردیا ہے اور اس کا نام بھی میں نے خود ”مریم“ رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کا نام ساتویں دن رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بچے کا نام پہلے دن بھی رکھا جاسکتا ہے اور یہ مسئلہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ سیدنا

[1] بخاري، مناقب الأنصار، باب المعراج: ٣٨٨٧

Marfat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج رات میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔'' ❶

۳: سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں اس بچی اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمالیا۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے شیطان کے اس کو کچوکے لگانے کی وجہ سے بچہ چیخ کر رونے لگتا ہے البتہ مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام شیطان کے کچوکے سے محفوظ رہے تھے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ''اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ ❷

۴: جب مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو ان کی والدہ انھیں بیت المقدس کے دربان کے پاس لے گئیں اور اپنی نذر کا بتایا۔ تو دربان نے کہا: ''اسے میں اپنے گھر نہیں لے جا سکتا۔ تو زکریا علیہ السلام نے کہا: ''کہ یہ بچی مجھے دے دو کیونکہ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، باقی لوگوں نے کہا ہم اس فیصلے پر خوش نہیں ہیں! یہ ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ پھر انھوں نے مریم علیہا السلام کی پرورش پر قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی یہ وہ قلم تھے جن کے ساتھ وہ تورات لکھتے تھے۔ تو زکریا علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکل آیا لہٰذا وہی سیّدہ مریم علیہا السلام کی کفالت کرنے لگے۔ ❸

۵: ایک دفعہ زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے پاس ان کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں بے موسم کے پھل پڑے دیکھے تو چونک کر فرمانے لگے: یہ کہاں سے آئے ہیں؟ تو مریم علیہا السلام نے کہا یہ

---

❶ مسلم، الفضائل، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال: (۲۳۱۵)

❷ مسلم، الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام : (۲۳٦٦)

❸ جامع البیان ۳/ ۱٦٤_۱٦۳

Marfat.com

اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ معلوم ہوا یہ پھل اور رزق اللہ تعالیٰ نے انھیں بطور کرامت عطا فرمائے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ نے قید کر لیا اور حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں کچھ دن قید رہے۔ حارث کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور اس سے کھا رہے ہیں حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں ان پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا وہ کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی جو اللہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو بھیجی تھی۔ [1]

---

[1] البخاری، الجهاد، باب هل يستأسر الرجل ومن لم يستأسر......: ٣٠٤٥

Marfat.com

وعدہ پورا کرو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ ﴾

(۳/آل عمران: ۳۷)

''ہاں جو شخص اپنے وعدے کو پورا کرے اور (اللہ سے) ڈرے تو اللہ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

فوائد:

۱: آیت کریمہ کے پہلے حصے میں وعدوں کی پاسداری کی تلقین کی جارہی ہے۔ چونکہ عہد و پیمان کا خیال رکھنا مومن کی نشانی ہے اس لیے خطاب خصوصاً مومنوں کو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقام پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ (۵/المائدۃ: ۱)

''اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔''

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ ﴾ (۱۷/الاسراء: ۳۴)

''اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریقے سے جو بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔''

Marfat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ لا﴾

''یقیناً مومن کامیاب ہو گئے''

﴿الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ لا﴾

''جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔''

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ لا﴾

''جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔''

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ لا﴾

''جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں۔''

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ لا﴾

''جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

﴿اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝۶ ج﴾

''سوائے اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامت زدہ نہیں ہیں۔''

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ ج﴾

''تو جو اس کے علاوہ تلاش کریں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔''

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ لا﴾

''جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝۹ م﴾

''جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کیا کرتے ہیں۔''

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ لا﴾

''یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔''

﴿الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱﴾

Marfat.com

''جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے''

(۲۳/المؤمنون: ۱۔ ۱۱)

۲: عہد و پیمان کی پاسداری نہ کرنا منافق علامت ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

منافق کی تین نشانیاں ہیں:

۱: ((اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ))

''جب بات کرے تو جھوٹ بولے''

۲: ((وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ))

''جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔''

۳: ((وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

''جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔''[1]

۳: عہد شکن روز قیامت ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی کہ اسے عہد شکنی کی سزا دی جاری ہے۔''[2]

۴: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاِذَا وَعَدَ فَلَا یُخْلِفْ))[3]

''جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم:الایمان،باب خصائل المنافق(۱۰۶)

[2] بخاری،الحیل ،باب اذاغضب جاریة فزعم ـــــ(۶۹۶۶)

[3] مسنداحمد(۳۲۷/۵)

Marfat.com

((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ))

''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں ہے جو امانت دار نہیں ہے۔''

((وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ)) [1]

''اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جو اپنے وعدے کا پکا نہیں ہے۔''

۵: ابوسفیان سے ملک شام میں ہرقل نے پوچھا کہ وہ (محمد ﷺ) تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے تو ابوسفیان نے کہا:

((وَیَاْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ)) [2]

''وہ ہمیں نماز، صدقہ، عفت و پاکدامنی، وعدے کی پاسداری اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔''

۶: میرے نبی ﷺ نے عہد نبھادیا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ:

'' اے محمد (ﷺ) ہماری طرف سے جو شخص تمہارے پاس جائے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو تب بھی تم اسے ہماری طرف واپس لوٹا دینا''

مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ مشرکوں کے پاس کیوں واپس بھیج دیا جائے گا، حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے؟ اسی حالت میں ابوجندل بن سہیل اپنی بیڑیوں کو کھڑکھڑاتے ہوئے مکہ کے نشیب سے نکل کر مسلمانوں کے درمیان آگئے تو سہیل (ابوجندل کے والد) نے کہا: ''محمد یہی سب سے پہلی بات ہے جس پر ہم آپ سے صلح کرتے ہیں کہ تم ابوجندل کو مجھے واپس دے دو'' جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے ابھی تحریر ختم نہیں کی۔ ابھی سے ان شرائط پر عمل کیونکر ضروری ہوسکتا ہے، سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ہم تم سے کسی بات پر صلح کبھی نہ کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا اس ایک آدمی کی تم مجھے اجازت دیدو، سہیل نے کہا میں ہرگز اس کی

[1] مسند احمد (۱۱۹۳۵)، صحیح الجامع الصغیر (۷۱۷۹)

[2] صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب دعاء النبی الی الاسلام والنبوة۔ (۲۹۴۱)

Marfat.com

اجازت نہ دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت دے دو۔ اس نے کہا میں نہ دوں گا، مِکرز نے کہا: آپ کو اس کی اجازت میں دیتا ہوں (لیکن سہیل نے اس کی بات پر دھیان ہی نہ دیا) ابوجندل نے کہا مسلمانو! کیا میں مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے اسلام کے لیے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں درحقیقت ابوجندل کو خدا کی راہ میں بہت سخت تکلیفیں دی گئی تھیں (اور پھر سہیل اپنے بیٹے کو مارتا ہوا واپس لے گیا) [1]

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ لوٹ کر آئے تو ابوبصیر جو قریشی تھے اور مسلمان ہو گئے تھے آپ ﷺ کے پاس آ گئے، کفار نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے اور آپ ﷺ سے کہلوا بھیجا کہ ہم سے جو معاہدہ آپ نے کیا ہے اس کا خیال کریں چنانچہ آپ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا اور وہ دونوں ابوبصیر کو لے کر چلے گئے جب ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو وہ لوگ سواریوں سے اتر کر کھجوریں کھانے لگے ابوبصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا:

''اے فلاں خدا کی قسم! تیری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے؟''

اس نے نیام سے تلوار نکالتے ہوئے کہا: کہ ''ہاں خدا کی قسم یہ بہت عمدہ ہے! میں اس کو کئی مرتبہ آزما چکا ہوں۔

ابوبصیر نے کہا ذرا دکھلاؤ میں بھی اسے دیکھوں! چنانچہ اس نے (خطرے سے لاپرواہ ہو کر) تلوار ابوبصیر کو دے دی۔ ابوبصیر نے تلوار پکڑی اور اسے مار ڈالا اور اس کو ٹھنڈا کر دیا (یہ دیکھ کر) دوسرا شخص بھاگ گیا اور خوف کے عالم میں مدینہ پہنچ کر مسجد (نبوی) میں گھس گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے!!! وہ رسول اللہ کے پاس پہنچ کر بولا: خدا کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور قریب تھا کہ میں بھی قتل کر دیا جاتا! اسی دوران ابوبصیر بھی وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: ''یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اللہ نے آپ کو بری کر دیا۔ آپ تو مجھے کفار کی طرف واپس کر چکے تھے۔ لیکن اللہ نے مجھے ان کافروں

[1] صحیح بخاری، الشروط، باب الشروط فی الجهاد...... (۲۷۳۱) واحمد (۱۸۹۵۲)

Marfat.com

سے نجات دی۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلُ اُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ اَحَدٌ))

اس کی ماں کا بیڑا غرق! اسے کوئی ساتھی مل جائے تو جنگ کی آگ بھڑکا ڈالے گا۔"

یہ بات ابو بصیر نے سنی تو سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ پھر انہیں کفار کی طرف واپس بھیج دیں گے، لہٰذا وہ چلے گئے حتیٰ کہ دریا کے کنارے پہنچے اور اس طرف سے ابو جندل سہیل بھی چھوٹ کر آرہے تھے راستہ میں وہ بھی ابو بصیر سے مل گئے۔ یہاں تک کہ جو قریشی مسلمان ہو کر آتا ابو بصیر سے مل جاتا آخر کار ان سب کی ایک جماعت بن گئی۔ خدا کی قسم! جب وہ کسی قافلہ کی خبر سنتے کہ وہ شام کی طرف سے آرہا ہے تو وہ اس کی گھات میں لگ جاتے اور ان کے آدمیوں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیتے۔ آخر کار قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو بھیجا اور آپ کو اللہ تعالیٰ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا کہ آپ ابو بصیر کو ان باتوں سے منع کریں۔ آئندہ سے جو شخص آپ کے پاس مسلمان ہو کر آئے وہ بے خوف ہے، چنانچہ رسول اللہ نے ابو بصیر کو منع فرما دیا۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، الشروط، باب الشروط فی الجهاد۔۔۔۔۔۔(۲۷۳۲)

Marfat.com

متقی اللہ کا محبوب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (۷۶)

(۳/آل عمران: ۷۶)

''ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (اللہ سے) ڈرے تو اللہ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

فوائد:

۱: تقویٰ اللہ کے ڈر اور خوف کو کہتے ہیں تمام عبادات کو کرنے کا حکم اسی تقوی کے حصول کے لیے ہے' تقویٰ کے ذریعے انسان اللہ کا خاص، مقرب اور محبوب بندہ بن جاتا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (۴) (۹/التوبة: ٤)

''بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند فرماتا ہے۔''

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)) [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں جو تقی (ڈرنے والا) غنی (دنیا سے بے رغبت) اور خفی (نا معلوم حیثیت کا مالک) ہو۔''

۲: تقوی سے دیگر بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا مختصر بیان کیا جاتا ہے' ویسے تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہر وقت ہوتا ہے جسے معیت عامہ کہتے ہیں جیسا کہ سورۃ کہف میں ہے کہ جب دو ہوتے ہیں تو تیسرا ان کا اللہ ہوتا ہے...... لیکن کچھ لوگوں کے اعمال

[1] صحيح مسلم، الزهد والرقائق (١١) (٢٩٦٥)

Marfat.com

حسنہ کی وجہ سے انھیں اللہ تعالیٰ کی خاص معیت حاصل ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ (۲/البقرہ:۱۹۴)

''اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کیساتھ ہے''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ﴾

(۱۶/النحل:۱۲۸)

''کچھ شک نہیں کہ جو پرہیز گار ہیں اور جو نیکوکار ہیں اللہ ان کا مددگار ہے۔''

۳: تقوی اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی معافی کے ساتھ اجرِ عظیم بھی عطا فرماتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ ﴾

(۶۵/الطلاق:۵)

''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس سے اس کے گناہ دُور کر دے گا اور اسے اجرِ عظیم بخشے گا۔''

﴿ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۷۹)

''اور اگر تم ایمان لے آؤ اور متقی بن جاؤ تو تمھارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''

۴: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ ﴾ (۸/ الأنفال: ۲۹)

''مومنو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تمھیں ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ متقی آدمی کو اللہ تعالیٰ حق و باطل، حلال و حرام، ہدایت

Marfat.com

وگمراہی میں تمیز کی پہچان عطا کر دیتا ہے اور مشکلات سے نکلنے کے راستے بتا دیتا ہے نیز گناہ کی معافی اور وافر فضل الٰہی عطا کر دیتا ہے اور روز قیامت متقی شخص کو اللہ ایک نور عطا فرمائیں گے جس کے ذریعے وہ دوسروں سے ممتاز ہوگا۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ﴾

(۵۸/ الحدید: ۲۸)

''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں تم چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

۵: متقی شخص کے لیے اللہ تعالیٰ غموں سے نکلنے کے راستے اور وافر رزق عطا فرماتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ﴾ (۶۵/ الطلاق: ۲۔۳)

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے (رنج وغم سے) خلاصی (کی صورت) پیدا کر دے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے (وہم و) گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسا رکھے گا تو وہ اس کو کافی ہے۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مبارکہ کو پڑھنا شروع کیا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ﴾

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا:

((يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَخَذُوْا بِهَا لَكَفَتْهُمْ)) [1]

''اے ابوذر! اگر لوگ اس کو پکڑ لیں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔''

۶: جہنم سے آزادی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ (۱۹/مریم:۷۱،۷۲)

''اور تم میں سے ہر کسی کو اس (پل صراط) پر گزرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

سیّدنا قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے! انہیں دیکھ کر آپ کی بیوی بھی رونے لگی! سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کیوں روتی ہو؟ بیوی نے عرض کی: آپ کو دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا۔ سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آگیا:

﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ (۱۹/مریم:۷۱،۷۲)

''اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے، پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے''

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں......؟ [2]

---

[1] مستدرك حاكم (۲/ ٤٩٢) صحيح

[2] تفسير عبدالرزاق (۲/۳۶۳) (۱۷۷۹) تفسير طبرى (۸/۳۶۰) و تفسير ابن كثير (٤/۲۹۱) سنده صحيح

Marfat.com

۷: جنت کے وارث ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ (۱۹/ مریم: ٦٣)

''یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا۔''

﴿ وَ سَارِعُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۳۳)

''اور اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا عرض (چوڑائی) آسمان اور زمین کے برابر ہے جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِينَ النَّارُ ﴾

(۱۳/الرعد: ۳۵)

''جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اُس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں اُس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اُس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔''

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّ عُيُونٍ ادْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِينَ ﴾

(۱۵/ الحجر: ٤٥، ٤٦)

''جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ۔''

﴿ وَ سِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَآءُوهَا وَ فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِينَ ﴾

(۳۹/ الزمر: ۷۳)

Marfat.com

”اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دربان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے! اب ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جاؤ۔“

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾﴾

(۴۴/الدخان: ۵۱_۵۷)

”بیشک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں۔ حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگوائیں گے (اور کھائیں گے اور) پہلی دفعہ مرنے کے سوا (جو کہ مر چکے تھے) موت کا مزا نہیں چکھیں گے اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔“

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّ فَوَاكِهَ مِمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۴۴﴾﴾

(۷۷/ المرسلات: ۴۱_۴۴)

”بیشک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں گے۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔“

Marfat.com

۸: تقویٰ اختیار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہوتا ہے کہ اللہ انھیں دشمنوں کے ہر مکر وفریب سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْــٴًـاؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۠﴾ (۳/آل عمران: ۱۲۰)

''اور اگر تم تکلیفوں کو برداشت اور (اُن سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو اُن کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اُس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔''

Marfat.com

جھوٹی قسمیں مت اٹھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (۳/آل عمران:۷۷)

''جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اُن سے اللہ نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز اُن کی طرف (رحمت سے) دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔''

فوائد:

۱: سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک آدمی نے بازار میں سامان دکھا کر قسم اٹھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے۔ حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی، اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکہ دینا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾

''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''[1]

۲: سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تین شخص ایسے ہوں گے جن سے اللہ نہ تو کلام فرمائیں گے نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے)

[1] بخاری، البیوع، باب ما یکرہ من الحلف فی البیع (۲۰۸۸)

Marfat.com

دیکھیں گے اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا: میں نے عرض کیا یہ لوگ ذلیل وخوار ہو گئے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱: ((اَلْمُسْبِلُ)) ٹخنوں سے نیچے شلوار، تہبند لٹکانے والا

۲: ((وَالْمَنَّانُ)) احسان جتلانے والا

۳: ((وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ))

جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان بیچنے والا [1]

۴: آپ ﷺ نے بہت زیادہ قسمیں کھانے سے منع فرمایا ہے سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحِلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ)) [2]

''تجارت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ زیادہ قسمیں کھانے سے سودا تو بک جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)) [3]

''چار بندوں سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں: ''بہت زیادہ قسمیں کھا کر خرید و فروخت کرنے والا، متکبر فقیر، بوڑھا زانی اور ظالم حکمران۔''

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابوداؤد، اللباس، باب ما جاء فی اسبال الازار (۴۰۸۷) و مسلم (۱۰۶)

[2] صحیح مسلم، البیوع، (۱۶۰۷) ابن ماجه (۲۲۰۹)

[3] البیهقی فی شعب الإیمان (۴۵۳) ابن حبان (۵۵۳۲) صحیح الترغیب والترهیب (۱۷۹۰)

Marfat.com

ی اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ وَلاَ یَبِیْعُ

ا ہے اور وہ اسے خرید تا ہے توقسم

①

خت کرنے والے کو قسمیں نہیں کھانی

Marfat.com

پیارے نبی ﷺ کے چرچے عالم ارواح میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾

(۳/آل عمران ۳/۸۱-۸۲)

’’اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنا ہوگی! اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم اقرار کرتے ہوئے اس پر میرا ذمہ لیتے ہو؟ (یعنی مجھے ضامن ٹھہراتے ہو) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں' تو جو اُس کے بعد پھر جائیں وہ فاسق ہیں۔‘‘

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں بیان ہو رہا ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں وعدہ لیا کہ ان میں سے کسی کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کتاب و حکمت عطا کرے اور وہ بڑے مرتبے تک پہنچ جائے، اور اسی کے زمانے میں رسول آ جائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت و امداد کرنا اس کا

Marfat.com

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝۲۸۵ ﴾ (۲/ البقرة: ۲۸۵)

''رسول اس کتاب پر جو اُن کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے رب! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہی۔''

﴿ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ ﴾ (۲/البقرة: ۱۷۷)

''نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، روزِ آخرت پر اور فرشتوں پر، (اللہ کی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔''

حدیث مبارکہ میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (جبرائیل علیہ السلام نے) دریافت کیا: مجھے بتائیں ایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ))[1]

''(ایمان یہ ہے) کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے انبیاء پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

۲: ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے مگر اتباع صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحيح مسلم، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان (٨)

Marfat.com

کی آمد کے بعد کسی دوسرے نبی، قطب، ابدال، ولی اور امام کی پیروی ممنوع ہو گئی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کی اتباع کرنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ لاَ یَسْمَعُ بِی أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ یَهُودِیٌّ وَلاَ نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِی أُرْسِلْتُ بِهِ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس امت کا جو کوئی بھی یہودی یا عیسائی میری خبر سن لے اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ ضرور جہنمی ہو گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ اس بات کی شہادت دیں: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' اور مجھ پر ایمان لائیں پھر اگر انہوں نے اس شریعت پر عمل کیا جو میں لایا ہوں تو انہوں نے مجھ سے اپنا مال اور خون بچا لیا ہاں! کسی اسلامی حق کی وجہ سے ان کا خون و مال مباح ہو جائے اور ان کا محاسبہ اللہ کے ذمے ہے'' ❷

۳: قرآن و سنت کی موجودگی میں اور کچھ بھی قابل عمل نہیں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دن تورات کا ایک ورق پکڑ کر پڑھ رہے تھے نبی کریم ﷺ نے پاس آ کر دیکھا تو چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیفیت کو دیکھتے ہوئے کہا: اے عمر! تیری ماں تجھے گم پائے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے ہو؟ جب چہرہ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے

---

❶ مسلم، الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا (۱۵۳)

❷ صحیح مسلم ،الایمان ،باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا: لااله الااللّٰه محمد رسول اللّٰه (۱۲۵،۱۲٤)

Marfat.com

چہرہ مبارک کی طرف دیکھا جو غصے سے دمک رہا تھا تو بے اختیار پکار اٹھے:

((رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا))

''میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں''

اللہ کے نبی! آپ غصے میں کیوں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اگر اب صاحب کتاب موسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں اور آکر اپنی تورات پر عمل کر کے یہ چاہیں کہ ہدایت مل جائے تو ہدایت نہیں ملے گی بلکہ انہیں بھی میری فرماں برداری کرنی پڑے گی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((لَوْبَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِی لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ)) ❶

''اگر موسیٰ علیہ السلام آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے''

اے عمر! تم تورات پڑھ رہے ہو! جو انجیل آنے کے بعد منسوخ ہو گئی تھی اور انجیل بھی قرآن کے آنے سے منسوخ ہو گئی۔ اگر اس کائنات میں موسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں جو کلیم اللہ ہیں، الوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں، بڑی شان و مرتبت والے ہیں جن کا بڑا مقام ہے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے اور جنت میں نہیں جاؤ گے بلکہ جہنم کے اندر جانے والے بن جاؤ گے۔ کیا مطلب؟ کہ امام کائنات ﷺ کے نبی ہونے کے بعد کسی نبی کی نبوت کا سکہ نہیں چل سکتا لیکن اگر کوئی بدنصیب نبی کائنات ﷺ کے مقابلے میں کسی امتی کا سکہ چلانا چاہے تو اسکو بھی اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیے۔

---

❶ سنن دارمی، مقدمة باب مایتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ وقول غیرہ عند قوله (٤٣٥) ومسند احمد (٤/٢٦٥) (١٨٣٦١) حسن.

Marfat.com

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ فَاِنِّيْ بِيْ اَخْشٰى اَنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ)) [1]

''میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑ دوں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔''

۴: اختلافات میں بھی اتباع صرف رسول اللہ ﷺ کی کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ (٤/النسآء:٥٩)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا دو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمھیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔''

جو لوگ ایسا نہیں کرتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مجرم ہیں روز قیامت ہاتھ ملتے رہ جائیں گے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ ﴾ (٢٥/الفرقان:٢٧-٢٩)

''اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: ''ہائے کاش! میں نے رسول

[1] بخاری، الخمس، باب فرض الخمس (٣٠٦٣) مسلم (٥٤)

Marfat.com

کی راہ لی ہوتی ، ہائے افسوس کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی شیطان تو انسان کو ورغلا دینے والا ہے۔''

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾

(٤/النساء:١١٥)

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کی وضاحت ہو جانے کے بعد بھی رسول کی خلاف ورزی کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کریں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ لوٹ کر جانے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔''

Marfat.com

قابلِ قبول دین صرف ''اسلام''

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾﴾ (۳/ آل عمران: ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اُس سے۔ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

فوائد:

۱: دین اسلام فطرتی اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد کسی دین کو کچھ اہمیت نہیں۔ اللہ کے ہاں کامیاب اور جنتی وہی ہے جو دین اسلام پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارتا رہا اور اسی پر اسے موت آئی، اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعلان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾

(۳/ آل عمران: ۱۰۱ ـ ۱۰۲)

''اور تم کیسے کفر کرو گے؟ جب کہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اُس کے پیغمبر موجود ہیں اور جس نے اللہ کی (ہدایت کی رسی کو) مضبوط پکڑ لیا تو وہ سیدھے رستے لگ گیا۔ مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔''

۲: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص نے کہا:

Marfat.com

((يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا))

''اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید بنا لیتے''

انھوں نے دریافت کیا: أَيُّ آيَةٍ؟ کون سی آیت ۔۔۔؟ اس نے کہا۔

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کے جواب میں) فرمایا:

((قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ)) [1]

''جس دن اور جس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ (آیت) نازل ہوئی ہم اس سے آگاہ ہیں۔ جمعہ کا دن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے''

۳: سیّدنا جبریل علیہ السلام نے آکر دریافت کیا کہ اسلام کیا ہے؟ حدیث جبریل کے نام سے مشہور یہ مکمل حدیث پیش خدمت ہے، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص نمودار ہوا نہایت سفید کپڑے بہت سیاہ بال سفر کا کوئی اثر یعنی گرد و غبار وغیرہ اس پر نمایاں نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اس کو جانتا بھی نہ تھا بالآخر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانو بزانو ہو کر بیٹھ گیا اپنے دونوں ہاتھوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیا اور عرض کیا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اسلام کی کیفیت بتائیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح بخاري، الايمان (٤٥)

Marfat.com

((الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً.))

''اسلام یہ ہے کہ تم (کلمہ توحید یعنی) اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں نماز پابندی سے ادا کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعتِ ہو تو حج بھی کرو۔''

آنے والے نے عرض کیا: کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ ہم کو تعجب ہوا! کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے؟ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا کہ: ایمان کی حالت بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان کے معنی یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

آنے والے نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگا احسان کی حقیقت بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''احسان کی حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو (تو کم از کم) اتنا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

آنے والے نے عرض کیا کہ قیامت کے بارے میں بتائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ واقف نہیں ہے۔'' اس نے کہا اچھا قیامت کی علامات بتائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم، تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتوں پر اترائیں گے۔''

اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کی! اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)) ❶

''یہ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

۴: اسلام کے ارکان یعنی وہ چیزیں جن کے بغیر بندہ مسلمان نہیں رہتا۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

((بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) ❷

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ تعالی کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ ہر چیز کی عبادت سے انکار کرنا، پابندی سے نماز پڑھنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

۵: اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ابن شماسہ مھری کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ مرض الموت میں مبتلا تھے وہ بہت دیر تک روتے رہے اور چہرہ مبارک دیوار کی طرف پھیر لیا ان کے بیٹے ان سے کہہ رہے تھے کہ اے ابا جان! کیوں رو رہے ہیں کیا اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بشارت نہیں سنائی۔۔؟ سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور مجھ پر تین دور گزرے ہیں ایک دور تو وہ ہے جو تم

❶ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الايمان والاسلام والاحسان(٨) وبخاری(٥٠) وابو داؤد(٤٦٩٥)

❷ بخاری، الايمان، باب دعاء كم ايمانكم(٨) ومسلم(١٦)

Marfat.com

نے دیکھا کہ میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شخص نہیں تھا اور مجھے یہ سب سے زیادہ پسند تھا کہ آپ ﷺ پر قابو پا کر آپ ﷺ کو قتل کر دوں! اگر میری موت اس حالت میں آجاتی تو میں دوزخی ہوتا۔ پھر جب اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں، آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: کہ ایک شرط ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ کیا شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا (مسلمان ہونے پر) میرے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو رضی اللہ عنہ! کیا تو جانتا نہیں کہ ''اسلام لانے سے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں نیز ہجرت سے اور حج کرنے سے بھی اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟

اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ ہی میری نظر میں آپ ﷺ سے زیادہ کسی کا مقام تھا اور آپ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھرپور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہ تھی! اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت مبارک کے متعلق پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو بوجہ عظمت وجلال دیکھ نہ سکا، اگر اس حال میں میری موت آجاتی تو مجھے جنتی ہونے کی امید تھی۔ (یہ دن بھی گزر گئے) اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں سونپی گئیں، اب مجھے نہیں معلوم! کہ میرا کیا حال ہوگا؟ لہٰذا جب موت کی آغوش میں چلا جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے والی اور آگ نہ ہو، جب مجھے دفن کر دو تو میرے اوپر مٹی ڈال دینا اس کے بعد میری قبر کے اردگرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے تاکہ تمہارے قرب سے مجھے انس حاصل ہو اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ [1]

[1] صحیح مسلم،الایمان، باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ وکذا الھجرۃ والحج (۱۲۱) واحمد(۱۷۷۹۲)

Marfat.com

۶: اسلام سے پھرنے والے (مرتد) کی سزا صرف قتل ہے: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں دو اشعری آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ایک میرے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب تھا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے عامل (گورنر) کا عہدہ طلب کیا لیکن رسول اللہ ﷺ (ان کے اس سوال کے جواب میں) خاموش رہے، پھر فرمایا کہ اے ابو موسیٰ یا فرمایا کہ اے عبد اللہ بن قیس! (سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت) تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ (نبی بنا کر) بھیجا ہے انہوں نے مجھے اپنے دلوں کی بات نہیں بتائی اور نہ مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ دونوں عامل (گورنری) کا عہدہ طلب کرنا چاہتے ہیں۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا کہ میں آپ کی مسواک کو آپ کے ہونٹ کے نیچے دیکھ رہا ہوں کہ ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا'' (منہ میں مسواک لیے، اسی حالت میں) آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس شخص کو عہدہ (گورنری) نہیں عطا کرتے جو اس (کو حاصل کرنے) کی خواہش رکھتا ہو۔ (پھر فرمایا) ابو موسی! یا فرمایا: اے عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! تم یمن چلے جاؤ اور انہیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج دیا پھر ان کے بعد سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (گورنر) بنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتریے اور ان کے لیے تکیہ رکھا تو انہوں نے ایک شخص بندھا پڑا ہوا دیکھا تو سوال کیا کہ ''اسے کیوں باندھ رکھا ہے؟'' یہ کیا معاملہ ہے؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا ''یہ پہلے یہودی تھا، پھر اسلام لے آیا اب (مرتد ہو کر) دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ گیا ہے جو برا دین ہے۔'' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے مطابق اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر دونوں کے درمیان رات کے قیام کا تذکرہ ہوا تو دونوں میں سے ایک غالباً سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے، قیام اللیل بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں

Marfat.com

اپنی نیند کے بارے میں بھی وہی (اجر و ثواب کی) امید رکھتا ہوں جس کی اپنے قیام اللیل میں رکھتا ہوں۔ ❶

۷: اسلام ہی فلاح و کامیابی کا ضامن ہے۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، ہمیں اس کی آواز میں گنگناہٹ تو سنائی دے رہی تھی مگر بات سمجھ میں نہیں آتی تھی بالآخر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا ہے: تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ))

''دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔''

اس نے عرض کیا: ''اس کے علاوہ بھی کوئی نماز میرے لئے فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ہاں! اگر تم نفل پڑھ لو تو بہتر ہے، اور ماہ رمضان کے روزے بھی فرض ہیں۔ اس نے پھر کہا: کیا اس کے علاوہ بھی میرے لئے کوئی روزہ فرض ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں اگر تم نفل روزہ رکھو تو بہتر ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے زکوۃ کا بھی تذکرہ کیا اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی صدقہ دینا مجھ پر لازم ہے؟ فرمایا: نہیں! ہاں اگر اپنی طرف سے دینا چاہو تو بہتر ہے، اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ:

((وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)) ❷

''اللہ کی قسم! میں اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو گیا۔''

---

❶ ابو داؤد، الحدود، باب الحکم فیمن ارتد (٤٣٥٤)

❷ صحیح مسلم، الایمان، باب بیان الصلوات التی هی أحد أرکان الاسلام (١١) وبخاری (٤٦) وابو داؤد (٣٩١)

Marfat.com

۸: اے اللہ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھنا اور اسی پر موت دینا۔

سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے یوں دعا کی:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ)) [1]

''اے اللہ! تو بخشش فرمادے ہمارے زندوں کی اور ہمارے مردوں کی، ہمارے چھوٹوں کی اور ہمارے بڑوں کی، ہمارے مردوں کی اور ہماری عورتوں کی، ہمارے موجود لوگوں کی اور ہمارے غائب (غیر موجود) کی۔ اے اللہ! تو ہم سے جس کو زندہ رکھے اس کو ایمان پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے اس کو اسلام پر موت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد گمراہ نہ کر۔''

---

[1] ابو داؤد، الجنائز، (۳۲۰۱) والترمذی (۱۰۲۴)، صحیح

Marfat.com

اللہ کے راستے میں محبوب (پسندیدہ) چیز خرچ کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۹۲ ﴾ (۳/آل عمران: ۹۲)

"(مومنو!) جب تک تم اُن چیزوں میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے جو تمہیں عزیز ہیں کبھی نیکی حاصل نہ کرسکو گے اور جو چیز تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اُس کو جانتا ہے۔"

فوائد:

۱: آیت مبارکہ کا شان نزول یوں ہے، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام انصار میں سے سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے اور اپنے تمام مال اور جائداد میں سے "بیرحا" (نامی باغ) سب سے زیادہ پسند کرتا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنویں کا عمدہ اور میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی "بیرحا" (نامی باغ) ہے۔ لہٰذا میں اس کو اس امید میں کہ جو بھلائی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لئے جمع رہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر فرمانے لگے کہ "واہ واہ یہ بہت ہی فائدے مند مال ہے اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا" اور فرمایا: "میری رائے ہے کہ یہ باغ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔" سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

فرمانے لگے: بہت خوب! اور باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ ❶

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کہ یارسول اللہ! میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے (میں اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں) فرمائیے کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اصل (زمین) کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں وقف کر دو'' ❷

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلًا، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ ، فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَقَتُهُ تِلْكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِينِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلِذِي الْقُرْبَى، وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُوكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ)) ❸

''عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک جائیداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وقف کر دی اس

---

❶ احمد، ۳/ ۱٤۱؛ صحیح بخاری، الزکاة، باب الزکاة علی الأقارب، ۱٤٦۱؛ صحیح مسلم، ۹۹۸۔

❷ صحیح بخاری، الوصایا باب الوقف کیف یکتب، ۲۷۷۲؛ صحیح مسلم، ۱٦۳۲؛ نسائی، ۳٦۳۳۔

❸ بخاری، الوصایا، باب وما للوصی أن یعمل فی مال الیتیم وما یأکل منه بقدر عمالته (۲۷٦٤)

Marfat.com

جائیداد کا نام ''ثمغ'' تھا اور یہ کھجور کا ایک باغ تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایک جائیداد ملی ہے اور میرے خیال میں نہایت عمدہ ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کر دوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اصل مال صدقہ کر دو کہ نہ بیچا جاسکے، نہ ہبہ کیا جاسکے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے، صرف اس کا پھل (اللہ کی راہ میں) صرف ہو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا ان کا یہ صدقہ غازیوں کے لئے غلام آزاد کرانے کے لئے، محتاجوں اور کمزوروں کے لئے مسافروں اور رشتہ داروں کے لئے تھا اور اس کے نگراں کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ وہ دستور کے موافق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔''

۲: اللہ ہمیشہ پاک صاف اور حلال کو قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ))[1]

''جو شخص کھجور کے برابر (مقدار میں یا قیمت میں) حلال کمائی میں سے خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح بڑھاتا رہتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔''

۳: اللہ کے راستے میں کسی بھی چیز کا عمدہ جوڑا خرچ کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاری، الزکاة، باب الصدقة من كسب طيب (١٤١٠) ومسلم (٢٣٤٢)

Marfat.com

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ، يَعْنِي الجَنَّةَ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ))

''جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جو شخص نمازی ہوگا اسے باب الصلوۃ سے پکارا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے اور صدقہ کرنے والے کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو روزے دار ہوگا اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

((مَا عَلَى هٰذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)) [1]

''ویسے ضروری تو نہیں کہ کسی کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے، پھر بھی کیا کسی کو ان تمام دروازوں سے دعوت دی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! میں امید کرتا ہوں کہ آپ انہیں میں ہوں گے۔''

[1] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا...... (۳۶۶۶) ومسلم (۲۳۷۱) ونسائی (۲۴۳۹)

Marfat.com

مقام ابراہیم علیہ السلام اور حج

﴿فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (۳/ آل عمران: ۹۷)

''اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا، اس نے امن پا لیا۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اُس کا حج کرے اور جو اُس کے حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

فوائد:

۱: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے چند باتوں کا ذکر کیا ہے۔

(ا)...... مکہ شہر میں بیت اللہ کے پاس مقام ابراہیم بھی ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کھڑے ہو کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کرتے رہے۔ حج میں سب سے پہلے طواف کرنے کے بعد اگر اس مقام پر دو رکعت نماز ادا نہ کی جائے تو حج نہیں ہوتا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ الرُّكْنَ، وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا، وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))[1]

---

[1] الترمذی، الحج، باب ما جاء فی فضل الحجر الأسود والركن والمقام:۸۷۸ وصحیح ابن حبان: ۱۰۰۴، صحیح

Marfat.com

''بلاشبہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنت کے قیمتی پتھروں میں سے دو قیمتی پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی روشنی کو ختم کر دیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی روشنی کو ختم نہ کرتا تو ان کی روشنی مشرق سے مغرب کے درمیانی حصے کو روشن کر دیتی۔''

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پروردگار نے تین باتوں میں میری موافقت کی، میں نے ایک مرتبہ کہا:

۱: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى))

یا رسول اللہ ﷺ! آپ مقام ابراہیم کو (طواف کے بعد) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۲۵)

''اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو۔''

۲: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ امہات المومنین کو پردہ کا حکم فرما دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی۔

۳: اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کی بیویاں آپ پر غیرت کے سلسلے میں جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا:

﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ﴾

(٦٦/ التحريم:٥)

''اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انھیں تم سے اچھی بیویاں تمھارے بدلے میں دے گا۔''

چنانچہ یہی آیت نازل ہوئی۔[1]

[1] البخاری، التفسیر، باب (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى):٤٤٨٣

Marfat.com

۲: مکہ امن وسکون والا شہر ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسِّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ)) ❶

"دجال کے داخل ہونے سے کوئی شہر نہیں بچ سکے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے، فرشتے مکہ اور مدینہ کے راستوں پر صف باندھے کھڑے ہوں گے اور ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے۔ دجال مدینہ منورہ کی سنگلاخ زمین تک نہیں پہنچ پائے گا تو تین مرتبہ زلزلہ آئے گا اور مدینہ منورہ میں موجود تمام کافر ومنافق (خائف ہوکر) دجال کے پاس چلے جائیں گے۔"

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)) ❷

"تو کس قدر اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے؟ اگر میری قوم نے مجھے نکالا نہ ہوتا تو میں تیرے سوا (کسی دوسرے شہر میں) رہائش پذیر نہ ہوتا۔"

۳: حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت انسان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة :۲۹۴۳

❷ ترمذی، المناقب، باب فی فضل مكة: ۳۹۲۶، ابن حبان: ۱۰۲۶، الحاكم: ۱/ ۴۸۶، صحيح

Marfat.com

((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا))

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔''

ایک آدمی (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتی کہ اس نے تیسری بار یہی سوال دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ))

''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک میں تمھیں کچھ نہ بتاؤں مجھ سے سوال نہ کیا کرو اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ کثرت سے سوال اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اختلاف کرنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے! جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو اور جب میں تمھیں کسی کام سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ [1]

[1] مسلم، الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر: ١٣٣٧ واحمد: ٢/ ٥٠٨ وابن حبان: ٣٧٠٥

Marfat.com

زندگی اور موت اسلام پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾

(۳/ آل عمران: ۱۰۲)

”مومنو! اللہ سے ڈرو! جیسے اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں صرف مسلمان ہونے کی حالت میں موت آنی چاہیے۔ (یعنی زندگی بھر اسلام پر قائم رہنا چاہیے)“

فوائد:

۱: یہ آیت مبارکہ ان تین آیات میں سے ایک ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبہ جمعہ، خطبہ عیدین اور خطبہ نکاح میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

۲: جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اس طرح ڈرو، اس آیت مبارکہ کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے کہ اللہ کے حق کو تو کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی۔

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (٦٤/ التغابن:١٦)

”سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کی) فرمانبرداری کرو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔“

۳: ساری زندگی اللہ کے ڈر کے ساتھ، یعنی تقویٰ کو اختیار کرتے ہوئے گزارنے کا حکم ہے جس دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا وہ ہر گناہ کو بے دریغ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن سات لوگوں

Marfat.com

کو عرش کا سایہ عنایت فرمائے گا ان میں ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ سے ڈرتا ہے اور دعوت گناہ کو قبول نہیں کرتا۔ ❶

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۵﴾

(۷/الاعراف : ۳۵)

”جو شخص ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔“

۴: اللہ کا ڈر، خوف اور تقویٰ رکھنے والے کامیاب ہیں۔

۵: موت اسلام پر ہی آنی چاہیے نبی کریم ﷺ نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ)) ❷

اے اللہ! ہمارے زندوں، ہمارے مردوں، ہمارے حاضر، ہمارے غائب، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے فوت کرے تو اسے حالت ایمان میں فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (مرنے والے) کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اسکے بعد گمراہ نہ کرنا۔“

امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور ایک چھڑی پکڑے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس وقت قریب ہی بیٹھے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول

❶ بخاری، الزکوٰۃ، باب الصدقة باليمين (۱۴۲۳)

❷ ابو داؤد (۳۲۰۱).

Marfat.com

اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ اور اس کے بعد فرمایا: ''اگر (جہنم کے) تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ (زمین پر) گرا دیا جائے تو وہ تمام روئے زمین کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دے! تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی تھوہر ہوگا؟ [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات سے تین دن قبل فرماتے ہوئے سنا:

''تم میں کوئی شخص فوت نہ ہو مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔'' [2]

---

[1] ابن ماجه، الزهد، باب صفة النار: ٤٣٢٥

[2] مسلم، الفتن، باب الأمر بحسن الظن باللّٰه تعالىٰ عند الموت: (٢٨٧٧)

Marfat.com

اتفاق واتحاد اور کتاب اللہ کو لازم پکڑو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾ (۳/آل عمران: ۱۰۳)

''اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔''

فوائد:

۱: آیت مبارکہ میں اللہ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے، سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ

Marfat.com

بَیۡتِی)) ❶

''خبردار! تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تو تم اللہ کی کتاب کو پکڑ کر مضبوطی سے (اس کے ساتھ) چمٹ جاؤ، نیز آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے متعلق مزید ترغیب و تلقین فرمائی۔ پھر فرمایا: ''اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تمھیں اللہ یاد دلاتا ہوں یعنی اللہ سے ڈراتا ہوں یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔''

اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھام لینے والے ہی کامیاب و کامران ہیں جیسا کہ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ)) ❷

''میں تمھیں ایسے روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اس سے صرف وہی شخص روگردانی کرتا ہے جو ہلاک ہونے والا ہے۔''

۲: تفرقہ بازی میں نہ پڑو، اجتماعیت کو اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس سے روکا ہے: کہ ''تم تفرقہ بازی میں نہ پڑو۔''

ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾﴾ (٦/الأنعام:١٥٩)

''جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے

---

❶ مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل علی بن أبی طالب :٢٤٠٨

❷ صحيح الترغيب، السنة، باب الترهيب من ترك السنة (٥٩) السنة لابن أبی عاصم (٤٨) صحيح

Marfat.com

ہوگئے ان سے تمہیں کچھ کام نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے، پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ (اللہ) اُن کو (سب کچھ) بتائے گا۔"

اور فرمایا:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝﴾ (۳/ آل عمران: ۱۰۵۔۱۰۶)

"اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکامِ بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (اُن سے اللہ فرمائے گا کہ) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ پس (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔"

آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیر
وحدت افکار کی بے کردار ہے خام

سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک اور برباد ہو گئے۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے ایک خط کھینچا اور فرمایا:

یہ ایسے متفرق راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

[1] البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الإشخاص: ٢٤١٠

Marfat.com

﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۵۳ ﴾ (٦/ الأنعام:١٥٣)

''اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور دوسرے رستوں پر نہ چلنا کہ (اُن پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم پرہیز گار بنو۔''①

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ پھیلاؤ، اتفاق رکھو اور اختلاف نہ کرو۔''②

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فتنوں کے دور میں) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا اوران کے امام سے چمٹے رہنا، میں نے عرض کیا: ''اگر نہ مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی حالت میں تم تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا، خواہ تمھیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ تمھیں موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے۔③

۳: مدینہ منورہ کے باسی اوس اور خزرج باہمی جنگ وجدال میں مبتلا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد سب سے محبت اور اخوت پیدا ہوئی۔ اس آیت مبارکہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے، دوسری جگہ فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝۶۲ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۶۳ ﴾ (۸/ الأنفال:٦٢-٦٣)

---

① احمد ١/ ٤٣٥، والحاكم ٢/ ٣١٨ وقال صحيح الاسناد.

② مسلم، الجهاد، باب في الأمر بالتيسير: ١٧٣٣

③ البخاری، الفتن، باب كيف الأمر إذا لم تكن جماعة: ٧٠٨٤

Marfat.com

’’وہی تو ہے جس نے تمہیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی۔ اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے! مگر اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔‘‘

آپ ﷺ نے ایک دفعہ انصار سے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تمھیں گمراہ نہیں پایا تھا؟ مگر اللہ تعالیٰ نے تمھیں میری وجہ سے ہدایت سے نوازا! تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے؟ مگر میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم فقیر تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمھیں میری وجہ سے دولت مند کردیا، آپ جب بھی کچھ ارشاد فرماتے تھے تو انصار کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔ [1]

الغرض! قرآن وسنت اور اتفاق واتحاد ہی خیر وبرکت لاتے ہیں اللہ تمام مسلمانوں کو انھیں اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

---

[1] البخاری، المغازی، باب غزوۃ الطائف فی شوال سنۃ ثمان: ٤٣٣٠

Marfat.com

نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾ (۳/آل عمران:۱۱۰)

''تم لوگوں کے لیے نکالی گئی بہترین امت ہو کہ نیک کام کرنے کا حکم اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ اُن میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔''

فوائد:

۱: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ پہلے یہ اللہ کے پیغمبروں کی ذمہ داری تھی۔ جناب محمد ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا امت محمدیہ ﷺ کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہو گئی کہ وہ اپنی اپنی وسعت وطاقت کے مطابق برائی کی جگہ اچھائی لانے کی کوشش کریں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''تم دوسروں کے حق میں سب سے بہتر ہو کہ تم لوگوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر اسلام کی طرف جھکاتے ہو۔''[1]

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

---

[1] صحيح بخارى، التفسير، باب سورة آل عمران {كنتم خير أمة أخرجت للناس}، ٤٥٥٧۔

Marfat.com

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ﴾ (۲/ البقرة: ۱۴۳)

''ہم نے تم کو بہتر امت بنایا ہے۔''

امت محمدیہ ﷺ کو تلقین کی گئی ہے کہ تم میں ایک جماعت امر بالمعروف کے لیے وقف ہونی چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۰۴)

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''تم ستر امتوں کا تتمہ ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم ان سب سے بہتر اور زیادہ بزرگ ہو۔'' [1]

سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ایسی نعمتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔'' لوگوں نے پوچھا: ''کون سی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میری مدد رعب سے کی گئی ہے' میں زمین کی کنجیاں دیا گیا ہوں' میرا نام احمد رکھا گیا ہے' میرے لئے مٹی پاک کی گئی ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔'' [2]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا خیال ہے تم جنتیوں کا چوتھا حصہ بننا چاہتے ہو کہ چوتھائی جنت تمہارے پاس ہو اور باقی تین حصے دوسری امتوں کے پاس؟'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا

---

[1] احمد، ۴/ ۴۴۷؛ ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۳۰۰۱ حسن۔

[2] مسند احمد، ۱/ ۹۸۔ وفیه ابن عقیل ضعیف۔

Marfat.com

رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر ایک تہائی حصہ تمہارا ہو تو؟'' ہم نے کہا: یہ تو بہت ہے! فرمایا: بتاؤ! اگر نصف حصہ (تمہارا اور) نصف حصہ (باقی تمام امتوں کے پاس) ہو تو؟ انہوں نے کہا: حضور! پھر تو بہت ہی زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سنو! ''کل (قیامت کے دن) اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (۸۰) صفیں صرف میری امت کی ہیں۔'' (۱)

۲: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۹/التوبہ: ۷۱]

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔''

نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا' اللہ کا فرمان ہے:

﴿يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (۳/آل عمران: ۱۱۴)

''(اور) اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے اور اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نیکیوں پر ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور یہی لوگ نیکوکار ہیں''

۲: حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ

(۱) احمد، ۱/ ۴۵۳، حسن؛ مسند ابی یعلی، ۵۳۵۸؛ طبرانی، ۱۰۳۵۰؛ ترمذی، صفة الجنة باب ماجاء فی کم صف اهل الجنة: ۲۵۴۶، حسن

Marfat.com

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾﴾ (۳۱/ لقمان: ۱۶ ـ ۱۹)

''پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ بھی کسی پتھر کے تلے ہو، آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔اے میرے چھوٹے بیٹے! نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا، جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، یقین مانو کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ پھلا اور زمین پر اتراتے ہوئے اکڑ کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خور کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست رکھ یقیناً بدترین آواز گدھوں کی ہے۔''

۳: اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق لوگوں کو نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی تلقین کریں۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾﴾

(۷/الاعراف:۱۹۹)

اے پیغمبر عفو و درگزر اختیار کر نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

۴: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) [1]

[1] صحيح مسلم 'الايمان :۴۹.

Marfat.com

''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے۔ اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''

۴: سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ القَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا)) ⓵

''اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدوں میں مبتلا ہونے (پامال کرنے) والا ہے ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی پر سوار ہوئے) انہوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی تو ان میں سے کچھ بالائی منزل پر اور کچھ نچلی منزل پر بیٹھ گئے۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو اوپر آتے اور بالانشینوں کے قریب سے گزرتے (جو انہیں ناگوار گزرتا) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا: کیا ہی اچھا ہو! ''اگر ہم اپنے نچلے حصے میں سوراخ کر لیں (تا کہ اوپر جانے کی بجائے ،سوراخ سے ہی پانی لے لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں اب اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں (انہیں سوراخ کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کر لیں) تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے (کیونکہ

⓵ صحيح بخارى ، الشركة ،باب هل يقرع فى القسمة؟ (٢٤٩٣).

Marfat.com

سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہو جائے گا، جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہو جائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے (سوراخ نہیں کرنے دیں گے) تو وہ خود اور دوسرے تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔“

۵: نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کی ابتداء سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے آغاز میں اسلام کی دعوت سب سے پہلے قریش کو دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ ﴾ (٦٦/ التحریم: ٦)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مظبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں اللہ جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِىْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِىْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِىْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِىْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[1]

---

[1] صحیح بخاری ،الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن(٨٩٣)، صحیح مسلم : ١٨٢٩.

Marfat.com

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا'
امام (حکمران) نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا،
مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال
ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں
سوال ہوگا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:
''انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس
سے سوال ہوگا (الغرض) تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی
رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

Marfat.com

غزوۂ بدر میں اللہ کی مدد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ ﴾

(۳/آل عمران: ۱۲۳ ـ ۱۲۷)

''اور اللہ نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اُس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس اللہ سے ڈرو (اور اُن احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو' جب آپ مومنوں سے یہ کہہ (کراُن کا دل بڑھا) رہے تھے: ''کیا یہ کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہیں مدد دے؟' ہاں! اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کیساتھ دفعتہً حملہ کر دیں تو اللہ پانچ ہزار نشان زدہ فرشتے تمہاری مدد کو بھیجے گا' اور اس مدد کو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (ذریعہ) بشارت بنایا یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو ورنہ مدد تو اللہ ہی کی ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے' (یہ اللہ نے) اس لئے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں۔''

Marfat.com

فوائد:

۱: غزوۂ بدر کے موقع پر جب اہل ایمان کمزور اور ہر اعتبار سے دشمن سے پیچھے تھے، نبی کریم ﷺ رب کے حضور دعا گو ہو گئے، ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اللہ سے التجائیں کرنے لگے تو آسمان والے نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کمزوری کو فرشتوں کی نصرت کے ساتھ قوت میں بدلتے ہوئے فرمایا: اے میرے نبی کے چاہنے والو! حوصلے مت ہارنا! اللہ تعالیٰ آسمان سے تمہارے ساتھ فرشتوں کو بھیجے گا جو تمہارے ساتھ مل کر دشمن کو زیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک یا دو نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں کو بھیج کر اپنے پیغمبر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ ﴾ (۸/الانفال:۹)

''جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سنتے ہوئے کہا: میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔''

ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہلے تو ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر تین ہزار ہو گئے اور آخر میں پانچ ہزار۔''[1]

۲: ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ﴾ (۸/الانفال : ۱۲)

''(اس وقت کو یاد کرو) جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب

[1] الطبری، ۷/ ۱۷۸۔

Marfat.com

ڈالے دیتا ہوں۔ سوتم ان کی گردنوں پر مارو اور ان کے ہر جوڑ پر مارو۔''

۳: اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

((هَذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ))

''یہ جبریل علیہ السلام ہیں، انہوں نے اپنے گھوڑے کو پیشانی سے پکڑ رکھا ہے اور ان کے پاس آلات حرب بھی ہیں۔''[1]

۴: سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم نے جنگ بدر کے موقع پر دیکھا کہ: ''ابھی ہم کسی مشرک کو قتل کرنے کے لیے تلوار اٹھاتے ہی تھے کہ اس کی گردن تلوار لگنے سے پہلے ہی جا گرتی تھی۔[2]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْزُومُ، فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ، وَشُقَّ وَجْهُهُ، كَضَرْبَةِ السَّوْط فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ، فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ))[3]

''بدر کے روز ایک (انصاری) مسلمان آدمی کسی کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ ایسے میں اوپر سے ایک کوڑے کی آواز آئی اور سوار کی بھی آواز آئی جو کہہ رہا تھا حیزوم! (یہ اس کے گھوڑے کا نام تھا) آگے بڑھ! اتنے میں اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ

---

[1] صحیح بخاری، المغازی، باب شھود الملائکة بدرا (۳۹۹۵)
[2] تفسیر قرطبی (۱۸۹/۴) و دلائل النبوة للبیہقی (۵۵،۵۷/۳)
[3] صحیح مسلم، الجہاد، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر (۱۷۶۳)

Marfat.com

کافر اس کے سامنے چت (مرا) پڑا ہے۔ اس کی ناک پر کوڑے کا نشان تھا اور اس کا چہرہ چھٹ چکا تھا گویا کسی نے اسے کوڑے سے مارا ہے پھر اس کا سارا جسم ہی سبز ہو گیا۔ وہ انصاری مسلمان اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کر دیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔ یہ فرشتے تیسرے آسمان سے مدد کے لیے آئے تھے۔"

۵: بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد اس قدر ہوئی کہ ایک ہزار کے لشکر کو تین سو تیرہ (۳۱۳) نے شکست سے دو چار کر دیا اور اسلام کی ہیبت پورے عرب پر بیٹھ گئی۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مشکل میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

Marfat.com

سود مت کھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ﴿۱۳۱﴾ ﴾

(۳/آل عمران ۱۳۰۔۱۳۱)

’’اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو! تاکہ نجات حاصل کرو اور (دوزخ کی) آگ سے بچو! جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔‘‘

فوائد:

۱: اہل جاہلیت سودی قرضہ دیتے تھے مدت مقرر ہوتی تھی اگر اس مدت پر روپیہ وصول نہ ہوتا تو مدت بڑھا کر سود پر سود بڑھا دیا کرتے تھے۔ اسی طرح سود در سود مل کر اصل رقم کئی گنا بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو لوگوں کے اس طرح ناحق مال برباد کرنے سے روک رہا ہے اور تقویٰ کا حکم دے کر اس پر نجات کا وعدہ کر رہا ہے بصورت دیگر آگ اور اپنے عذاب سے ڈرا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور تجارت میں برکت کا وعدہ بھی کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ ﴾ (۲/البقرۃ:۲۷۵)

’’اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

Marfat.com

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ ﴾

(۲/البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ! (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہوگا۔''

۲: رسول کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں آئے اور وادی نمرہ میں اپنے خیمہ میں قیام کیا یہاں تک کہ جب دوپہر ڈھل گئی تو قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر وادی نمرہ میں تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا)) ❶

اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن (یوم عرفہ) میں تمہارے اس مہینہ (ذی الحجہ) میں اور تمہارے اس شہر (مکہ) میں حرام ہیں۔''

((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ)) ❷

''یاد رکھو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز (رسم و رواج) میرے قدموں کے نیچے ہے اور

❶ صحيح البخاري (٦٧).

❷ صحيح مسلم، الحج، (٢٩٥٠) وصحيح بخاري (١/٢٢٢)

Marfat.com

زمانۂ جاہلیت کے خون معاف کر دیئے گئے ہیں، زمانۂ جاہلیت کا سود بھی معاف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جسے میں اپنے سودوں میں سے معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود ہے۔"

۳: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَآءٌ)) ❶

"رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا: (گناہ کے اعتبار سے) یہ سب برابر ہیں۔"

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس قوم میں زنا اور سود عام ہو جاتا ہے وہ اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب حلال کر لیتے ہیں۔" ❷

۴: سود کا گناہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اسے زنا کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑا گناہ قرار دیا:

سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ)) ❸

"سود کے تہتر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔"

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح البخاري، البيوع (٢٠٨٦) مسلم (٥٩٨) أبو داؤد (٣٣٣)

❷ صحيح الترغيب والترهيب، البيوع (١٨٦٠)

❸ سنن ابن ماجه، التجارات، باب التغليظ في الربا، (٢٢٧٤) صحيح

Marfat.com

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا، إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ)) [1]

''جو کوئی بکثرت سودی لین دین کرتا ہے وہ بالآخر معاشی تنگی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

۵: سود خور کا انجام ایک طویل حدیث میں بیان کیا گیا ہے: سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ (صبح کی) نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرہ اقدس ہماری طرف متوجہ کر کے پوچھتے۔

''کہ آج کی رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟''

اگر ہم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا اور آپ ﷺ اللہ کی وحی کے مطابق اس کی تعبیر فرما دیتے۔ چنانچہ اپنے معمول کے مطابق ایک دن آپ ﷺ نے ہم سوال کیا: ''کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: 'لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ''دو شخص میرے پاس آئے اور میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر مجھے مقدس سرزمین، ملک شام کی طرف لے چلے، ایک جگہ پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں کہ: ''ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ لئے کھڑا ہے اسے بیٹھے ہوئے شخص کے گلے میں ڈال کر چیر ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر وہ دوسرے گلے کے ساتھ (گلے کی دوسری جانب) بھی اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے) جب وہ گلہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے تو پھر پہلے کی طرح وہی عمل کرتا ہے (یعنی وہ گلے کو چیرتا ہے اور جب وہ گلہ درست ہو جاتا ہے تو پھر چیرتا ہے غرضیکہ بار بار یہی عمل کرتا ہے اور یہ عمل جاری رہتا ہے) آپ ﷺ فرماتے ہیں: کہ میں نے (ان کے متعلق) دریافت کیا: تو (لے کر جانے والوں نے) کہا آگے چلیں''

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ آئے جہاں ایک شخص چت پڑا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر کے پاس بڑا پتھر لئے کھڑا تھا اور اس سے چت پڑے شخص کے سر کو کچلتا تھا، چنانچہ جب وہ پتھر کو (کھینچ کر) اس کے سر پر مارتا تو

[1] سنن ابن ماجه، التجارات، باب التغليظ فی الربا، (۲۲۷۹) صحيح

Marfat.com

پتھر سر کو کچل کر لڑھکتا ہوا دور چلا جاتا (پھر وہ دوبارہ مارنے کی غرض سے) اس پتھر کو اٹھانے کے لئے جاتا اور جب لوٹ کر آتا تو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس شخص کا سر درست ہو جاتا اور پھر وہ اس پر پتھر مارتا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ اس کا سر درست ہوتا رہتا۔ اور وہ اس پر پتھر مارتا رہتا میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ آگے چلئے۔''

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ تنور نما ایک گڑھے پر پہنچے اس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ تھا اور اس کے اندر آگ بھڑک رہی تھی جب آگ اوپر کی طرف بھڑکتی تو کچھ لوگ جو آگ کے اندر تھے (شعلوں کے ساتھ) اوپر آجاتے یہاں تک کہ اس گڑھے سے نکلنے کے قریب ہو جاتے اور شعلہ کا زور کم ہونے کے ساتھ ہی سب پھر اندر چلے جاتے میں نے دیکھا کہ اس آگ میں کئی مرد اور کئی عورتیں تھیں اور سب ننگے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے پھر کہا کہ آگے چلئے''

((فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ (وَسْطِ) النَّهَرِ (قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ) وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ))

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی نہر پر پہنچے جو (پانی کے بجائے) خون سے بھری ہوئی تھی، ایک شخص نہر کے درمیان میں جبکہ ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا تھا جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے تھے نہر کے اندر کھڑا شخص جب (آگے کنارے پر) آیا اور باہر نکلنا چاہا تو کنارے پر کھڑے شخص نے اس

Marfat.com

کے منہ پر پتھر دے مارا جس سے وہ اپنی جگہ لوٹ گیا اور پھر اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا کہ نہر کے اندر والا آدمی جب باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو اسی جگہ واپس کر دیتا میں نے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: کہ آگے چلئے۔"

"چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک ایک سرسبز وشاداب باغ کے پاس پہنچے اس باغ میں ایک بڑا درخت تھا اور اس کی جڑ پر ایک بوڑھا اور کچھ بچے (بیٹھے) تھے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پاس ایک اور شخص بھی ہے جس کے آگے آگ جل رہی ہے وہ اس کو جلا بھڑ کا رہا تھا، پھر وہ دونوں آدمی مجھ کو لے کر درخت پر چڑھے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو درخت کے بالکل درمیان تھا (اور یہ گھر اتنا اچھا تھا، کہ) میں نے کبھی بھی اس سے اچھا کوئی گھر نہیں دیکھا اس گھر میں بے شمار جوان، بوڑھے اور مرد تھے، بے شمار عورتیں اور لاتعداد بچے تھے، اس کے بعد وہ دونوں مجھ کو اس گھر سے نکال کر درخت کے اوپر لے گئے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو پہلے گھر سے بھی بہت اچھا اور افضل تھا اس میں بھی بوڑھے اور جوان آدمی موجود تھے"

"اب میں نے ان دونوں آدمیوں سے کہا کہ آج کی رات تم نے مجھ کو خوب گھمایا پھرایا لیکن میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت سے تو مجھ کو آگاہ کرو۔ ان دونوں نے کہا: "اچھا! ہم آپ ﷺ کو بتاتے ہیں (پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ) "جس شخص کو آپ (ﷺ) نے دیکھا کہ اس کے گلے (دونوں طرف سے) چیرے جا رہے تھے وہ ایسا شخص ہے جو جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے اور اس کی جھوٹی باتیں نقل وبیان کی جاتی ہیں، جو دنیا میں چاروں طرف پھیلتی ہیں، جن سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ ﷺ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جس شخص کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

قرآن سکھایا تھا یعنی اس کو قرآنی علوم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی لیکن وہ شخص اس (قرآن سے) بے نیاز ہو کر رات کو سوتا رہا اور دن میں قرآن کے مطابق عمل نہیں کیا، چنانچہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ ﷺ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جن لوگوں کو آپ (ﷺ) نے تنور میں دیکھا ہے وہ زنا کار ہیں:

((وَالَّذِی رَأَیْتَهُ فِی النَّهَرِ آکِلُو الرِّبَا))

''اور جس شخص کو آپ (ﷺ) نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے (ان سب کو بھی اپنے کیئے کی سزا مل رہی ہے اور قیامت تک یوں ہی ملتی رہے گی)''

اور جس بوڑھے شخص کو آپ ﷺ نے درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے دیکھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس جو بچے ہیں وہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور جو شخص درخت سے کچھ فاصلہ پر آگ جلا رہا ہے وہ دوزخ کا داروغہ ہے اور درخت کے اوپر پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے تھے وہ (جنت میں عام) مؤمنوں کا مکان ہے اور یہ گھر (جو پہلے گھر سے اوپر واقع ہے) شہداء کا مکان ہے میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہیں میکائیل علیہ السلام ہیں اور ذرا آپ ﷺ اوپر سر اٹھایئے! (آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر (نہایت بلندی میں) ابر کی مانند کوئی چیز ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تہ در تہ سفید ابر کی مانند کوئی چیز ہے ان دونوں نے کہا کہ یہ ابر کی مانند جو چیز آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں دراصل جنت میں آپ ﷺ کا مکان ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مکان میں چلا جاؤں ان دونوں نے کہا کہ ابھی تو آپ کی عمر باقی ہے جس کو آپ ﷺ نے پورا نہیں کیا ہے جب آپ ﷺ اپنی عمر کو پورا کر لیں گے تو اپنے مکان میں چلے جائیں گے۔''[1]

[1] صحیح بخاری، الجنائز، باب (١٣٨٦).

Marfat.com

رحمت الٰہی کیسے مل سکتی ہے

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (۳/آل عمران:۱۳۲)

''اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''

فوائد:

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو رحمت الٰہی کا سبب قرار دیا ہے اس مقام پر ہم حصول رحمت کے چند اسباب ذکر کرنے پر ہی اکتفا کریں گے جن میں پہلا سبب اطاعت ہے۔

۱: اطاعت کرنا: ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝﴾ (۹/التوبة : ۷۱)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کا حکم اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں، نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝﴾ (٤/النساء : ٥٩)

''مومنو! اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب

Marfat.com

حکومت ہیں اُن کی بھی اور اگر کسی بات پر تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اُس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہی۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) [1]

"میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔"

۲: صبر کرنا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۶ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝۱۵۷﴾

(۲/البقرة: ۱۵۶۔۱۵۷)

"ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں: "ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔"

سیّدنا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "میں تمھیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں! ضرور۔ انھوں نے کہا: "یہ سیاہ رنگ کی عورت نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھ پر مرگی کا حملہ ہوتا ہے اور میرے

[1] صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ: (۷۲۸۰)

Marfat.com

کپڑے جسم سے دور ہو جاتے ہیں آپ میرے لیے دعا فرما دیں! آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر تو چاہے تو اس بیماری پر صبر کر اور تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا کر دیتا ہوں۔

تو اس عورت نے جواب دیا میں صبر کرتی ہوں، اس نے مزید کہا: ''میرے کپڑے اتر جاتے ہیں دعا کیجیے میرے کپڑے نہ اتریں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ [1]

۳: نرمی و شفقت کرنا: (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کا خادم آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! زینب رضی اللہ عنہا آپ کو بلا رہی ہے۔ اور اس کا بچہ بستر مرگ پر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹی سے کہہ دو:

((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ)) [2]

''بلاشبہ سب اللہ کا مال ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے عنایت فرمایا اور ہر چیز کا اس کے پاس وقت مقرر ہے، صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔''

خادم نے نبی کریم ﷺ کا پیغام سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ (یہ سن کر) آپ چل پڑے، آپ کے ساتھ سیّدنا سعد بن عبادہ، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب بچہ نبی کریم ﷺ کو دکھایا گیا تو وہ اس وقت دم توڑ رہا تھا۔ اور سسکیاں بھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو گود میں لیا تو آپ ﷺ کی آنکھوں

---

[1] صحیح البخاری، المرضی، باب فضل من یصرع من الریح: ۵۶۵۲، مسلم: 2576، احمد: ۳۲۴۰

[2] صحیح البخاری، الأیمان النذور، باب قول اللّٰہ تعالی ﴿وأقسموا باللّٰہ جهد أيمانهم ......﴾ (٦٦٥٥)

Marfat.com

سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تعجب سے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هَذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)) ❶

''یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے اور اللہ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے رحم رکھتا ہے یا فرمایا: کہ اللہ اپنے ان ہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ))

''رحم کرنے والوں پر اللہ مہربان ہوتا ہے۔''

((ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)) ❷

''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر مہربان ہوگا۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) ❸

''اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

---

❶ صحيح البخاري (١٢٨٤)

❷ سنن أبي داؤد، كتاب الأدب (٤٩٤١)، الترمذي (١٩٢٤)، جامع الأصول: (٥/ ٥١٥) صحيح بشواهده

❸ صحيح البخاري (٧٣٧٦) ومسلم: (٢٣١٩)

Marfat.com

ایک روایت کے لفظ ہیں:

((مَن لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ)) ❶

''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیرَنَا وَیَعْرِفْ شَرَفَ کَبِیرِنَا)) ❷

''اس کا ہمارے ساتھ کچھ تعلق نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا۔''

۴: استغفار کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ (٤/ النساء : ١١٠)

''اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔''

﴿وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۚ﴾ (٤/النساء: ١٠٦)

''اور اللہ سے بخشش مانگ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (٢٨/القصص:١٦)

''انھوں نے فرمایا: اے میرے رب! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو اللہ نے ان کو بخش دیا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

---

❶ البخاری (٥٧٩٧)، مسلم : (٢٣١٨)

❷ الترمذی: ١٩٢٠، وأحمد:١/ ٢٥٧ وصححه الشيخ أحمد شاكر ٤ /٩٠

Marfat.com

﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰﴾

(۱۱/ هود: ۹۰)

''اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو بیشک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوْبٰى لِمَنْ وُجِدَ فِي صَحِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا)) [1]

''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار پایا گیا۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۶﴾ (۲۷/النمل: ۴۶)

''(اور) اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

۵: تقویٰ اختیار کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(۶/الانعام: ۱۵۵)

''اور (اے کفر کرنے والو!) یہ کتاب بھی ہم نے ہی اتاری ہے، برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے۔''

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۵﴾

(۳۶/یٰس: ۴۵)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے آگے اور جو تمہارے پیچھے ہے اس سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

[1] ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار: ۳۸۱۸ وصحيح الترغيب: ۱۶۱۸

Marfat.com

﴿يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۚ﴾ (۲۸)

(۵۷/ الحدید: ۲۸)

"مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) [1]

"اللہ کا تقوی (ڈر) اور اچھا اخلاق۔"

۶: احسان کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (۵۶) (۷/اعراف: ۵۶)

"بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔"

۷: انفاق فی سبیل اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۧ﴾ (۹۹) (۹/التوبۃ: ۹۹)

"اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو اللہ کی قربت اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، دیکھو بلا شبہ وہ اُن کے لیے (موجبِ) قربت ہے اللہ اُن کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

۸: اصلاح ذات البین (آپس میں صلح کروانا)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق: ۲۰۰۴ والصحیحة: ۹۷۷

Marfat.com

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (٤٩/الحجرات: ١٠)

''مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کروا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''

۹: خاموشی سے قرآن سننا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(۷/ الاعراف: ٢٠٤)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(٢٤ / النور: ٥٦)

''اور نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور پیغمبر الٰہی کے فرمان پر چلتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''

۱۱: عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنا۔ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)) [1]

''اللہ رحم فرمائے ایسے آدمی پر جس نے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔''

۱۲: لین دین میں فیاضی سے کام لینا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] أبو داؤد: ١٢٧١، ابن خزيمة: ١١٩٣، ابن حبان: ٢٤٥٣، الترمذي، الصلاة، باب في الأربع قبل العصر: ٤٣٠ شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا، إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى))①

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔''

۱۳: رات کا قیام کرنا۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ))

''اللہ رحم فرمائے ایسے آدمی پر جو رات کو قیام کے لیے بیدار ہوتا ہے پھر اپنی بیوی کو بیدار کرتا ہے اور وہ بھی نماز ادا کرتی ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو یہ (محبت سے) اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔''

((ورَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَصَلَّى، فَإِنْ أَبَى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ))②

''اور اللہ رحم فرمائے ایسی عورت پر جو رات کو قیام کے لیے بیدار ہوتی ہے اور نماز ادا کرتی ہے، پھر اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے اور وہ بھی نماز تہجد ادا کرتا ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو یہ (محبت سے) اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''

۱۴: خوف الٰہی سے رونا۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ عَيْنًا بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))③

---

① صحيح البخاری، کتاب البيوع، باب السهولة والسماحة فی الشراء والبيع ومن طلب حقا فليطلبه فی عفاف: ۲۰۷۶

② سنن النسائی، قيام الليل، باب الترغيب فی قيام الليل: ۱۶۱۹، ابوداود: ۱۳۰۸، ابن ماجه: ۱۳۳۶، ابن حبان: ٦٤٧، اسے ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

③ جمع الجوامع ۴۹۷ ٤/۳٦۰/۱۲

Marfat.com

''اللہ رحم فرمائے ایسی آنکھ پر جو اللہ کے ڈر سے روتی ہے۔''

۱۵: دینی علم حاصل کرنا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنِّی حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ)) ①

''اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ایسے آدمی پر جس نے میری احادیث کو سن کر ان کو یاد کیا اور پھر اپنے علاوہ دوسروں تک ان کو پہنچایا۔''

① صحيح ابن حبان، العلم، باب ذكر دعاء المصطفى ﷺ لمن أدى من أمته حديثا سمعه: ٦٧

Marfat.com

انفاق فی سبیل اللہ اور درگزر مومنین کی نشانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۳۴)

''جو لوگ آسانی میں اور تنگی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں ،غصہ پینے والے اور درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ (ان) نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

فوائد:

: اللہ تعالیٰ اہل جنت کے وصف بیان فرمارہے ہیں کہ: (۱) وہ تنگی اور آسانی میں، خوشی اور غمی میں، تندرستی اور بیماری میں الغرض! ہر حال میں اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ (۲) غصہ پینے والے ہیں۔ (۳) لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ (۴) اللہ نیکیاں کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

ہر حال میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنا مومنین کی نشانی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ؗ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ۚ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ

Marfat.com

اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّہَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾﴾

(۲/البقرة: ۲۷۱ ـ ۲۷۴)

''اور (مومنو!) تم جو مال خرچ کرو گے تو اُس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم تو جو خرچ کرو گے اللہ کی خوشنودی کے لیے کرو گے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا (واپس) دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ کیا جائے گا (اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) اُن حاجت مندوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں رُکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص اُن کو غنی خیال کرتا ہے اور تم چہرے سے اُن کو صاف پہچان لو گے (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھوڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ اللہ اُس کو جانتا ہے جو لوگ اپنا مال رات، دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ اللہ کے پاس ہے۔ اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ قَالَ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، مَا لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا أَخَّرْتَ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّونَ فِيكُمُ الصُّرَعَةَ؟ قَالَ قُلْنَا الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ :قَالَ لَا، وَلَكِنِ الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ

Marfat.com

الْغَضَب قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّونَ فِيكُمُ الرَّقُوبَ؟ قَالَ قُلْنَا الَّذِى لَا وَلَدَ لَهُ، قَالَ لَا وَلٰكِنِ الرَّقُوبُ الَّذِى لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا)) ①

''تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ ''لوگوں نے کہا حضور! کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال چاہتے ہو اس لئے کہ تمہارا مال تو درحقیقت وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دو اور جو چھوڑ کر جاؤ وہ تمہارا مال نہیں بلکہ تمہارے وارثوں کا مال ہے۔ پھر فرمایا ''تم پہلوان کسے جانتے ہو؟ ''لوگوں نے کہا: حضور! جسے کوئی گرا نہ سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ حقیقتاً زوردار پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھے۔'' پھر فرمایا بے اولاد کسے کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا جس کی اولاد نہ ہو۔ فرمایا ''نہیں! بلکہ فی الواقع بے اولاد وہ ہے جس نے (اپنی آنکھوں کے سامنے فوت شدہ حالت میں) اپنی اولاد میں سے کسی کو آگے نہ بھیجا ہو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنگی اور خوشحالی ہر حالت میں اللہ کے راستے میں کرچ کرتے تھے مثلاً ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مانگنے والی عورت آئی، گھر میں صرف ایک کھجور تھی وہ اسے دے دی'' اور ایک وقت تھا عروہ بن زبیر نے ۹۰ ہزار دینار بھیجے تو سب کے سب ایک دن میں اللہ کے راستے میں خرچ کر دیئے۔ اسی طرح تبوک کے موقعہ پر صحابہ کرام کی مثالیں بھی اس کا عملی منظر پیش کرتی ہیں۔

۳: غصہ کے وقت حتی الوسع عفو ودرگزر سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی صفت اللہ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔

① احمد، ۱/ ۳۸۲؛ صحیح بخاری، الرقاق، باب ما قدم من ماله فهوله، ۶۴۴۲؛ صحیح مسلم، ۲۶۰۸۔

Marfat.com

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ﴾

(٤٢/الشوریٰ : ٣٧)

''وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔''

غصہ آ جانا فطری عمل ہے لیکن بہترین انسان وہ ہے جو غصے پر قابو پا جاتا ہے اور بہت سی خرابیوں سے بچ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) ❶

''پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو اپنے مدِ مقابل کو پچھاڑ دے پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کو پی جائے۔''

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے! آپ ﷺ نے فرمایا ''غصہ نہ کر'' اس نے کئی مرتبہ (سوال) دہرایا اور آپ ﷺ نے (یہی) فرمایا: ''غصہ مت کر۔'' ❷

نیز بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مثلاً جاریہ بن قدامہ، سفیان بن عبداللہ ثقفی، ابوالدرداء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے! جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''غصہ مت کر۔'' ❸

غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا جب غصہ آئے تو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں

---

❶ صحیح بخاری : (٥٧٦٣)، صحیح مسلم : (٢٦٠٩)۔

❷ بخاری: (٦١١٦)

❸ فتح الباری (٦١١٦)

Marfat.com

پھول گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھ لے تو جو کچھ اس پر گزر رہی ہے ختم ہو جائے۔''①

رسول اللہ ﷺ نے غصہ کا علاج بتلاتے ہوئے فرمایا:

((إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ))②

''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو خاموش ہو جائے۔''

آپ ﷺ نے غصے کو دور کرنے کا ایک اور وظیفہ (علاج) بتاتے ہوئے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ ختم ہو جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔''③

۴: اگر کوئی لوگوں کی لغزشوں پر انہیں معاف کرنے کی عادت ڈال لے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (٢٤/النور: ٢٢)

''معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہیے! کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے؟ اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے۔''

خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ سیدنا زین العابدین علی بن الحسین رحمہ اللہ کو ایک مرتبہ ان کی باندی وضو کرا رہی تھی۔ اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر اس طرح گرا کہ آپ رحمہ اللہ کے چہرے کو زخمی کر گیا۔ ابھی آپ نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ باندی بولی:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾

''اور غصہ پی جانے والے۔''

---

① بخاری (۳۲۸۲)

② صحیح الجامع الصغیر (۶۹۳)

③ صحیح الجامع الصغیر: (۶۹۴)

Marfat.com

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر اس باندی نے آیت کا اگلا ٹکڑا پڑھا:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

''لوگوں سے درگزر کرنے والے۔''

تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جا! تجھے میں نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف فرمائے پھر باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یہ سن کر سیّدنا زین العابدین رحمہ اللہ نے فرمایا جا تو آزاد ہے۔ ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا يُغْفَرْ لَكُمْ)) ❷

''تم دوسروں پر رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور دوسروں کو معاف کر دیا کرو، تمہیں بھی بخش دیا جائے گا۔''

جب آپ ﷺ نے طائف جا کر وہاں کے باسیوں کو دین کی دعوت دی تو انہوں نے برا جواب دیا! اتنے پتھر پھینکے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سے خون بہنے لگا لیکن آپ ﷺ راضی برضائے الٰہی رہے۔ مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا۔ آپ ﷺ کا پیچھا کیا گیا راستے بند کیے گئے لیکن آپ ﷺ نے ان کو معاف فرما دیا۔

تڑپ جاتا ہوں جب طائف کا منظر یاد آتا ہے
کہ زخموں سے بھرا جسم پیمبر ﷺ یاد آتا ہے
رسول اللہ ﷺ پر لوگوں نے پتھر اس قدر برسائے
لہو بہنے لگا زخمی ہو گئے محمد ﷺ پیارے

❶ شعب الایمان (٥/ ٣١٧)

❷ مسند احمد (٢/ ١٦٥) صحیح.

Marfat.com

حد نخلہ میں آ پہنچے بحال خستہ و غمگیں
وہاں چشمہ پہ آ کر زخم دھوئے پٹیاں باندھیں
بہ چشمِ تر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی
خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
دعا مانگی اپنی قوم کو چشمِ بصیرت دے
انہیں نورِ بصیرت دے انہیں نورِ ہدایت دے
الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر
خدایا پھول برسا ان پتھروں والی زمینوں پر

اللہ! ہم سب کو بھی نبی ﷺ کی سیرت کو اپنانے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین

Marfat.com

میدان احد میں فریقین کا نقصان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا
یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۴۰ وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۱۴۱ اَمْ حَسِبْتُمْ
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ۝۱۴۲
وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ ۝۱۴۳﴾ (۳/ آل عمران : ۱۴۱ _ ۱۴۳)

اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو اُن لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم اُن کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا' اور یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کو مٹا دے' کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) جنت میں جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ صبر کرنے والوں کو معلوم کرے' اور تم موتِ (شہادت) کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے پس تم نے اُس کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

فوائد:

۱: چونکہ احد والے دن ستر مسلمان شہید ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی و تشفی دیتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دیندار لوگ نقصان مال و جان اٹھاتے رہے لیکن بالآخر غلبہ انہی کا

Marfat.com

ہوا۔ تم اگلے واقعات پر ایک نگاہ ڈال لو تو یہ راز تم پر کھل جائے گا۔ اس قرآن میں لوگوں کے لئے اگلی امتوں کا بیان بھی ہے اور یہ ہدایت و وعظ بھی ہے یعنی تمہارے دلوں کی ہدایت اور تم کو برائی بھلائی سے آگاہ کرنے والا یہی قرآن ہے۔ مسلمانوں کو یہ واقعات یاد دلا کر مزید تسلی کے طور پر فرمایا کہ تم اس جنگ کے نتائج دیکھ کر بد دل نہ ہو جانا اور مغموم بن کر بیٹھ نہ رہنا فتح و نصرت غلبہ اور علو بالآخر تمہارا ہی مقدر ہے۔ اگر تم کو زخم لگے اور تمہارے آدمی شہید ہوئے تو اس سے پہلے تمہارے دشمن بھی تو قتل ہو چکے ہیں وہ بھی تو زخم خوردہ ہیں' یہ تو چڑھتی ڈھلتی چھاؤں ہے۔ ہاں! بہتر وہ ہے جو انجام کار غالب رہے اور یہ ہم نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے یہ بعض مرتبہ کی شکست' بالخصوص اس جنگ احد کی اس لئے تھی کہ ہم صابروں اور غیر صابروں کا امتحان کر لیں اور جو مدت سے شہادت کی آرزو کرتے تھے انہیں کامیاب بنائیں کہ وہ اپنی جان و مال ہماری راہ میں خرچ کریں۔

۲: غزوۂ احد میں مسلمانوں کو بھی زخم لگے اور کافروں کی بھی کھوپڑیاں اڑائی گئیں جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن (میدان احد میں مجاہدین کے سامنے) تلوار لہراتے ہوئے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟'' یہاں موجود تمام صحابہ میں سے ہر ایک نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہنے لگا: میں...... میں (اس کا حق ادا کروں گا) مجاہدین کا جتھا لگ گیا تو سیّدنا سماک ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: میں اس کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار لے لی اور مشرکوں کی کھوپڑیوں کے پرخچے اڑا دیے۔ [1]

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے مجھ سے جنگ احد میں کہا: اے سعد! کیوں نہ! ہم (الگ ہو کر) اللہ سے کوئی دعا کر لیں (امید ہے اللہ تعالیٰ قبول فرما لے) اس کے بعد ہم دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگی:

((يَا رَبِّ إِذَا لَقِينَا الْقَوْمَ غَدًا، فَلَقِّنِي رَجُلًا شَدِيدًا بَأْسُهُ

[1] مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل ابی دجانة (۲٤٧٠)

Marfat.com

شَدِيدًا حَرْدُهُ، فَأُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ارْزُقْنِي عَلَيْهِ الظَّفَرَ حَتَّى أَقْتُلَهُ، وَآخُذَ سَلَبَهُ))

''اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لانا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت سخت لڑائی ہو! میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔''

ان کی دعا پر سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہا اور اس کے بعد سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:

((اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًا رَجُلًا شَدِيدًا حَرْدُهُ، شَدِيدًا بَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي وَأُذُنِي، فَإِذَا لَقِيتُكَ غَدًا قُلْتَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ: فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ، فَيَقُولُ: صَدَقْتَ. قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا بُنَيَّ كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِي))

''اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑ کر میری ناک اور کان کاٹ ڈالے اور جب روز قیامت تجھ سے ملوں اور تو پوچھے: کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے تھے؟ میں عرض کروں: کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے میرے ناک اور کان کاٹے گئے۔ تو کہے کہ ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ تو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔''

سیّدنا سعد اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے: کہ عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا: ان کے ناک اور کان کو کاٹ کر ایک دھاگے

Marfat.com

میں پرو کر لٹکا دیا گیا تھا۔ ❶

۳: اللہ نے جلد ہی میدان احد مسلمانوں کے حق میں کر دیا، کافر بھاگنے لگے مگر درے پر مقرر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے دستے کے بعض ساتھیوں نے امیر کی اطاعت چھوڑی اور فتح کی خوشی میں نیچے اتر آئے۔ دس کے علاوہ سب نے خطا کر لی۔ فتح شکست میں بدلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سزا سبھی کو بھگتنی پڑی۔ خود رسول اللہ ﷺ شدید زخمی ہو گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۵۲﴾

(۳/آل عمران: ۱۵۲)

''اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا اُس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکمِ (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی، بعض تو تم میں سے دنیا کے طلبگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اُس وقت اللہ نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔''

۴: سیّدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی لاش پہچانی نہ جا رہی تھی حتیٰ کہ ان کی بہن ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے ان کی انگلیوں کی پور سے ان کی لاش پہچانی۔ ان کو اسّی (۸۰) سے زائد زخم لگے

❶ مستدرك حاكم (۲/ ۷۶، ۷۷)۔ حلية اولياء (۱/ ۱۰۹) صحيح

Marfat.com

تھے۔ یہ زخم نیزے، تلوار اور تیروں کے تھے۔ ❶

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: کہ صحابہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان کی جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴾ (۲۳/۳۳ الاحزاب: ۲۳)

''ایمان والوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات پر عہد کیا سچا کر دکھایا پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے اپنے عزم و عہد میں تبدیلی کے بارے میں سوچا تک نہیں۔'' ❷

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے گیارہ انصاریوں کے برابر لڑائی کی، دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں، انھوں نے ''حس'' (یعنی سی) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ)) ❸

''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا تو فرشتے سب لوگوں کے سامنے تجھے اٹھا لیتے۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو واپس لوٹا دیا (یعنی ان کا زور ٹوٹ گیا)۔''

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ گڑھے میں گر گئے تھے اور ان کے جسم پر کم و بیش ستر زخم تھے۔ ❹

۵: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ،

---

❶ بخاری، الجهاد والسير، باب قول الله {من المومنين رجال......} (۲۸۰۵)
❷ صحيح مسلم، الامارة (۱۹۰۳)
❸ سنن نسائی، الجهاد، باب مايقول من يطعنه العدو (۳۱۵۱) صحيح
❹ فتح الباری (۳۵۹/۷)

Marfat.com

فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)) ❶

''اے لوگو! دشمن کی ملاقات (جنگ) کی آرزو نہ کرو اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب میدان پڑ جائے تو صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔''

۶: میدان احد میں تیس کافر واصل جہنم ہوئے۔ درے پر مقرر پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کی غلط فہمی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان ہوا جس وجہ سے ستر مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔

---

❶ صحيح بخاری، الجهاد، باب كان النبی ﷺ إذا لم يقاتل فی أوّل النهار......، ۲۹۶۶؛

Marfat.com

اگر نبی ﷺ دنیا سے رحلت فرما جائیں تو؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ﴾ (۳/ آل عمران: ۱٤٤)

''اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔''

فوائد:

۱: میدان احد میں مسلمانوں کو شکست بھی ہوئی اور ان میں سے بعض قتل بھی کیے گئے۔ اس دن شیطان نے یہ بھی مشہور کر دیا: ''محمد ﷺ بھی شہید ہو گئے'' اور ابن قمہ کافر نے مشرکوں میں جا کر یہ خبر اڑا دی کہ ''میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں'' اور در اصل وہ افواہ بھی بے اصل تھی اور اس شخص کا یہ قول بھی غلط تھا۔ اس نے حضور ﷺ پر حملہ تو کیا تھا لیکن اس سے صرف آپ کا چہرہ قدرے زخمی ہو گیا تھا اور کوئی بات نہ تھی۔ جیسا کہ احادیث میں آتا ہے' قبیلہ بنو ہذیل کی ایک فرد ابن قمہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ اس نے میدان احد میں آپ ﷺ پر وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اور کہنے لگا:

''خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ قَمِئَةَ''

''یہ لو اور میں ابن قمہ ہوں۔''

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَقْمَاكَ اللّٰهُ"

"اللہ تعالیٰ تجھے توڑ ڈالے۔"

جنگ احد سے واپسی کے بعد یہ ایک دن گھر سے نکل کر اپنی بکریاں دیکھنے گیا۔ بکریاں ایک پہاڑ پر تھیں وہاں اس پر ایک جنگلی مینڈے نے حملہ کر دیا اور تیز سینگ مار مار کر اسے ہلاک کر کے پہاڑ سے نیچے لڑھکا دیا۔ ❶

اس غلط بات کی شہرت نے مسلمانوں کے حوصلے پست کر ڈالے لہٰذا ان کے قدم اکھڑ گئے اور لڑائی سے بددل ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پہلے انبیاء کی طرح یہ بھی ایک نبی ہیں، ہو سکتا ہے کہ میدان میں قتل کر دیئے جائیں لیکن کچھ اللہ کا دین جاتا نہیں رہے گا۔ ❷

۲: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سنح پر تھے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ﷺ! آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کو موت نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو زندہ اٹھائے گا اور آپ ﷺ کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

اتنے میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے) اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں) تو آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

((بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا

❶ فتح الباری ٧/ ٤٥٧، المعجم الكبير للطبرانی ٧/ ١٤١۔

❷ تفسير ابن كثير (تحت الآية ١٤٤)

Marfat.com

يُذِيقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا))❶

''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی نہیں دے گا۔''

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی تھی وہ آ چکی، اب آپ ﷺ دوبارہ زندہ ہو کر فوت نہیں ہوں گے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر) ٹھہر جاؤ! پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:

((أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ))

''تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔''

(پھر یہ آیات تلات کیں)

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ (۳۹/الزمر:۳۰)

''(اے محمد) آپ بھی فوت ہوں گے اور یہ لوگ بھی۔''

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۴۴)

''اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر (مرتد ہو) جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں

Marfat.com

کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔''

سیّدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''واللہ! میں نے جونہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا انتہائی متحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا، پاؤں میں کھڑا رہنے کی سکت نہ رہی اور اس آیت کی تلاوت سن کر زمین پر گر پڑا کیونکہ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے۔

لوگ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو اور ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سقیفہ میں چلے گئے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پتا نہ چل جائے۔

لیکن جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور آپ نے بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

((نَحْنُ الْاُمَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ))

''ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔''

لیکن سیّدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لیے تم عمر رضی اللہ عنہ کی یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو!

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اے ابوبکر) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیوں کہ آپ ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

Marfat.com

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر سب سے پہلے بیعت کی اور اس کے بعد عام لوگ بیعت کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی بیعت کی بجائے ابو بکر کی بیعت کر کے ان) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ اسے ہلاک کرے۔''

۳: سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا:

((یَا مُحَمَّدُ، عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَیِّتٌ، وَاَحْبِبْ مَنْ اَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِیٌّ بِهِ)) ❷

اے محمد! جتنی چاہو زندگی گزار لو بالآخر آپ فوت ہونے والے ہیں، جس سے چاہیں محبت کر لیں یقیناً (بالآخر) آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں ، جو چاہیں عمل کریں یقیناً آپ کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

۴: ہر ایک نے دنیا سے جانا ہے لہٰذا اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے تاکہ نیکی کے تمام اعمال میں حسن پیدا ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اذْكُرِ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِكَ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَكَرَ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِهِ لَحَرِیٌّ اَنْ یُحْسِنَ صَلَاتَهُ، وَصَلِّ صلاةَ رَجُلٍ لا یَظُنُّ اَنَّهُ یُصَلِّی صَلَاةً غَیْرَهَا..)) ❸

''دوران نماز موت کو یاد رکھو! کیونکہ آدمی جب موت کو اپنی نماز میں یاد رکھے گا تو اپنی نماز کو اچھے انداز سے ادا کر سکے گا، اور ایسے شخص کی طرح نماز ادا کرو جسے اس کے سوا (کوئی دوسری) نماز ادا کرنے کی امید نہ ہو (اسے یقین ہو کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے)۔''

---

❶ بخاری، المناقب، فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ (۳۶۶۷) والمغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته (٤٤٥٤)

❷ المستدرك علی الصحیحین ، الرقاق، ۷۹۲۱، الصحیحة: ۸۳۱

❸ الصّحیحة ۲۸۳۹، ۱٤۲۱.

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝﴾ (۳/آل عمران: ۱۵۹)

(اے محمد ﷺ!) اللہ کی مہربانی سے آپ لوگوں کے لئے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے اردگرد سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو اُن کو معاف کر دو اور اُن کے لیے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزمِ مصمم (پختہ ارادہ) کر لو تو اللہ پر بھروسا رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں سے آپ ﷺ کی سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ آپ نرم مزاج اور اخلاق حسنہ کے مالک ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝﴾ (۹۶/ القلم:۴)

"بلاشبہ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (۹/التوبة : ۱۲۸)

Marfat.com

''(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔''

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِينَا، قَالَ :ارْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ، وَصَلُّوا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)) [1]

''میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم کرنے والے، نرم دل تھے، جب آپ نے ہمارا اپنے گھر والوں کے (پاس واپس جانے کے) متعلق شوق محسوس کیا تو فرمایا: جاؤ! اپنے اہل وعیال میں چلے جاؤ اور انہیں دین، نماز سکھاؤ، اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو عمر رسیدہ ہو وہ امامت کرائے۔''

معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ (دورانِ نماز) ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے کہا: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اس پر لوگ گھور گھور کر مجھے دیکھنے لگے! میں نے کہا: ''میری ماں مجھے گم پائے تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھتے ہو؟ وہ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ میں نے جب دیکھا: کہ وہ تو مجھے خاموش (کروانے کے لیے ایسا) کررہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] صحیح بخاری، الاذان، باب من قال ...... (۶۲۸)

Marfat.com

بعد آپ سے بہتر تعلیم دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! نہ آپ ﷺ نے ڈانٹا نہ مجھے مارا اور نہ برا بھلا کہا، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ! نماز ایسی عبادت ہے کہ اس میں لوگوں سے بات چیت درست نہیں اس میں تو بس تسبیح، تکبیر اور قرأت قرآن ہی ہے۔"[1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا، وہ قبیلہ بنوحنیفہ سے ثمامہ بن اثال (نامی ایک سردار) کو گرفتار کر کے لے آئے اور مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس سے پوچھا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی میرے متعلق کیا خیال ہے؟ تیرے ساتھ کیسا سلوک کروں گا؟) وہ کہنے لگا: محمد! میرے پاس خیر ہے! اے محمد! (یاد رکھنا) اگر آپ مجھے قتل کر ڈالیں گے تو آپ ایک ایسے شخص کو قتل کرو گے جو خونی ہے (یعنی اس نے جنگ میں مسلمان کو مارا ہے) اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر احسان کرو گے جو (احسان) کا شکر بجالاتا ہے اور اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے لے سکتے ہو۔ آپ ﷺ (چلے گئے) اور اگلے دن دوبارہ تشریف لائے اور دوبارہ پھر وہی سوال کیا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہی جو پہلے کہا تھا! کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر کریں گے جو احسان کا قدردان ہے۔ آپ ﷺ پھر چلے گئے اور اگلے دن آ کر پھر وہی سوال کیا اور ثمامہ نے بھی وہی جواب دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ثمامہ کو آزاد کر دو، آزاد ہونے کے بعد ثمامہ نے مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کیا اور مسجد میں داخل ہو گئے اور کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ اس کے بعد کہنے لگا: "اے محمد! مجھے روئے زمین پر آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی چہرہ برا نہیں لگتا تھا، لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر برا میرے نزدیک کوئی دین نہ تھا لیکن آج مجھے زیادہ محبوب آپ کا دین لگتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے

[1] صحیح مسلم، المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ: (۵۳۷)

Marfat.com

شہر سے برا کوئی شہر معلوم نہیں ہوتا تھا، لیکن آج آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ جب آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرے کا ارادہ کر چکا تھا تو اب آپ کا کیا حکم ہے؟ (عمرہ ادا کروں یا نہیں؟)

رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دیتے ہوئے عمرے کی ادائیگی کا حکم فرمایا، جب ثمامہ رضی اللہ عنہ مکہ پہنچا تو وہاں کے ایک شخص نے پوچھا! کہ تم صابی (بے دین) بن گئے؟ ثمامہ رضی اللہ عنہ کہا نہیں میں محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور اسلام قبول کیا ہے۔ اور اب یہ یاد رکھنا کہ ملک یمامہ سے تمہارے لیے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی اجازت نہ ہوگی۔ ❶

ثمامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ملک پہنچتے ہی مکہ کی طرف آنے والا اناج بند کر دیا غلہ کی آمد رک جانے سے اہل مکہ بلبلا اٹھے اور بالآخر نبی کریم ﷺ ہی سے انھیں التجا کرنا پڑی نیز نبی ﷺ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ غلہ بدستور جانے دو (ان دنوں اہل مکہ نبی ﷺ کے جانی دشمن تھے) اس قصہ سے نہ صرف یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے کیونکر ایک شخص کو معاف فرمادیا جو خود بھی اپنے آپ کو واجب القتل سمجھتا تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے پاکیزہ حالات اور اخلاق کا کیسا گہرا اثر لوگوں پر پڑتا تھا کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ جیسا شخص جو اسلام اور مدینہ اور آپ ﷺ سے سخت نفرت وعداوت رکھتا تھا تین روز کے بعد بخوشی مسلمان ہو گیا تھا۔ بلکہ نبی ﷺ کی نیکی اور رحم دلی کا ثبوت اس طرح ملتا ہے کہ مکہ کے جن کافروں نے آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا تھا اور بدر، احد اور خندق میں اب تک نبی ﷺ اور مسلمانوں کو تباہ برباد کرنے کے لیے ساری طاقت صرف کر چکے تھے ان کے لیے رحمۃ العالمین یہ بھی پسند نہیں فرماتے کہ ان کا غلہ روک دیا جائے اور ان کو تنگ وذلیل کر کے اپنا فرمابردار بنایا جائے۔ ❷

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دوسری صفت بیان فرمائی کہ آپ دل کے نرم یعنی رقیق

---

❶ صحیح بخاری، المغازی (٤٣٧٢)

❷ رحمة للعالمين (١/٢٩٥تا ٢٩٦)

Marfat.com

القلب ہیں، سخت دل نہیں، پتھر دل تو گناہوں سے لتھڑے ہوتے ہیں، آپ ﷺ کے تو اللہ نے اگلے، پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیے تھے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قرآن کی آیت ﴿ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ﴾ تورات میں یوں مذکور ہے:

((أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ، وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا))[1]

''اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان پڑھ (عربوں) کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، آپ نہ بدخو ہیں، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ ٹیڑھی (عرب) قوم کو سیدھا نہ کر لیں یعنی جب تک وہ ان سے لا إلہ إلا اللہ کا اقرار نہ کرا لیں پس اس کلمہ توحید کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔''

۳: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھیوں کے لیے درگزر اور استغفار کرنے کا حکم دیا جسے اپنا کر آپ ﷺ نے کائنات کے لیے یہ اسوۂ حسنہ بنا دیا کہ محمد ﷺ واقعی دوسروں کو معاف کرنے والے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے والے ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، التفسیر، باب (إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا): ٤٨٣٨

Marfat.com

دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝١٩٩﴾

(٧/ الاعراف : ١٩٩)

''(اے محمد ﷺ!) عفو اختیار کرو، رنیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی کر لو۔''

آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سے اپنی ذات کے لیے بدلہ نہیں لیا۔ [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، جبکہ آپ ﷺ پر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کو دیکھا تو چادر کے کنارے کو سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گئے تھے۔ اس کے بعد دیہاتی نے کہا: ''اے محمد ﷺ! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے میرے لیے (دینے کا) بھی حکم دے۔''

((فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ)) [2]

''آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیے اور اسے (کچھ) عطا کرنے کا حکم فرمایا''

۴: آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ ساری امت کے لیے رات کو اٹھ اٹھ کر استغفار کیا کرتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے:

﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣٦﴾ (١٤/ ابراهيم: ٣٦)

''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میرے

---

[1] بخاری، الحدود، باب كم التعزيز والأدب: ٦٨٥٣، ومسلم: ٢٣٢٧

[2] صحيح بخاری ،اللباس ،باب البر ود والحبرة والشملة (٥٨٠٩)

Marfat.com

پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کو) تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾﴾ (۵/ المائدۃ : ۱۱۸)

''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرما دے تو بے شک تو غالب، حکمت والا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلاتے ہوئے دعا فرمائی:

((اللّٰهُمَّ أُمَّتِیْ أُمَّتِیْ وَبَکٰی))

''اللہ! میری امت میری امت''

اور (زاروقطار) رونے لگے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے جبریل علیہ السلام! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اور اے جبرائیل علیہ السلام! تیرا رب تو خوب جانتا ہے (کہ محمد کیوں رو رہے ہیں)''

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (آپ کیوں روتے ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ بتائی اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جاننے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((یَا جِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ))[1]

''اے جبرائیل علیہ السلام! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بتا دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گی''

---

[1] صحیح مسلم ،الایمان، باب دعاء النبی ﷺ لامته و بکائه شفقة علیهم(٤٩٩).

Marfat.com

۵: آپ ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے: ''معاملات میں اپنے صحابہ سے مشورہ کیجیے! آپ ﷺ اللہ کے اس حکم کے سب سے زیادہ پابند تھے لہٰذا جب کبھی گھر کا یا ملک وقوم کا کوئی اہم معاملہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا کرتے، جیسا کہ بدر کے موقعہ پر، نیز خندق کے موقعہ پر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے کھدائی ہوئی، آپ ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا تو آپ نے تب بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے کبھی کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔''[1]

۵: نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ مشورے کے بعد اگر کسی کام کا عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کام کو کر گزریں۔

اللہ پر یقین کامل اور توکل وبھروسہ کرنا ایمان کی علامت اور ذریعہ نجات ہے۔

ارشار باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ ﴾ (۱۴/ابراھیم:۱۱)

''اور اللہ ہی پر مومنوں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

ارشار باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ ﴾ (۸/الأنفال:۲)

''مومن تو وہی ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (اس کی عظمت وجلالت اور خشیت سے) کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔''

---

[1] الترمذی، الجهاد، باب ماجاء فی مشورة قبل الحدیث: ۱۷۱۵،

Marfat.com

مزید ارشار باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (۶۵/الطلاق:۳)

''اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو وہ اس کو کافی ہے''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عُرِضَتْ عَلَيَّ الأمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمعَهُ اَحَدٌ إذ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِيْ فَقِيلَ لِي هٰذا مُوسى وَقَوْمَهُ وَلٰكِنِ انظُرْ إِلَى الأفق فَنظَرْتُ فَإِذَا سَوادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِيْ : انْظُرْ إلَى الأُفُقِ الآخرِ فَإِذَاسَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِي: هٰذِه أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُون الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَاب وَلَا عَذَاب)) ثُمَّ نَهضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَه فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ، فَقَال بَعْضُهُمْ : فَلعَلَّهُمْ الَّذِيْنَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمْ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَام فَلَمْ يُشْرِكُوْا بااللّه شَيْئًا - وَذَكَرُوْا أَشْياءَ - فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : ((مَا الَّذِيْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟)) فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ: ((هم الّذِيْنَ لَايَرْقُونَ وَلَايَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) فَقَامَ عُكَاشَةُ بنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ االلّه أن يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ: أنتَ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخر فَقَالَ : ((سبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ)) [1]

''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا کہ ایک نبی کے ساتھ چند آدمی ہیں۔

---

[1] صحيح البخاری ، الطب، باب من اكتوٰى اوكوى غيره (۵۷۰۵)و صحيح مسلم (۲۲۰) وصحيح جامع الصغير(۳۶۰۴)

Marfat.com

ایک اور نبی کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہیں۔ ایک اور نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہو گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہے لیکن آپ دوسری طرف دیکھو! (میں نے دیکھا) تو ایک بڑا گروہ تھا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ (مسجد میں موجود) لوگ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جانے والے لوگوں کے متعلق بحث کرنے لگے (کہ یہ کون ہوں گے؟) بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ انہوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس طرح انہوں نے (اپنے اپنے خیال کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تم کس چیز پر بحث کر رہے تھے؟ انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی (جو آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود دم کرتے ہیں نہ کسی سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں بلکہ صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو ان میں سے ہے۔ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہو کر بولا: ، میرے لیے بھی دعا فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔"

Marfat.com

فضائل نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (۳/آل عمران: ۱۶۴)

''اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ اُن میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتا ہے، اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھی۔''

فوائد:

۱: اللہ رب العزت نے انسان کو کروڑ ہا نعمتیں عطا کیں مگر کسی ایک کا بھی احسان نہیں جتلایا لیکن جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی تو فرمایا کہ یہ مومنوں پر اللہ کا احسان ہے کہ ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور پھر ایسے نبی کہ جو انہی میں سے یعنی انہی کی جنس سے، انہی کے قبیلوں سے اور انہی جیسی چال ڈھال والے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝﴾

(۱۸/ الکہف: ۱۱۰)

''کہہ دو! کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر (انسان) ہوں (البتہ میری شان یہ ہے کہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے

Marfat.com

پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ﴾ (۲۵/الفرقان:۲۰)

"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔"

مزید فرمایا:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۹/ التوبۃ:۱۲۸)

"(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾ (۱۷/ الاسراء:۹۳)

"آپ کہہ دیجیے! میرا رب پاک ہے میں ایک بشر (انسان) رسول کے سوا اور کیا ہوں؟"

نیز سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (۲/البقرۃ:۱۲۹)

"اے پروردگار! ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور اُن (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔"

Marfat.com

آپ ﷺ کی عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بشارت دی تھی:

﴿وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (٦١/ الصف:٦)

''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: ''اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آ چکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔''

۲: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (٢١/ الأنبياء:١٠٧)

''اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تمہیں تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (٣٣/ الاحزاب: ٤٥۔ ٤٦)

''اے پیغمبر! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغِ روشن۔''

مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ)) [1]

''اے لوگو! بے شک میں رحمت لوگوں کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا ہوں۔''

آپ ﷺ کی رحمت و شفقت کائنات کی ہر چیز پر چھائی نظر آتی ہے خواہ بچہ ہو یا جوان،

[1] مستدرک حاکم: (١/ ٩١)

Marfat.com

بوڑھا ہو یا بیمار، شجر و حجر حتی کہ جانور بھی آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوئے۔

۳: آپ ﷺ ساری کائنات کے سردار ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) [1]

''روز قیامت میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔''

۴: دنیا میں سب سے زیادہ چرچا آپ ہی کے نام کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ (۹۴/الانشراح:۴)

''اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔''

اس آیت کی تفسیر میں قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا اور آخرت میں بلند فرما دیا ہے چنانچہ جب بھی کوئی خطیب، تشہد پڑھنے والا اور نمازی ایسا نہیں جو یہ کلمات نہ پڑھتا ہو: 'أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله۔'' [2]

۵: سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِي))

''مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔''

۱: ((كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ

[1] صحيح مسلم، الفضائل: (۲۳۷۰)
[2] تفسير ابن كثير: (۸/ ۴۲۹)

Marfat.com

اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ))

''ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔''

۲: ((وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِي))

''پہلے کسی نبی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ تھا لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔''

۳: ((وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًاوَ مَسْجِدًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّىٰ حَيْثُ كَانَ))

''اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنادی گئی ہے لہٰذا کسی آدمی کو جہاں نماز (کا وقت) پالے وہ اسی (پاک) جگہ پر اسے پڑھ لے۔''

۴: ((وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ))

''اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔''

۵: ((وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ))[1]

''اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔''

۶: مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے آخر میں ذکر ہوا ہے کہ اس نبی (محمد ﷺ) کی آمد سے قبل لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔

سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا: ''ہم زندگی کے ہر مہذب عمل کو چھوڑ چکے تھے اور دنیا کی نظر سے گرے ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے آکر ہمیں تہذیب سکھائی، جنگ نہاوند کے موقع پر مشرکین وکفار کے بادشاہ بنداذقان نے مسلمانوں کو عار دلاتے ہوئے یہ گفتگو کی:

[1] مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة (١١٦٣).

Marfat.com

''اے اہل عرب! تم سب سے زیادہ تھے لیکن لوگوں میں سب سے زیادہ بدبختی اور بدنصیبی تمھارا مقدر تھی۔ تم سب سے زیادہ تندخو، بداخلاق اور سخت مزاج تھے۔ تم خانہ بدوش تھے، جس کی وجہ سے تم خیر سے محروم تھے اگر میں اپنے گرد موجود محافظوں کو حکم دے دوں تو وہ نیزوں کے ساتھ تمھارے جسموں کو چھلنی کر دیں اور پھر سرزمین نہاوند تمھاری لاشوں کی بدبو سے گندگی کا ڈھیر بن جائے لیکن میں اپنے محافظوں کو یہ حکم نہیں دیتا اگر تم خود چلے جاؤ تو ہم تمھارا راستہ چھوڑ دیں گے اور تمھیں کچھ نہیں کہیں گے اور ہاں! اگر تمھیں ہماری یہ پیشکش قبول نہ ہو تو ہم تمھیں بہت جلد تڑپتی لاشوں کے منظر دکھائیں گے۔

بادشاہ کی یہ گفتگو سن کر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''ہاں اللہ کی قسم! تو نے ہمارے حالات وصفات بیان کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہم بالکل ایسے ہی تھے یقینا ہم خانہ بدوش تھے، ہم سب سے زیادہ بدحالی، بھوک اور فاقہ کشی کا شکار تھے۔ بدبخت اور بدنصیب تھے۔ ہر بھلائی اور فلاح کے کاموں سے دور تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمارے اندر اپنے نبی جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا انھوں نے ہم سے دنیا میں اللہ کی مدد ونصرت اور آخرت میں اس کی جنت کا وعدہ کیا تو جب سے اللہ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ہم میں مبعوث کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک ہم ہمیشہ ہی مشکلات سے نکلنے کے راستوں اور اپنے رب کی مدد ونصرت کا نظارہ کر رہے ہیں اللہ کی قسم! ہم تمھارے پاس بادشاہت اور عیش وعشرت دیکھتے ہیں اور اب ہم (پہلے والی) بدحالی کی طرف کبھی نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ اب ہم تمھاری حکومت پر قبضہ اور تمھارے مال ومتاع پر قبضہ کر لیں یا پھر سرزمین نہاوند پر جام شہادت نوش کر لیں۔''[1]

---

[1] صحيح البخاری، الجزية والموادعة باب الجزية والموادعة مع أهل الذمه والحرب ۳۱۵۹، صحيح ابن حبان: ٤٧٥٦

Marfat.com

شہید کو نئی زندگی ملتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾﴾

(۳/آل عمران: ۱۶۹ ۔ ۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مُردہ نہ سمجھنا (وہ مُردہ نہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل پر خوش ہو رہے ہیں اور اس پر بھی کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

فوائد:

۱: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر صحابہ کی ایک جماعت کو بئر معونہ کی طرف بھیجا۔ جب یہ جماعت اس کنویں (بئر معونہ) کے اوپر ایک غار کے پاس پہنچی تو وہاں پڑاؤ ڈال کر آپس میں کہنے لگے: کون ہے جو اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اللہ کے رسول ﷺ کا کلمہ ان تک پہنچائے؟ ایک آدمی اس کام کے لئے تیار ہوئے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس آ کر باآواز بلند فرمایا: اے بیر معونہ والو سنو!

Marfat.com

میں اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں! میں گواہی دیتا ہوں: ''معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' یہ سنتے ہی ایک کافر اپنا تیر سنبھالے ہوئے گھر سے نکلا اور اسے تاک کر اس طرح چھوڑا پسلیوں کے درمیان سے ہوتا ہوا پار نکل گیا۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا: (فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ) کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ اب کفار اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے اس غار پر جا پہنچے اور کفار کے سردار عامر بن طفیل نے سب مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ان کے بارے میں قرآن اترا کہ ہماری قوم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔'' ہم ان آیات کو برابر پڑھتے رہے' پھر ایک مدت کے بعد یہ منسوخ ہو کر اٹھالی گئیں اور آیت ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ...... الخ﴾ اتری۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کے رسول ﷺ نے (جنگ احد میں میرے الد کی شہادت پر) مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا:

اے جابر! ادھر آؤ، آپ کو ایک بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی بات کی ردے میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو سامنے بٹھا کر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اے یرے بندے! مجھ سے مانگ تجھے عطا کروں۔ اس پر تیرے والد نے عرض کی: میرے مولا! رض یہی ہے کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیری خاطر دوسری بار قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ سے کہا: یہ تو میرا فیصلہ ہو چکا کہ جو لوگ یہاں آ چکے وہ واپس دنیا میں نہیں جا سکتے۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میرے پروردگار! تو پھر پیچھے میرے ساتھیوں کو (میری نت کی خوشحال زندگی کے بارے میں) آگاہ کر دیجیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾﴾ (۳/آل عمران: ۱۶۹)

---

[1] الطبری، ۸۲۲۴ وسندہ حسن

Marfat.com

"جو اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے ان کے بارے میں مت خیال کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔" ①

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے جو بھائی احد میں شہید ہو گئے اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، نہروں کے اردگرد لگے درختوں کے پھلوں کو کھاتے ہیں پھر وہ ان قندیلوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں جو سونے کی بنی ہوئی ہیں اور عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔ جب ان شہداء نے دیکھا کہ ان کا کھانا پینا اور ٹھکانا انتہائی باکمال ہے تو کہنے لگے: "اے کاش! جو سلوک ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اس کی خبر دنیا میں ہمارے بھائیوں کو ہو جائے تو وہ جہاد میں سستی کریں اور نہ جنگ سے بھاگیں۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾﴾

(۳/آل عمران: ۱۶۹ - ۱۷۱)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مُردہ نہ سمجھنا (وہ مُردہ نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس پر خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل

① الترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، (۳۰۱۰)۔ مستدرك حاكم (۳/ ۲۰۳، ۲۰۴) (۴۹۱۴)۔ حسن

Marfat.com

پر خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''[1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے (سورہ آل عمران کی) اس آیت کا مطلب اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں ان کا ٹھکانا ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں چرتی پھرتی ہیں، پھر اپنی قندیلوں میں آ رہتی ہیں۔ یہ اپنی اس زندگی میں مگن تھیں کہ:

((فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً ، فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئًا؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا يَا رَبِّ، نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى))

ان کے رب نے ان کی طرف جھانک کر ان سے پوچھا: تمہیں کچھ چاہیے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم کیا مانگیں۔۔؟ جہاں ہم چاہتے ہیں جنت میں سیر کرتے ہیں، (نعمتیں خواہشات سے بڑھ کر موجود ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان سے تین بار یہی پوچھا، چنانچہ شہداء نے دیکھا: جب تک کہ وہ کچھ نہ مانگیں گے انہیں نہیں چھوڑا جائے گا (اللہ تعالیٰ اسی طرح پوچھتے رہیں گے) آخر کار وہ کہنے لگے:

''اے اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو دنیا کے اندر ہمارے جسموں میں لوٹا دے حتی کہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر شہید کر دیے جائیں۔''

چنانچہ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں ہے تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔[2]

۲: شہید کو نئی زندگی ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] مسند احمد (۱/۲ ۶۵، ۲۲٦) (۲۳۸۸) و ابو داؤد (۲۵۲۰) حسن

[2] مسلم، الامارة، باب بیان ان ارواح الشهداء فی الجنة...... الخ (۱۸۸۷)

Marfat.com

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (۲/ البقرة : ۱۵٤)

''اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تم اسے مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہے لیکن تم شعور نہیں رکھتے''

۳: شہداء پر حوروں کا نزول ہوتا ہے اور اسے لے کر جنتی مہمان بنا دیتیں ہیں' سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ پر جاتے ہوئے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھونپڑی کے قریب سے گزرے۔ ایک دیہاتی نے جھونپڑی سے نکل کر پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں اور جہاد پر جا رہے ہیں اس نے پوچھا: کیا دنیا کا بھی کوئی فائدہ ملے گا؟ کہا: ہاں مال غنیمت ملے گا جسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پلان رکھا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ وہ اپنے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کرتا لیکن صحابہ اس کے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعُوْا لِيَ النَّجْدِيَّ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّهُ لَمِنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ))

''دیہاتی کو میرے قریب آنے دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''جب دشمن سے معرکہ ہوا تو یہ آدمی شہید ہو گیا۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ آپ اس کی میّت کے قریب آ کر سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانے لگے! پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے ہم نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے مسکرانے کی وجہ یہ تھی میں اللہ کی طرف سے ہونے والی رحمت و بخشش کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک جنت سے حور عین نازل ہوئی اور آ کر اس کے سرہانے بیٹھ گئی تو میں نے اپنا چہرہ دوسری

Marfat.com

طرف کرلیا۔ ❶

۴: شہداء اللہ کے خاص مہمان بنتے ہیں' سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پروردگار کے نبی (محمد) ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے:

((أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ))

''کہ ہم (کافروں سے) جہاد کرتے رہیں یہاں تک کہ صرف اللہ کی عبادت ہونے لگ جائے یا لوگ جزیہ دینے لگیں۔''

((وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا، أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ)) ❷

''اور ہمیں ہمارے نبی نے ہمارے رب کا پیغام پہنچایا ہے کہ جو بھی ہم میں شہید ہو جائے گا وہ جنت کی ایسی نعمتوں میں رہے گا کہ ان جیسی نعمتیں کسی نے آج تک نہیں دیکھی، اور جو ہم میں باقی رہے گا وہ (دشمنوں کی) گردنوں کا مالک بنے گا''

❶ شعب الایمان للبیهقی (٤٣١٧) سنده حسن

❷ صحیح بخاری، الجزیة والموادعة، باب الجزیة والموادعة (٣١٥٩)

Marfat.com

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾﴾ (۳/آل عمران: ۱۸۰)

''جو اللہ نے اپنے فضل (مال) سے اُن کو عطا فرمایا ہے اس میں بخل کرتے ہیں وہ اُس بخل (کنجوسی) کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کے لیے بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اسکا طوق بنا کر اُن کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو معلوم ہی۔''

فوائد:

۱: زکوۃ کی ادائیگی اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے اسلام نے دردناک سزا رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾

(۹/ التوبة : ۱۳۴ ـ ۱۳۵)

Marfat.com

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کو اس دن کے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اُس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔''

﴿وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝﴾ (۴۱/ حٰمٓ السجدة: ۶-۷)

''ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں''

۲: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ (بِلِهْزِمَتَيْهِ) يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ ــــ)) [1]

''کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ نہ ادا کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لایا جائے گا اس کے سر پر ابھرے ہوئے دو نشان ہوں گے قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی:

''اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ برا ہے اور قیامت کے دن یہی مال ان کے گلے کا طوق ہوگا۔''

[1] صحيح بخاري، الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (۱۴۰۳) والترمذي (۳۰۱۲)

Marfat.com

۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل (مرتد ہو کر) کافر ہو گئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہیں جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا مگر کسی حق کے عوض اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (تو ان کے جواب میں) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ))

''واللہ! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا زکوۃ تو مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بطور زکوٰۃ) دیتے تھے تو اس کے نہ دینے پر ان سے جنگ کروں گا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا۔ تو میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔ ①

۴: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

① صحيح بخاری، الزكاة، باب وجوب الزكاة (۱۳۹۹) مسلم (۲۰)

Marfat.com

حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی سَبِیْلُهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ))

''جو سونے یا چاندی کا مالک اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن آگ کی چٹانیں بنائی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا اور ان سے اس کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا، جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو ان کو دوبارہ گرم کیا جائے گا اس دن برابر یہ عمل اس کے ساتھ ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے تو اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔''

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! اونٹ والوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اونٹوں والا بھی جو ان کا حق ادا نہ کرے اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو پانی پلانے کے دن ان کا دودھ نکال (کر مسکینوں وغیرہ کو) دے تو قیامت کے دن ایک ہموار زمین میں اس کو اوندھا لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ نہایت فربہ (موٹا تازہ) ہو کر آئے گا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا جو اس کو اپنے کھروں سے نہ روندے اور منہ سے نہ کاٹے جب اس کے اوپر سے پہلی مرتبہ سارے گزر جائیں گے تو انہیں دوبارہ (اس کے اوپر گزارنے کے لیے) لوٹا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کی مقدار والے دن میں حتیٰ کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے، پھر اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گائے اور بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گائے اور بکری والوں میں سے جو کوئی بھی ان کا حق ادا نہیں کرتا اسے قیامت کے دن ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور ان (گائے اور بکریوں) میں سے بھی اس کو اپنے پاؤں سے روندے بغیر نہ چھوڑے گی۔ اور ان میں سے کوئی بھی (گائے یا بکری) بغیر سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگ والی یا ٹیڑھے سینگوں والی نہیں ہوگی، یہ سب اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی جب پہلی بار اس کے اوپر سے گزر جائیں گی تو دوسری مرتبہ آ جائیں گی یہی عذاب پچاس ہزار سال والے دن مسلسل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو

Marfat.com

اسے جنت یا دوزخ کی راہ دکھائی جائے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گھوڑے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا گھوڑے کی تین اقسام ہیں ایک مالک پر وبال ہے دوسرا مالک کے لئے پردہ ہے، تیسرا مالک کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے، بہر حال! جس گھوڑے کو آدمی نے دکھاوے کے لئے، فخر اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھ رکھا ہے تو یہ گھوڑا اس کے لئے بوجھ اور وبال ہے اور پردہ اس آدمی کے لیے، جس نے اسے اللہ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے پھر اس کی پشت اور گردن سے وابستہ اللہ کے حقوق کو بھی نہ بھولا تو یہ گھوڑا مالک کے لئے عزت کا ذریعہ ہے اور باعث ثواب وہ گھوڑا ہے جس کو آدمی نے مسلمانوں کے لیے اللہ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہو تو یہ گھوڑے باغ یا سبزہ زار سے جو کچھ کھائیں گے تو ان کے کھانے کی تعداد کے موافق اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی لید اور پیشاب کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھ جائے تو اس کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر اللہ تعالیٰ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب اس کا مالک اس کو کسی نہر سے لے کر گزرتا ہے اور پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو تب بھی اللہ اس کے لئے پانی کے قطروں کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے پیا۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں سوائے ایک آیت کے کوئی احکام نازل نہیں ہوئے وہ آیت بے مثل اور جامع ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

(الزلزال: ۷۔ ۸)

"جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ کے برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا (یعنی قیامت کے دن۔)" [1]

---

[1] صحیح مسلم، الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ (۹۸۷) وابو داؤد (۱۶۵۸)

Marfat.com

۶: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ)) [1]
''زکوۃ ادا نہ کرنے والا قیامت کے دن آگ میں ہوگا''

۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ زکوۃ دینا چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان سے بارش کو روک لیتا ہے'' [2]

[1] صحيح الجامع الصغير (٥٨٠٧)
[2] صحيح الترغيب (٧٦٥)

Marfat.com

ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۸۵)

''ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص جہنم کی آگ سے دُور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''

تفسیر:

اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کا بیان ہوا ہے جو بالترتیب ذکر کی جاتی ہیں۔

۱: یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ موت سے کسی کو فرار حاصل نہیں، اس کا ذائقہ ہر کسی نے چکھنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کئی دوسرے مقام پر اس حقیقت کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (۲۱/ الأنبياء: ۳۵)

''ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے۔''

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ (۳۹/ الزمر: ۳۰)

''یقیناً آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔''

Marfat.com

﴿ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾

(٤/ النساء : ٧٨)

”(اے جہاد سے ڈرنے والو!) تم جہاں کہیں بھی ہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ مضبوط قلعوں میں رہو۔“

﴿ قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِىۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيۡكُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝٨ ﴾ (٦٢/ الجمعة : ٨)

”کہہ دو کہ موت جس سے بھاگتے ہو وہ تو تمہارے سامنے آ کر رہے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتادے گا۔“

﴿ قُلۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ۝١١ ﴾

(٣٢/ السجده:١١)

”کہہ دو! کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری رُوحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا جب وہ ان کے پاس آیا تو انھوں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا (اور اس کی آنکھ پھوڑ دی) فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت کو چاہتا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو کہ اپنے ہاتھ بیل کی پشت پر رکھے پس اس کے لیے وہ ہے جو اس کے ہاتھ نے ڈھانپ لیا یعنی ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھا دی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

((أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ فَالْآنَ)) [1]

[1] بخاري، أحاديث الأنبياء، باب وفاة موسىٰ وذكره بعد: (٣٤٠٧)، ومسلم: (٢٣٧٢)

Marfat.com

''اے میرے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت ہی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے اللہ پھر ابھی دے دے۔''

معلوم ہوا! موت ہر جان کو آنی ہے البتہ صالح اعمال اور اچھے افعال کرنے والا موت کے بعد سرخرو ہو جاتا ہے کہ موت ایسے شخص کے لیے تحفہ ہوتی ہے کہ وہ دنیاوی تنگیوں، مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا پا جاتا ہے اور اس کے برعکس بداعمال وافعال کرنے والے کے لیے موت کے بعد قیامت برپا ہو جاتی ہے اور وہ ذلت ورسوائی میں ڈال دیا جاتا ہے۔

۲: دوسری بات اس آیت مبارکہ میں یہ بیان ہوئی ہے کہ جس نے دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا حساب ملے گا اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾

(۱۱/ ھود: ۱۱۱)

''اور تمہارا پروردگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا بیشک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس سے واقف ہے۔''

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

(٤٦/ الاحقاف: ۱۹)

''اور لوگوں نے جیسے کام کئے ہوں گے ان کے مطابق سب کے درجے ہوں گے ان کے اعمال کا پورا پورا بدلا دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔''

۳: تیسرا یہ کہ اس آیت مبارکہ میں کامیابی کا معیار بتایا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کر لیا اور اس کے نتیجے میں وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا گیا درحقیقت یہی کامیابی ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾

(۵۹/ الحشر: ۲۰)

Marfat.com

''اہلِ دوزخ اور اہلِ بہشت برابر نہیں اہلِ بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔''

۴: اس آیت مبارکہ میں چوتھی چیز یہ بیان ہوئی ہے کہ دنیا کی زندگی سامان فریب ہے جو اس سے دامن بچا کر نکل گیا وہ خوش نصیب اور جو اس کے فریب میں پھنس گیا وہ ناکام ونامراد ہے۔

لٰہذا شخص نے دنیا کی حقیقت کو سمجھ لیا کہ یہ دار العمل اور دار الامتحان ہے اور اس کی تیاری کرتا رہا، یقیناً وہ کامیاب وکامران ہے اور جو دنیا کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر اور انجام سے غافل، فسق وفجور میں مبتلا رہا وہ خاسر وناکام ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْفَائِزِیْنَ

Marfat.com

عقل والوں کی صفات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾﴾ (۳/آل عمران: ۱۹۱)

’’جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ اے رب! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔‘‘

فوائد:

۱: قرآن مجید میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ’’اولی الالباب‘‘ کہہ کر عقل والوں کو نصیحتیں کی ہیں، کئی مقامات پر عقل والوں کی تعریف اور کئی مقامات پر عقل والوں کو خبردار کرتے ہوئے ڈانٹا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾﴾

(۳۸/ ص: ۲۹)

’’(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔‘‘

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾﴾

(۲/ البقرة: ۱۷۹)

Marfat.com

''اور اے اہل عقل! (حکمِ) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خونریزی سے) بچو۔''

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝٢٦٩﴾ (۲/ البقرة: ۲۶۹)

''وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بیشک اُس کو بڑی نعمت ملی۔ اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔''

﴿أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝١٩﴾ (۱۳/ الرعد: ۱۹)

''بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقل مند ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنے بندوں پر شکوہ کیا ہے کہ وہ میری کائنات پر عقل کے ساتھ غور وفکر کیوں نہیں کرتے۔ ان کے غور نہ کرنے کی وجہ سے کتنے ہی لوگ شرک وبدعات میں مبتلا ہیں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝١٠٥ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝١٠٦﴾

(۱۲/ یوسف: ۱۰۵-۱۰۶)

''اور آسمان وزمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ اعراض کرتے ہوگزر جاتے ہیں اور یہ اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کیساتھ) شرک کرتے ہیں۔''

۲: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ کچھ دیر باتیں کیں اور پھر آرام فرمانے لگے جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوا تو آپ

Marfat.com

اٹھ بیٹھے، آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور آپ ﷺ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمانے لگے:

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴾

آخر سورت تک۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوگئے، وضو کیا، مسواک کی اور گیارہ رکعات ادا فرمائیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر گھر سے تشریف لے آئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ [1]

۳: اس آیت مبارکہ میں عقل والوں کی نشانیوں کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عقل والے زمین و آسمان کے آنے جانے اور اختلافات سے سبق حاصل کر کے اللہ کو الٰہ العالمین تسلیم کرتے ہوئے کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لو۔'' [2]

۴: ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا عقل والوں اور ایمان والوں کی نشانی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ ﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، استباز (اللہ سے ڈرنے والے) مرد اور راستباز عورتیں،

---

[1] صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ......﴾: (٤٥٦٩)

[2] صحیح البخاری، التقصیر، باب قوله: إذا لم يطق قاعدا صلى على جنب: (١١١٧)

Marfat.com

صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، فروتنی کرنے (اللہ سے ڈرنے والے) والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے تو ان کو وہ فرشتے گھیر لیتے ہیں (جو راستوں پر اہل ذکر کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں) ان کو رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے پاس والوں یعنی ملائکہ مقربین اور ارواح انبیاء میں کرتا ہے۔"[1]

ذکر کامیابی کی ضمانت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (٦٢/ الجمعة: ١٠)

"اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ))

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔"[2]

نیز اہل ایمان کو حکم ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴾ (٣٣/ الأحزاب: ٤١)

---

[1] مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع ـــــ (٢٧٠٠) وابن ماجه (٣٧٩١)

[2] مسلم، الحيض، (٣٧٣)

Marfat.com

''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔''

۵: سورۂ آلِ عمران کے اس آخری رکوع میں عقل والوں کی چند دعائیں بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ہیں جنھیں وردِ زبان بنانا چاہیے اور وہ یہ ہیں:

۱: ﴿ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾

۲: ﴿ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴾

۳: رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴾ (۳/ آل عمران: ۱۹۲۔ ۱۹۴)

۱: ''اے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اُسے رُسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

۲: ''اے رب! ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے، پس اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے مٹا دے اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔''

۳: ''اے اللہ! تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔''

Marfat.com

ایمان والوں کو چار نصیحتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (۳/ آل عمران: ۲۰۰)

''اے اہلِ ایمان! (کفار کے مقابلے میں) صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ مراد حاصل کرو۔''

فوائد:

۱: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو چار نصیحتیں کی ہیں۔

- اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائش پر صبر کرو۔
- لوگوں کی طرف سے آنے والے مصائب پر جمے رہو۔
- دشمن کے مقابلے میں مورچوں پر ڈٹے رہو۔
- اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور ان چاروں پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونے والوں کے لیے کامیابی کا اعلان فرمایا ہے۔

۲: آزمائشوں پر صبر کرنا مومنین کی نشانی ہے۔

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ (۲/ البقرة: ۱۵۵ ـ ۱۵۷)

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے

Marfat.com

تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرے والوں کو (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو' ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں' یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: يَاابْنَ آدَمَ! إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ))[1]

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو نے صدمہ کے فوراً بعد ثواب کی نیت سے صبر کیا تو میں تیری جزا کے لیے جنت پسند کروں گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَمُوتُ لِإِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَوْ اثْنَيْنِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: أَوْ اثْنَيْنِ))[2]

''تم میں سے جو کوئی (عورت) اپنے تین بچوں کی وفات پر (صبر کرتے ہوئے) ثواب کی نیت رکھتی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر دو (فوت ہوں تو پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو ہوں (تب بھی جنت میں داخل ہوگی)۔''

۳: معاشرے میں دین الٰہی پر چلنے کے ساتھ ساتھ اس کی دعوت دیتے ہوئے لوگوں کی پریشان کن باتوں کے باوجود قائم رہنا صبر والا کام ہے۔

---

[1] صحيح سنن ابن ماجه للألباني الجزء الاول(١١٩٢)

[2] مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه(٢٦٣٢)و مسند أحمد (٨٩٠٣)

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم ''محمد ﷺ نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کو مدنظر نہیں رکھا۔'' میں نے یہ بات سنی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر آپ ﷺ کو خبر دی آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) ❶

''اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو تو اس سے زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں مگر انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ مُخَالِطًا النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)) ❷

''وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے اس سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتا اور نہ ہی ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔''

۴: دشمنوں کے مقابلے میں مورچوں پر ڈٹے رہنا اور اسلامی سرحدوں پر پہرہ دینا اہل ایمان کی نشانی ہے:

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ)) ❸

''موت کے ساتھ ہی ہر آدمی کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کے راستہ

---

❶ البخاری، الأدب، باب من أخبر صاحبه ما يقال فيه: (٦٠٥٩)

❷ جامع الترمذی، القيامة، فضل المخالطة......، (٢٥٠٧) والصحيحة:٩٣٩

❸ ابوداؤد، الجهاد، باب فى فضل الرباط (٢٥٠٠)

Marfat.com

میں پہرہ دینے والے کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں اور اس کو قبر کے فتنوں سے بچالیا جاتا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) ❶

"دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات بھر پہرہ دیا۔"

۵: اللہ کا ڈر اور تقوی اہل ایمان کی نشانی ہے:

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کو پڑھنا شروع کیا:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ ﴾

"اور جو اللہ سے ڈر جاتا ہے وہ (اللہ) اس (آدمی) کے لیے (پریشانیوں سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے، جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا، اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ اس کو مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَنَّ النَّاسَ أَخَذُوْا بِهَا لَكَفَتْهُمْ)) ❷

"اے ابوذر! اگر لوگ اس کو پکڑ لیں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

---

❶ سنن الترمذی، الجهاد، باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰه (١٦٣٩)

❷ مستدرك حاكم (٢/٤٩٢) صحيح

Marfat.com

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۸ ﴾

(۵۷/ الحديد: ۲۸)

''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا (اجر) عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا جس میں تم چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ ﴾ (۸/ الأنفال: ۲۹)

''مومنو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تمہیں ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے''

ان آیات مبارکہ کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ متقی آدمی کو اللہ تعالیٰ حق و باطل، حلال و حرام، ہدایت و گمراہی میں تمیز کی پہچان عطا کر دیتا ہے اور مشکلات سے نکلنے کے راستے بتا دیتا ہے نیز گناہ کی معافی اور وافر فضل الٰہی عطا کر دیتا ہے اور روز قیامت متقی شخص کو اللہ ایک نور عطا فرمائیں گے جس کے ذریعے وہ دوسروں سے ممتاز ہو گا۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وصیت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ أَوْ أَيْنَمَا كُنْتَ)) [1]

''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

[1] مسند أحمد (۲۱۵۷۳)

Marfat.com

سورة النساء

Marfat.com

Marfat.com

رشتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝۱ ﴾ (٤/ النساء:١)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر اُن دونوں سے بکثرت مرد وعورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو، جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“

فوائد:

۱: یہ سورۃ نساء کی پہلی آیت ہے، اس سورت کی کل آیات (۱۷۶) ہیں اس کے کل کلمات (۳۱۲) اور حروف کی تعداد (۱۵۹۳۷) ہے۔نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر (۹۲) اور ترتیب تلاوت میں یہ سورت چوتھے نمبر پر ہے۔اور اس میں ۲۴ رکوع ہیں۔

قرآن مجید کی سات سورتوں کو سبع طوال کہتے ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں:

(۱) البقرۃ (۲) آل عمران (۳) النساء (۴) المائدہ (۵) الانعام (۶) الاعراف (۷) الانفال والتوبۃ

اس میں خواتین کے مسائل کا تذکرہ ہے اس لیے اسے سورۃ النساء (خواتین کی سورت) کہا جاتا ہے۔

یہ سورت نزول مکانی کے اعتبار سے مدنی ہے۔اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بھی

Marfat.com

ہے: ''کہ سورۂ بقرہ اور سورۃ نساء ایسے زمانے میں نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس (بطور زوجہ) موجود تھی۔'' [1]

اور اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

۲: رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ، خطبہ نکاح، خطبہ عیدین اور ہر عام خطبہ میں تین آیات کی تلاوت فرماتے، جن میں سے ایک یہ آیت مبارکہ یعنی سورۂ نساء کی پہلی آیت ہوتی، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب قبیلہ مضر کے لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو انھوں نے فقر و فاقہ کی وجہ سے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے اور بھوک کے آثار ان کے چہروں پر نمایاں تھے، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہ آیت بھی تلاوت فرمائی:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾ (٤/ النساء:١)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر اُن دونوں سے بکثرت مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے اور اللہ سے ڈرو! جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں کو توڑنے سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔''

اور پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (٥٩/ الحشر:١٨)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل

---

[1] البخاری، فضائل القرآن، باب تألیف القرآن:٤٩٩٣

Marfat.com

(یعنی روز قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔''

پھر آپ نے صدقے کی ترغیب دلائی تو لوگ دینار و درہم، کپڑے، گندم، کھجوروں کے صاع بھر بھر کے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے لگے۔ ❶

۳: اللہ تعالیٰ نے تمام نوع انسانی کو آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا:

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میدان محشر میں لوگ سیّدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم علیہ السلام! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے آپ سفارش کریں، اللہ معاملے کو آگے بڑھائے اور حساب وکتاب شروع کرے۔'' ❷

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارا رب ایک ہے اور تمھارے باپ بھی ایک (یعنی آدم علیہ السلام) تھے اور کسی عربی کو عجمی اور کسی گورے کو کالے پر تقویٰ کے سوا کسی اور وجہ سے فضیلت حاصل نہیں۔ ❸

۴: نوع انسانی سیّدنا آدم علیہ السلام کی نسل سے ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بن ماں باپ کے پیدا فرمایا بلکہ اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان کی پسلی سے سیّدہ حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور پھر نوع انسانی کی نسل کا آغاز ہو گیا۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

﴿وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾ (٤/ النساء: ١)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ مسلم، الزكوة، باب الحث على الصدقة: (١٠١٧)

❷ البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى {لقد أرسلنا نوحا إلى قومه......}: (٣٣٤٠)

❸ المعجم الأوسط للطبراني ٥/ ٣٧٦: (٧٦٤٦)

Marfat.com

''عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر کا ہوتا ہے سو اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر اسے (اس کی حالت پر) چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی، لہٰذا عورتوں کے معاملہ میں (میری) وصیت قبول کرلو۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا تذکرہ یوں فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ ﴾ (۴۹/ الحجرات:۱۳)

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔''

۵: مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رشتہ داری کے متعلق خاص تلقین فرمائی ہے۔ رشتہ داریوں کے متعلق اللہ سے ڈرنے کا خاص حکم دیا گیا ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾

(۴/ النساء:۱)

''اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

نبی کریم ﷺ خود رشتوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

سیدنا ابو عبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آہستہ نہیں بلکہ بلند آواز سے فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ آلَ اَبِيْ - يَعْنِيْ - فُلَانًا - لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِيْ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ

❶ صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته: (۳۳۳۱)

Marfat.com

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا)) ❶

”بے شک بنی فلاں کی اولاد، میرے دوست نہیں ہیں میرے دوست تو اللہ اور نیک مومن ہیں البتہ ان سے میری رشتہ داری ہے جسے میں ضرور تروتازہ (ملحوظ) رکھتا ہوں۔“

سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

((اَنَا الرَّحْمٰنُ اَخْلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)) ❷

”میں رحمان ہوں، میں نے رحم رشتوں کو پیدا کیا ہے جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُبْسَطَ لَهُ فِیْ رِزْقِهِ ،وَیُنْسَاَلَهُ فِیْ اَثَرِهِ، فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ)) ❸

”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر یعنی اضافہ کیا جائے تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ)) ❹

”جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔“

---

❶ صحیح بخاری ، الادب،باب تبل الرحم ببلالها (۵۹۹۰)،مسلم:(۲۱۵)

❷ سنن ابی داؤد ،الزکاۃ ،فی صلة الرحم(۱۶۹۵) والترمذی (۱۹۰۷) حسن

❸ صحیح بخاری،الادب،باب من بسط له فی الرزق بصلة الرحم(۵۹۸۶) مسلم (۲۵۵۷).

❹ صحیح بخاری،الادب،باب اکرام ضیف۔الخ(۶۰۱۸)ومسلم (۴۷)

Marfat.com

رشتہ داری توڑنے کا گناہ بہت زیادہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

(۲/ البقرة : ۱۲)

''جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو توڑتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

رشتوں کو توڑنے والا جنت سے محروم:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))[1]

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

[1] صحیح بخاری، الادب، باب اثم القاطع (۵۹۸۴)

Marfat.com

یتیموں کے مال ان کے سپرد کردو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـئًا مَّرِيْٓـئًا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝﴾ (٤/ النساء: ٢ـ٥)

''اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) اُن کے حوالے کردو اور اُن کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) بُرے مال سے نہ بدلو اور نہ اُن کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے' اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو (اُن کے سوا) جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار اُن سے نکاح کرلو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو، اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔ اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اُسے ذوق وشوق سے کھالو' اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو

Marfat.com

کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن سے معقول باتیں کہتے رہو۔''

فوائد:

۱: اللہ یتیموں کے والیوں کو حکم دیتا ہے کہ جب یتیم بلوغت اور سمجھداری کو پہنچ جائیں تو ان کے جو مال تمہارے پاس ہوں انہیں سونپ دو' پورے پورے بغیر کسی کمی اور خیانت کے ان کے حوالے کر دو۔ اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر خلط ملط کر کے کھا جانے کی نیت نہ رکھو۔ حلال رزق جب اللہ تعالیٰ تمہیں دے رہا ہے پھر حرام کی طرف کیوں منہ اٹھاؤ؟ تقدیر کی روزی مل کر ہی رہے گی' اپنے مال چھوڑ کر لوگوں کے مالوں کو جو تم پر حرام ہیں نہ لو۔ ①

۲: یتیموں کو سمجھ دار ہونے کے بعد ان کا مال دے دینا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝﴾ (٤/ النساء : ٦)

''اور یتیموں کے ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے رہو اور آزماتے رہو، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انھیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کر دو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال) سے بچتے رہیں ہاں، مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق معروف طریقے سے کھالے پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

یتیم کا مال ناجائز طریقہ سے کھانا حرام ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ

① [تفسير ابن كثير تحت الآية]

Marfat.com

سَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ﴿۱۰﴾ (٤/ النساء : ١٠)

"جولوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھاجاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔"

۳: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟))

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو! لوگوں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

۲: وَالسِّحْرُ جادو کرنا

۳: وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

ناجائز کسی کو قتل کرنا

۴: وَأَكْلُ الرِّبَا سود کھانا

۵: وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ یتیم کے مال کو کھانا

۶: وَالتَّوَلِّی يَوْمَ الزَّحْفِ جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا

۷: وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

"نیک، پاکدامن اور مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا" [1]

۴: یتیم کے مال میں سے معروف طریقے سے کھایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں ہے۔ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے:

"ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: بلاشبہ! میں فقیر ہوں، میرے پاس کچھ نہیں البتہ میرے زیر کفالت ایک یتیم ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاری، الوصایا، باب قول اللّٰه تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتیمی ظلما...... الخ (۲۷۶٦ـ ٥٧٦٤) و صحیح مسلم (۸۹)

Marfat.com

تم اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن حد سے تجاوز مت کرو، جلدی جلدی نہ کھاؤ اور اس کے مال کو اپنے مال سے مت ملاؤ۔''❶

۵: یتیم کا مال کھانے کی بجائے اسے اپنی طرف سے دینا چاہیے کیونکہ یہ بہترین صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ))❷

''بے شک یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار کی مانند ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو کسی مسکین، یتیم اور مسافر کو عطیہ کر دے۔''

۶: اللہ تعالیٰ نے جناب محمد کریم ﷺ کو یتیم بنا کر یتیموں کی دادرسی فرمائی ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ۝ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَ وَجَدَكَ عَآىٕلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَ اَمَّا السَّآىٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝﴾ (۹۳/ الضحیٰ:۶۔۱۱)

''بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ (بیشک دی) اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا، اور تنگدست پایا تو غنی کر دیا، تو تم بھی یتیم کو ڈانٹا نہ کرو، اور مانگنے والے کو مت جھڑکو، اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کرتے رہو۔''

یتیم کو برا بھلا نہ کہو بلکہ اس کے ساتھ محبت وشفقت کے ساتھ پیش آؤ۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝﴾ (۱۰۷/ الماعون :۱۔۳)

''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ) جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہ وہی (بدبخت) ہے

---

❶ ابوداؤد، الوصایا، با ما جاء فی ما لولی الیتیم ان ینال من مال الیتیم : (۲۸۷۲)، ابن ماجه: ۲۷۱۸)، حسن صحیح

❷ بخاری، الزکاة، باب الصدقة علی الیتامی: ۱٤٦٥، مسلم: ۱۰۵۲، ابن ماجه: (۳۹۹۰).

Marfat.com

جو یتیم کو دھکے دیتا، اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا‘‘

۷: سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى)) ❶

’’میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں، انگشت شہادت اور درمیانی کے ساتھ اشارہ کیا۔‘‘

۸: ان آیات میں یہ مسئلہ بھی بیان ہوا ہے کہ اگر تمہاری پرورش میں کوئی یتیم لڑکی ہو اور تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو تم ایسا نہ کرو کہ مہر اور حقوق میں کمی کر کے اسے اپنے گھر ڈال لو، اس سے باز رہو اور عورتیں بہت ہیں جس سے چاہو نکاح کر لو۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک یتیم لڑکی تھی جس کے پاس مال بھی تھا اور باغ بھی جس کی پرورش میں وہ تھی اس نے صرف اس مال کے لالچ میں مہر وغیرہ مقرر کیے بغیر اس سے نکاح کر لیا جس پر یہ آیت اتری، میرا خیال ہے کہ اس باغ اور مال میں یہ لڑکی اس کی حصہ دار تھی۔ ❷

نیز سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ’’بھانجے! یہ ذکر اس یتیم لڑکی کا ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہو (اور ولی) اس کے مال میں شریک ہے اور اسے اس کا مال و جمال اچھا لگتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کر لے لیکن جو مہر وغیرہ اسے کسی دوسری جگہ سے ملتا ہے اتنا یہ نہیں دیتا تو ایسے شخص کو منع کیا جا رہا ہے کہ پھر یہ اس کی نیت چھوڑ دے اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے۔‘‘ اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے متعلق دریافت کیا اور آیت ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ﴾ ٤/النسآء: ١٢٧ ـ الخ نازل ہوئی۔ وہاں فرمایا گیا ہے کہ ’’جب یتیم لڑکی کم مال

---

❶ بخاری، الأدب، باب فضل من یعول یتیما (٦٠٠٥)

❷ صحیح بخاری، التفسیر، سورة النسآء، باب {وإن خفتم الاتقسطوا......}، ٤٥٧٣۔

Marfat.com

والی اور کم جمال والی ہوتی ہے اس وقت تو اس کے والی اس سے بے رغبتی کرتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ مال و جمال پر مائل ہو کر اس کے پورے حقوق ادا نہ کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیں، ہاں عدل و انصاف سے پورا مہر وغیرہ مقرر کریں تو کوئی حرج نہیں، ورنہ دیگر عورتوں کی کمی نہیں جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، التفسیر، سورۃ النسآء، باب ﴿وإن خفتم الاتقسطوا......﴾، (٤٥٧٣) صحیح مسلم، (٣٠١٨)

Marfat.com

دلہن کو اس کا حق مہر دے دو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ ﴾ (٤/ النساء: ٤)

''عورتوں کو ان کے حق مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں! اگر وہ اپنی خوشی سے حق مہر میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہیں تو اسے شوق اور خوش گواری سے کھا سکتے ہو۔''

فوائد:

۱: حق مہر نکاح والے پر اپنی منکوحہ بیوی کو دینا واجب ہے اگر چہ وہ فوری نہ بھی دے تو بعد میں ادا کر سکتا ہے۔ پھر یہ الگ بات ہے کہ اس کی بیوی اس کو کچھ حق مہر معاف کر دے یا سارے کا سارا معاف کر دے۔

۲: حق مہر کی کوئی شرعی مقدار متعین نہیں ہے کم ہو یا زیادہ جتنا باہم طے پا جائے یا آسانی سے میسر آ جائے بعض لوگوں نے (۳۲) روپے حق مہر مقرر کر رکھا ہے۔ جو کسی بھی شرعی دلیل کے بغیر ہے اور جو حق مہر متعین کرانے میں روایات بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ حق مہر زیادہ سے زیادہ جتنی وسعت ہو مقرر کیا جا سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ ﴾ (٤/ النساء: ٢٠)

''اور تم نے ان عورتوں میں سے کسی کو خزانہ بھی (بطور حق مہر) دیا ہو تو اس سے (طلاق کے وقت) کچھ نہ لو''

Marfat.com

اُمّ المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں وہ حبشہ کی سرزمین میں وفات پا گئے تو نجاشی (شاہ حبشہ) نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور خود ہی ان کی طرف سے چار ہزار درھم حق مہر بھی ادا کر دیا (درہم چاندی کا ہوتا ہے اس کا موجودہ وزن تین ماشہ ۲/۱ رتی ہے، اور پھر انہیں شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج دیا۔ ❶

۳: حق مہر میں تھوڑی رقم اور تخفیف سے شادی کے مواقع زیادہ میسر ہو سکتے ہیں اور معاشرہ پاکدامنی کا گہوارہ بن سکتا ہے اس لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ مہر کم سے کم مقرر کیا جائے تاکہ دنیا میں بھی آسانی ہو اور آدمی بوجھ سے بچا رہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان نکاح کو بہترین قرار دیا ہے۔

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ)) ❷

''بہترین نکاح وہ ہے جس کی تکمیل انتہائی آسان ہو۔''

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

((أَلَا لَا تُغَالُوْا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ)) ❸

''عورتوں کا حق مہر بہت زیادہ قیمتی مت کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقویٰ کا باعث ہوتا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تم سے زیادہ مستحق ہوتے۔''

یاد رہے! عوام الناس میں مشہور واقعہ کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بات پر عورت نے ﴿وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا﴾ کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے اس غلطی کو تسلیم کر کے رجوع

❶ سنن ابی داود، النکاح، باب الصداق (۲۱۰۷) و صحیح ابی داود (۱۸۵۳)

❷ سنن ابو داؤد، النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداق حتی مات (۲۱۱۷) والصحیحة (۱۸٤۲)

❸ ابو داؤد، النکاح، باب الصداق (۲۱۰٦:) وحاکم (۲/ ۱۷۵) صحیح

Marfat.com

کرلیا، انتہائی ضعیف اور منکر ہے، یہ روایت کئی طرق سے منقول ہے لیکن اس کے اندر انقطاع پایا جاتا ہے۔ بعض روایتیں مجالد بن سعید اور قیس بن ربیع کی وجہ سے ضعیف ہیں اور دونوں کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ ①

۴: سیدنا سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کہ عورت کا بہترین مال وہ حق مہر ہے جو اسکے لیے مقرر کیا گیا ہے" ②

حق مہر کے لیے روپے پیسے ہی دینا ضروری نہیں بلکہ جو چیز آسانی سے میسر آجائے دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی شادی (عورت کو) قرآن مجید کی چند سورتیں (سکھانے کا حکم دیتے ہوئے) اسے حق مہر قرار دیا۔

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کردی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکالیا' وہ عورت کافی دیر کھڑی رہی (لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہ دیا تو) ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے آپ نکاح نہیں کرنا چاہتے تو مجھ سے ہی فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تیرے پاس حق مہر کے لیے کوئی چیز ہے؟" تو اس نے کہا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس اس چادر کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "(حق مہر کے لیے) کوئی چیز لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔" چنانچہ وہ شخص گیا' لیکن اس کو کوئی چیز نہ ملی (تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ گیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تجھے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہے؟" اس نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! مجھے قرآن کی فلاں فلاں سورت یاد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اس عورت کی شادی تیرے ساتھ ان سورتوں کے عوض کردی ہے جو تجھے یاد ہیں۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

---

① ارواء الغلیل للالبانی تحت الحدیث (۱۹۲۷)(۶/ ۳۴۷)

② مسند احمد(۳/ ۱۵۸۵).

Marfat.com

''چلا جا! میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا' اب تو اس کو قرآنی سورتیں سکھا دے۔'' ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کا حق مہر اسلام تھا۔ چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا' پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے فرمایا: ''میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر تو بھی اسلام قبول کر لے تو میں تجھ سے نکاح کر لیتی ہوں۔'' چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے' یہی ان دونوں کا حق مہر تھا۔ ❷

آج ہمارے معاشرے میں نکاح کو جہیز اور کثیر حق مہر کی شرائط کی وجہ سے ایک مشکل امر بنا دیا ہے۔ اور بدکاری کے راستے آسان کر دیئے ہیں جس سے معاشرہ تباہی کے دھانے پر پہنچ چکا ہے۔ کثیر جہیز اور کثیر حق مہر کی وجہ سے غریب اس سنت عظیمہ سے محروم ہو چکا ہے۔ اور امرا اسراف و تبذیر کر کے شیطان کے بھائی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔

---

❶ بخاری، النکاح، باب تزویج المعسر (۵۰۸۷)

❷ سنن نسائی، النکاح، باب التزویج علی الاسلام (۶/۱۱۴) صحیح

Marfat.com

وراثت کی تقسیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾﴾ (٤/ النساء: ١١۔ ١٢)

”اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے، اور اگر اولادِ میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کُل ترکے میں اُن کا دوتہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں

Marfat.com

چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اُس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ (اور یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اُس نے کی ہو، یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اُس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی)۔ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حصے اللہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ کر (فوت ہو جائیں) اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اُس میں نصف حصہ تمہارا اور اگر اولاد ہو تو ترکے میں تمہارا چوتھائی (لیکن یہ تقسیم) وصیت (کی تعمیل کے) بعد جو انہوں نے کی ہو، یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اُن کے ذمے ہو کی جائے گی)۔ اور جو مال تم (مرد) چھوڑ کر (فوت ہو جاؤ) اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہاری عورتوں کا اُس میں چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو اُن کا آٹھواں حصہ (یہ حصے) تمہاری وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو تم نے کی ہو اور ادائے قرض کے (بعد تقسیم کئے جائیں گے)۔ اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ باپ نہ بیٹا مگر اس کے بھائی یا بہن ہو تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ (یہ حصے بھی) بعد ادائے وصیت و قرض بشرطیکہ اُن سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے) یہ اللہ کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ نہایت علم والا (اور) نہایت حلم والا ہے۔"

فوائد:

۱: سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمارے قبیلے بنوسلمہ میں پیدل آ کر میری عیادت کی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور مجھ پر پانی چھینٹے مارے جس

Marfat.com

سے میں ہوش میں آ گیا میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے مال کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ تو اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ ①

۲: سورت نساء کی سات نمبر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے عام اعلان فرمایا کہ مردوں کو ترکہ سے حصہ ملے گا اور عورتوں کو بھی میت کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا اور گیارہ اور بارہ نمبر آیات میں ان کی تفصیل ذکر فرما دی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾

”جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر (فوت ہو جائیں)، تھوڑا ہو یا بہت، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ حصے (اللہ کے) مقرر کئے ہوئے ہیں۔“

۳: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی وراثت ذکر فرمائی اور اس کی کئی ایک صورتیں ذکر کیں خواہ اولاد ہے یا ان کے ساتھ والدین ہیں۔ اور اولاد میں بھی یا صرف بیٹے ہیں یا صرف بیٹیاں یا پھر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہیں۔

۱: اگر میت نے بیٹے اور بیٹیاں دونوں چھوڑے ہیں تو بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔

۲: اگر میت نے صرف بیٹیاں چھوڑی ہیں اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہیں تو ان کو دو ثلث (دو تہائی) ملیں گے اور اگر صرف ایک بیٹی چھوڑی ہو تو اس کو کل ترکہ کا نصف ملے گا۔ اور اس کے بعد جو ترکہ بچے گا وہ دیگر اصحاب الفروض کو ملے گا اور اگر وہ نہ ہوں جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمائے ہیں تو پھر یہ عصبات یعنی عام رشتہ داروں کو مل جائے گا۔

① صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿يوصيكم الله ......﴾: (٤٥٧٧)

Marfat.com

۳: اگر میت نے صرف بیٹے چھوڑے ہوں تو وہ تمام مال کے وارث ہوں گے اور اگر بیٹوں کے ساتھ اصحاب الفروض بھی ہوں تو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی تمام مال بیٹوں کو دے دیا جائے گا۔

۴: اگر میت نے اپنے پیچھے اولاد بیٹے، بیٹیاں اور ماں باپ اور بیوی کو چھوڑا ہو تو اس صورت میں بیوی اور ماں باپ اصحاب الفرائض ہیں ان کے حصے مقرر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ذکر کر دیے ہیں۔

بیوی کو آٹھواں حصہ، ماں کا چھٹا حصہ، باپ کو بھی چھٹا حصہ اور باقی عصبات یعنی بیٹے اور بیٹیوں میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ج﴾ کے تحت تقسیم کر دیا جائے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی کتاب کے مطابق مال کو اصحاب الفرائض میں تقسیم کرو اور اصحاب الفرائض کو دینے کے بعد جو باقی رہ جائے وہ میت کے قریبی ترین (رشتہ دار) مرد کو دو۔''[1]

۵: اگر میت نے صرف ماں باپ کو چھوڑا ہو تو ماں کو تیسرا حصہ اور باقی باپ کو ملے گا۔

۶: اگر میت نے ماں باپ کے ساتھ شوہر یا بیوی کو چھوڑا ہو تو شوہر آدھا مال لے گا اور بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی مال کا تیسرا حصہ ملے گا۔

۷: اگر ماں باپ کے ساتھ بھائی بھی ہوں وہ سگے ہوں یا ماں یا باپ کی طرف سے ہوں تو بھائیوں کو باپ کی موجودگی میں کچھ نہیں ملے گا لیکن اسی صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

۸: اگر بیوی فوت ہو جائے اور اولاد بھی نہ ہو تو شوہر کو آدھا مال ملے گا اور اگر بیوی کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو چوتھا حصہ ملے گا۔

۹: اگر شوہر فوت ہو جائے اور اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا اور اگر اولاد ہو تو بیوی کو

[1] صحيح البخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه : ٦٧٣٢

Marfat.com

آٹھواں حصہ ملے گا۔

۱۰: کلالہ (یعنی ایسا مرد یا عورت جس کا نہ باپ ہو نہ دادا، نہ بیٹا، نہ پوتا نہ پڑپوتا، نہ پوتی نہ پڑپوتی) جب یہ فوت ہو جائے اور ماں کی طرف سے اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی مال میں شریک ہوں گے۔

۴: وراثت جس کا حق ہو اسے دے دینا چاہیے یہ اللہ کا حکم ہے انکار کرنے والے اور اپنی مرضی سے تقسیم کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾

(٤/ النساء: ١٣۔ ١٤)

''یہ (تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ستر سال تک نیک لوگوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے لیکن آخر میں جب وہ وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم سے کام لیتا ہے چنانچہ اس کے اس برے کام پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ جہنم رسید ہو جاتا ہے اسی طرح ایک شخص ستر سال تک برے لوگوں جیسے عمل کرتا ہے لیکن آخر میں اپنی وصیت میں عدل سے کام لیتا ہے تو اس کے اس نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور یہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ

Marfat.com

فرمان باری تعالیٰ پڑھ لو: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؀ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؀﴾ ''یہ اللہ کی حدود ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ (اللہ) اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔'' [1]

۵: زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ وراثت میں صرف ان مردوں کو شامل کرتے تھے جو تلوار چلانے کے قابل ہوتے تھے باقی سب اولاد چھوٹے بیٹے اور بیٹیاں محروم کر دیے جاتے تھے لیکن اسلام نے سب کو وراثت میں شامل بھی کیا اور ان کے حقوق اور تقسیم میں عدل کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))

''اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو''

اور بیٹی اور بیٹے کی وراثت میں صحیح تقسیم بھی ذکر فرما دی، ہاں اگر مرد اپنی وراثت کو اس ڈر سے کہ میرے مرنے کے بعد اولاد تقسیم میں عدل نہیں کرے گی تو خود تقسیم کر دے لیکن زندگی میں اپنی جائیداد کو تقسیم کرنا ہو تو اولاد میں برابری ہو گی یعنی بیٹی اور بیٹے کو حصہ برابر ملے گا۔ جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا والد مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیان کیا:

((إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ

[1] مسند أحمد : ۷۷٦۰ وإسناده ضعيف

Marfat.com

اللّٰهِ ﷺ: فَارْجِعْهُ))❶

''میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام کا عطیہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اپنی تمام اولاد کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عطیہ اس لڑکے سے واپس لے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ تیری ساری اولاد تیری ایک جیسی فرمانبردار ہو۔ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ (عطیہ) درست نہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میرے والد نے عطیہ دیا لیکن عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (میری ماں) نے کہا میں خوش نہیں جب تک کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائے چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بیان کیا: میں نے عمرہ بنت رواحہ کے پیٹ سے اپنے لڑکے (نعمان) کو عطیہ دیا ہے اور اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے کہا: کہ میں آپ کو گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا بھلا تو نے اپنی تمام اولاد کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری کا برتاؤ کرو۔ میرے والد (یہ سن کر) واپس چلے گئے اور عطیہ واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔❶

۶: تقسیم وراثت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی پر چند مشتمل چند احادیث مبارکہ:

(۱)...... اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔''❷

(۲)...... قرض کی ادائیگی اور وصیت اگر تہائی سے کم ہے تو اسے پورا کرنے کے بعد ہی وراثت کی تقسیم ہوگی۔ کیونکہ اگر میت پر قرض رہ گیا تو اللہ معاف نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ

---

❶ صحیح بخاری، الهبات، باب الهبة للولد(۲۵۸۶) و صحیح مسلم (۱۶۲۳).

❷ البخاری، الفرائض، باب لایرث المسلم الکافر : ٦٧٦٤

Marfat.com

جس نے قرض لینا تھا وہ معاف کر دے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ)) ❶

''مومن کی جان اس کے قرضے کے بدلے لٹکی رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔''

(۳)......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دو بیٹیاں جو سعد ہی سے تھیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سعد بن ربیع کی دو بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپ کی معیت میں احد کے میدان میں شہید ہو گیا ہے اور ان کے چچا نے ان کے مال کو لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور جب ان کے پاس مال نہیں ہوگا تو ان سے نکاح کون کرے گا؟ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا، تو راوی کہتے ہیں کہ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت میراث کو نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت اور آدمی کو بلا بھیجا، اور (لڑکیوں کے) چچا کو حکم دیا کہ دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو بچ جائے وہ تمھارے لیے ہے۔ ❷

(۴)......سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ماں نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ (نانی اور دادی) کا چھٹا حصہ مقرر کیا ہے۔ ❸

(۵)......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بیٹی، پوتی اور بہن کا مسئلہ آیا تو انھوں نے کہا: ''میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کو نصف ملے گا پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا تاکہ دو تہائی پورا ہو جائے اور باقی بہن کو ملے گا۔'' ❹

---

❶ الترمذی، الجنائز، باب ما جاء أن نفس المؤمن معلقة : (۱۰۷۸)

❷ ابوداود، الفرائض، باب ما جاء فی میراث الصلب: ۲۸۹۱

❸ ابوداوٗد، الفرائض ، باب فی الجدۃ: ۲۸۹۵

❹ صحیح البخاری، الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنة: ٦٧٣٦

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا نافرمان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ (٤/النساء ١٤)

"جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حد سے تجاوز کرے گا اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا، وہ ہمیشہ اس (جہنم) میں رہے گا اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔"

فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں پہلی قوموں میں سے اکثر کو عذاب انبیاء کی نافرمانی کی وجہ سے دیا گیا تھا' قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر اس کی صراحت کی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾

(٤/النساء:١١٥)

"اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے نافرمان، گونگے بہرے جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾

Marfat.com

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ (الانفال : ۲۰ _ ۲۲)

''اے ایمان والو خدا اور اسکے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا مگر (حقیقت میں) وہ نہیں سنتے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے اور گونگے وہ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔''

اللہ تعالیٰ نے نافرمان رسول ﷺ کے لئے عذاب الٰہی کی شدید وعید سنائی ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾﴾ (۸/الانفال ۱۳_۱۴)

''اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ مزہ چکھو اور یہ کہ کافروں کے لئے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع نہ کرنے والا بہت بڑا گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾﴾

(۳۳/الاحزاب :۳۶)

''اور کسی مومن مرد اور عورت کو اللہ اور اسکے رسول کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ یادرکھو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

اتباع سنت کی مخالف آفت یا عذاب الٰہی کا باعث بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾﴾ (۲۴/ النور ۶۳)

Marfat.com

''جولوگ حکم رسول کی مخالف کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ آپہنچے۔''

نافرمان روز قیامت حسرت وافسوس کریں گے۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾﴾ (۳۳/الاحزاب ٦٦)

''اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ تو حسرت وافسوس سے کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔''

۲: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔'' (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔''[1]

۳: سیدنا عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر بائیں ہاتھ سے کھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ! اس نے کہا: اس کی میں طاقت نہیں رکھتا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے! اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا لہٰذا اس کے بعد وہ اپنے داہنے ہاتھ کو منہ تک نہیں اٹھا سکا (یعنی اس کو طاقت نہ رہی))۔''[2]

۴: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے والے کا آپ سے کچھ تعلق نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے

---

[1] صحیح بخاری، الاعتصام :باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم (۷۲۸۰)

[2] صحیح مسلم ،الاشربة ،باب آداب الطعام والشراب واحکامهما (۲۰۲۱)

Marfat.com

کسی کے گھر آئے اور ان سے نبی ﷺ کی عبادت سے متعلق دریافت کیا، جب ان کو (اس کی تفصیل بتلائی گئی) تو گویا انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں (اس لیے ہمیں تو آپ سے زیادہ عبادت کرنے کی ضرورت ہے) چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: ''میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔''

دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ (نفلی) روزے رکھوں گا، کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا (رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا تو) آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا: تم نے اس طرح کہا ہے؟ (جب اس کا جواب انہوں نے اثبات میں دیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا سب سے زیادہ خوف دل میں رکھنے والا ہوں۔ لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں (رات) کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں (لہٰذا یہ سارے کام ہی میری سنت ہیں) اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ میں سے نہیں۔ (یعنی مجھ سے اس کا تعلق نہیں)''[1]

[1] صحیح بخاری، النکاح :باب الترغیب فی النکاح (۵۰۶۳) وصحیح مسلم، النکاح :باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه (۱۴۰۱)

Marfat.com

زنا کار کی سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝﴾ (۴/ النساء: ۱۵۔۱۶)

''مسلمانو! تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں اُن پر اپنے لوگوں میں سے چار آدمیوں کی شہادت لو۔ اگر وہ (اُن کی بدکاری کی) گواہی دیں تو اُن عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کر دے یا اللہ اُن کے لیے کوئی اور سبیل (پیدا) کر دے۔ اور جو دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو اُن کا پیچھا چھوڑ دو بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے۔''

فوائد:

۱: ابتداء میں یہ حکم تھا کہ زنا کار مرد ہو یا عورت گواہوں سے ثابت ہو جائے تو انھیں عمر بھر گھر میں قید رکھو، مگر جلد ہی یہ سزا ختم ہو گئی۔ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

مجھ سے احکام سیکھ لو! مجھ سے (دین) سیکھ لو! (مجھ سے احکام دین) سیکھ لو! اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے سبیل پیدا کر دی ہے کہ کنوارا مرد کنواری عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اور شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ

Marfat.com

بدکاری کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے سو کوڑے اور رجم کی سزا ہے۔''❶

۲: اور یہ سب کچھ اعتراف یا گواہوں کی شہادت پر ہو گا اگر کسی نے بہتان لگایا ہو تو بہتان ثابت ہونے پر وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴾

(۲٤/ النور: ٤)

''اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی فاسق ہیں۔''

۳: زنا کار مرد ہو یا عورت حرام فعل کے شرعی طور پر سزا کے مستحق ہیں زانی مرد ہو یا عورت اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسلام نے حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی مقرر کی ہے اور اگر زانی مرد اور عورت شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾

(۲٤/ النور: ۲)

''زنا کار مرد و عورت ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی سے زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ عورت کے ساتھ شادی شدہ مرد زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔''❷

لواطت بھی زنا کی قسم ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ مسلم، الحدود، باب حد الزنى: (١٦٩٠)

❷ مسلم، الحدود، باب حد الزنا (١٦٩٠) وابوداؤد (٤٤١٥) ترمذی (١٤٣٤)

Marfat.com

((مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ)) ❶

''جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ اس کے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کو قتل کردو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ ❷

نوٹ:...... یہ قتل اور دیگر حدود کا نفاذ اسلامی حکومت کا کام ہے ہر آدمی اٹھ کر قتل نہیں کرسکتا۔

۴: ایسے آدمی اور عورت کو عار نہیں دلانی چاہیے جو اپنے گناہ کی سزا لے چکے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کسی کی لونڈی بدکاری کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو وہ اسے حد لگائے اور پھر اسے عار نہ دلائے۔'' ❸

سیّدنا سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کی:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو واپس جا! اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔ تو وہ تھوڑی دور ہی جا کر لوٹ آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کردیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے۔ لوٹ جا اللہ سے معافی مانگ اور اس کی طرف رجوع کر۔ وہ تھوڑی دور جا کر لوٹا پھر آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے پاک کریں۔''

---

❶ ابن ماجه، الحدود، باب من عمل قوم لوط (٢٥٦١) ترمذی (١٤٥٦) وابوداؤد (٤٤٦٢) وصحيح ابوداؤد (٣٧٤٥)

❷ صحيح ابن ماجه ،الحدود، باب رجم اليهود (٢٥٧٦)

❸ بخاری، البيوع، باب بيع المدبر: ٢٢٣٤

Marfat.com

تو نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ چوتھی دفعہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے کس بارے میں پاک کروں؟ اس نے عرض کیا زنا سے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ تو آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟ تو ایک آدمی نے اٹھ کر اسے سونگھا اور اس سے شراب کی بدبو نہ پائی! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زنا کیا؟ اس نے کہا ہاں۔ لہٰذا آپ ﷺ کے حکم پر اسے رجم کیا گیا اور لوگ اس کے بارے میں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ کسی نے کہا: کہ یہ ہلاک ہو گیا اور اس کے گناہ نے اسے گھیر لیا اور کوئی کہنے لگا کہ ''ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔'' (کیونکہ) اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اس نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھ کر عرض کیا: ''مجھے پتھروں سے قتل کر دیں۔'' لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو تین دن یہی مختلف باتیں کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سلام کہہ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے بخشش مانگو! صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ))

''کہ انہوں نے ایسی خالص توبہ کی ہے کہ اگر اس کو امت میں تقسیم کر دیا جاتا تو ان سب کے لیے کافی ہو جاتی۔''

اسی طرح ایک غامدی عورت نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اعتراف گناہ کیا اس کا واقعہ بھی گزشتہ طویل حدیث کے آخر میں مذکور ہے۔ الغرض! جب اس عورت کو رجم کیا گیا تو دوران رجم:

((فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى

Marfat.com

عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ))❶

"خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آکر اس کے سر پر ایک پتھر مارا تو خون کی دھار خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آپڑی اور انہوں نے اسے برا بھلا کہا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بری بات کو سنا تو روکتے ہوئے فرمایا: اے خالد یقیناً اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جنازہ ادا کر کے اسے دفن کر دیا گیا۔"

---

❶ صحیح مسلم، الدیات، باب عیادة.

Marfat.com

توبہ کب قبول ہوتی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧﴾ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٨﴾ ﴾ (٤/ النساء : ١٧ ـ ١٨)

''اللہ انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے تو کہنے لگے: کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مرجائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

فوائد:

۱: توبہ صرف اس کی قبول ہوتی ہے جو جہالت سے برائی کر بیٹھے اور معلوم ہونے کے بعد شرمندگی اور ندامت کے ساتھ اللہ کے حضور بخشش مانگ لے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

Marfat.com

لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ (۳/آل عمران:۱۳۵)

''اور وہ لوگ جو اگر کوئی بے حیائی کرلیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔''

۲: ان لوگوں کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا جو قرب موت توبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرعون کو جب ڈوبتے ہوئے موت نظر آنے لگی تو کہنے لگا: میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں لیکن اس وقت توبہ کرنے کا اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾﴾ (۴۰/ المومن: ۸۴۔ ۸۵)

''پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، تو کہنے لگے: ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو اس کے ساتھ شریک بناتے تھے اس سے ہم نے انکار کیا۔ لیکن جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (اس وقت) ان کے ایمان نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا (یہ) اللہ کی عادت (ہے) جو اس کے بندوں (کے بارے) میں چلی آتی ہے اور وہاں کافر خسارے میں پڑ گئے۔''

اور مزید فرمایا:

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾﴾

(۶/ الانعام: ۱۵۸)

Marfat.com

''یہ اس کے سوا اور کس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود تمہارا رب آئے یا تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آئیں؟ (مگر) جس روز تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آ جائیں گی تو جو شخص پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اس وقت اسے ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا یا اپنے ایمان (کی حالت) میں نیک عمل نہیں کئے ہوں گے (تو گناہوں سے توبہ کرنا مفید نہ ہوگا)۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ العَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ)) [1]

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک موت کے وقت روح حلق تک نہ پہنچ جائے۔''

[1] الترمذی، الدعوات، باب أن اللّٰه يقبل توبة العبد ما لم يغرغر: (۳۵۳۷)۔

Marfat.com

محرمات نکاح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾﴾

(۴/ النساء:۲۲-۲۳)

''اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو اُن سے نکاح مت کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (اللہ کی) ناپسندیدہ بات اور بہت بُرا دستور تھا۔ تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو اُن کی لڑکیاں جن کی تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کے ساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں کیساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں سے ایک ساتھ (نکاح) کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ

Marfat.com

بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔"

فوائد:

۱: مذکورہ بالا آیات میں ان خواتین کا ذکر ہے جن سے آدمی نکاح نہیں کرسکتا۔

۱۔ باپ کی منکوحہ ۲۔ سگی ماں (دادی، نانی) ۳۔ بیٹی (پوتی، پڑپوتی)

۴۔ بہن ۵۔ پھوپھی ۶۔ خالہ

۷۔ بھتیجی ۸۔ بھانجی ۹۔ رضاعی ماں

۱۰۔ رضاعی بہن ۱۱۔ ساس

۱۲۔ بیوی کی بیٹی (پہلے خاوند سے اگر بیوی سے صحبت ہو چکی ہو)

۱۳۔ صلبی بیٹے کی بیوی (بہو) ۱۴۔ دو بہنوں کو جمع کرنا

۱۵۔ پھوپھی اور بھتیجی کو جمع کرنا اور خالہ اور بھانجی کو جمع کرنا

۲: باپ کی بیوی اگر آدمی کی ماں نہ بھی ہو تو باپ کی وفات کے بعد اس کے ادب واحترام میں اس سے نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ وہ اس کی ماں کے درجہ میں ہے۔ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا تھا کہ قتل کردو اور اس کے مال کو چھین لو۔ ❶

محرمات سے نکاح کرنا زنا کے مترادف ہے اسی لیے آیت مبارکہ میں اسے کھلی فحاشی کہا گیا ہے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے زنا کو فحاشی سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۳۲)

"اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔"

۳: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نسبی پھر رضاعی پھر سسرالی محرمات کو بیان فرمایا ہے،

❶ أبوداؤد، الحدود، باب فی الرجل یزنی بحریمه: (٤٤٥٧)

Marfat.com

رضاعی رشتہ داروں میں بھی اسی طرح حرمت ہے جیسا کہ نسبی رشتوں میں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)) ①

''رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔''

اگرچہ حقیقی والدہ سے حسن سلوک، ان کی خدمت اور ان کی اطاعت فرمانبرداری کا آپ ﷺ کو موقعہ نہیں ملا لیکن اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کا آپ ﷺ بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ کی شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو حلیمہ سعدیہ طویل عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو چکی تھیں۔ مویشی مر چکے تھے۔ اس ناگفتہ بہ صورت حال سے سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کیا: تو آپ ﷺ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی، انھوں نے چالیس بکریاں اور سواری کے لیے اونٹ انھیں دیے تو وہ خوش ہو کر اپنے گھر واپس چلی گئیں۔ ②

اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی اس رضاعی ماں کا احترام اس قدر فرماتے کہ جب وہ آتیں تو سارے کام چھوڑ دیتے، اپنی کالی کملی کندھوں سے اتار کر زمین پر بچھا دیتے بڑی عزت واحترام سے پیش آتے، لوگ سوال کرتے یہ بوڑھی عورت کون ہے؟ تو بتایا جاتا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ ③

۴: ربیبہ: اس لڑکی کو کہتے ہیں جو عورت اپنے پہلے خاوند سے لے کر آئے۔ اگر اس عورت سے آدمی نے صحبت نہیں کی اور پہلے ہی طلاق دے دی تو تب آدمی اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگر صحبت کر لی تو پھر اس کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کے گھر بھی

① البخاري، النكاح، باب أمهاتكم اللاتي أرضعنكم......: (٥٠٩٩) ومسلم: (١٤٤٤)

② طبقات ابن سعد ١/ ١١٢ـ١١٤.

③ مجمع الزوائد: (١٥٤١٣)، فيه ضعف

Marfat.com

ابوسلمہ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ربیبہ بن کر آئی تھی آپ ﷺ اس کا بڑا احترام کرتے تھے۔

ایک دن سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی عزہ سے نکاح کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، مگر میں ایسے بھی اکیلی نہیں ہوں (آپ کی اور بیویاں بھی تو ہیں) دراصل میں اس بات کو پسند کرتی ہوں کہ خیر و بھلائی میں میرے ساتھ جو شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔''

انھوں نے کہا کہ یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ ہم نے سنا تھا کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی (درہ) سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی (درہ) سے؟ عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میری زیر پرورش (ربیبہ) نہ ہوتو پھر بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا لہٰذا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو میرے نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔ ①

۵: دو بہنوں اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے البتہ ایک کی وفات کے بعد دوسری سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح کیا جائے یا پھوپھی سے اس کی بھتیجی پر نکاح کیا جائے یا کسی عورت سے اس کی خالہ پر نکاح کیا جائے یا خالہ سے اس کی بھانجی پر نکاح کیا جائے یعنی بڑی پر چھوٹی سے نکاح کیا جائے اور نہ چھوٹی پر بڑی سے نکاح کیا جائے۔ ②

سیّدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری دو بیویاں تھیں اور وہ آپس میں بہنیں تھیں نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا:

''ان میں سے جس ایک کو تم چاہو طلاق دے دو۔'' ③

---

① البخاري، النكاح، باب أمهاتكم اللاتي أرضعنكم......: (٥١٠١) ومسلم: (١٤٤٩)

② أبوداود، النكاح، باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء: (٢٠٦٥)

③ الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الرجل يسلم وعنده أختان: (١١٢٩)

Marfat.com

اللہ بندے کے ساتھ ہمیشہ آسانی والا معاملہ کرتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ ‌ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا ۝۲۸ ﴾

(٤/ النساء: ٢٨)

”اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔“

فوائد:

۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی فطرتی کمزوری کا خیال رکھ کر اس سے مشقت کو دور فرمایا ہے اور ہمیشہ آسانی کی طرف راہنمائی کی ہے اور آسانی والے کاموں کا ہی اسے مکلف بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ ﴾ (۲/ البقرة: ۱۸۵)

”اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا)) [1]

”آسانی کرو سختی نہ کرو خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ“

۲: دین اسلام خود سراپا آسانی ہے اور دوسروں کو آسانی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

[1] بخاری، العلم، باب ما كان النبى يتغولهم بالموعظة ..... (٦٩)

Marfat.com

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (۲۲/ الحج : ۷۸)

''اور اللہ تعالیٰ نے دین میں تمہارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ)) ❶

''دین تو سراسر آسانی کا نام ہے۔''

گویا اسلام تنگی، تکلیف اور حرج کو دور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (۲/ البقرة : ۲۵۶)

''دین میں کوئی زبردستی (تنگی) نہیں ہے۔''

۳: آسانی چاہتے ہو تو سب کے لیے آسانی پیدا کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا ، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) ❷

''جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔''

۴: رسول اللہ نے بھی ہمیشہ مشقت کے مقابلے میں آسانی کو پسند فرمایا اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا حکم دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عادت مبارکہ تھی اگر کسی معاملہ میں آپ کو آسانی دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپناتے اور مشقت کو چھوڑ دیتے۔

---

❶ بخاری، الإیمان (۳۹).

❷ صحیح مسلم ،الدعوات،باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن۔۔الخ(۲۶۹۹).

Marfat.com

جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کے اختیار کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی بنا پر کسی معاملے میں بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو توڑا جا رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔“ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے دین سراپا آسانی ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلاَ مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا)) ❷

”یقینا اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں پر سختی کرنے والا، عیب چین بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔“

۵: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین کرتے اور فرماتے تم دوسروں کے ساتھ نرم مزاج اور آسانیاں پیدا کرنے والے بنو۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اٹھ کر اس کی طرف ڈانٹنے اور ملامت کرنے کے لیے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔“

((فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ)) ❸

”کیوں کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، سختی کرنے والا بنا

---

❶ مسلم، الفضائل، باب مباعدته للاثام واختياره (۲۳۲۷)

❷ مسلم، الطلاق، باب بيانِ أن تخيير امراته لا يكون طلاقا إلا بالنية (۱۴۷۸)

❸ بخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (۲۲۰)

Marfat.com

کر نہیں بھیجا گیا''

٦: دوسروں پر آسانی پیدا کرنے والا اپنے اسی عمل سے جنت میں چلا گیا۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہلے زمانہ کے ایک شخص کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا میت سے پوچھا گیا:

((هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ))

''کیا تو نے زندگی بھر کوئی نیک عمل بھی کیا تھا؟''

اس نے کہا: مجھے تو اپنا کوئی نیک عمل نظر نہیں آتا۔ اسے کہا گیا، سوچ لے۔ چنانچہ اس نے سوچ کر کہا کہ مجھے اور تو کوئی نیکی نظر نہیں آ رہی البتہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میں اپنی رقم کا مطالبہ کرتا (اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو) اگر وہ شخص مال دار ہوتا تو اسے مہلت دے دیا کرتا تھا اور اگر وہ غریب ہوتا تھا تو اسے معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ نے فرمایا: ''تو بندہ ہو کر معاف کرتا رہا تو میں رب ہو کر تجھے معاف کیوں نہ کر دوں۔''

((فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''پھر اللہ نے اسے معافی دے کر جنت میں داخل کر دیا۔''

مجبور اور تنگ دست آدمی سے نرمی اور اسے آسانی تک مہلت دینا بہت بڑا صدقہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ ﴾ (۲/ البقرة: ۲۸۰)

''اور اگر قرض لینے والا تنگدست ہو تو (اُسے) وسعت (کے حاصل ہونے تک) مہلت (دو) اور اگر (زرِقرض) بخش ہی دو تو تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے اگر تم جان لو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] بخاری، احادیث، الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۱)

Marfat.com

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) ❶

"جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی اسے ہر دن کے بدلے اس کی رقم کی مثل صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔"

---

❶ مسند أحمد (٥/ ٣٦٠) والحاكم (٢/ ٢٩) صحيح

Marfat.com

حرام طریقے سے مال نہ کھاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ نَارًا ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾ ﴾ (٤/ النساء:٢٩_٣٠)

''مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو تعدی وظلم سے ایسا کرے گا ہم اُس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔''

فوائد:

۱: آیت مبارکہ میں ایک تو حرام طریقوں سے ایک دوسرے کا مال کھانے سے روکا گیا ہے اور تجارت کی ترغیب دلائی گئی ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۷۲)

''اے اہلِ ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اُن کو کھاؤ اور اگر اللہ ہی کے بندے ہو تو اُس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے یعنی اس میں حرام سے بچنے کا حکم شامل ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو حرام کھاتا ہے اللہ اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا:

Marfat.com

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِحَرَامٍ))❶

''جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہوگا جسے حرام کی غذا دی گئی۔''

جب رزق حلال کمانے اور کھانے کا حکم ہے تو پھر ہمیں اپنے ذرائع معاش اور رزق حاصل کرنے کے طریقے کو دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ حرام تو نہیں کیونکہ حرام سے دیا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور حرام سے پلا جسم جنت میں نہیں جائے گا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ، لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ))❷

''لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کس طریقے سے کمایا، حلال طریقے سے، یا حرام طریقے سے۔''

۲: تجارت کو اپناؤ اور رزق حلال کما کر کھاؤ۔

بہترین کمائی انسان کے ہاتھ کی کمائی ہے جسے وہ محنت، مزدوری اور تجارت کے ساتھ کماتا ہے۔

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ))❸

''کسی انسان نے اس آدمی سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھاتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ خود ایک بہترین تاجر تھے جب تک نبوت کی ذمہ داری نہ سونپی گئی اس وقت تک تجارت کے پیشہ کو اختیار کیے رکھا اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ،

---

❶ البيهقي، في شعب الإيمان، (٥٧٥٩) وصحيح الترغيب والترهيب (١٧٣٠)

❷ بخاري، البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال (٢٠٥٩).

❸ بخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمل بيده (٢٠٧٢)

Marfat.com

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اور صالحین اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ اسی کی تلقین کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے گھریلو سامان (ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ) منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کر دیا پھر وہ درہم اسے دے کر کہا جاؤ ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس آؤ (کچھ دیر بعد) وہ کلہاڑا لے آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھونس دیا اور انصاری سے کہا جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تجھے (مانگتا ہوا ادھر) نہ دیکھوں وہ آدمی (جنگل کی طرف) چلا گیا وہ (روزانہ) لکڑیاں کاٹتا اور انھیں لے جا کر (بازار میں) بیچ دیتا پھر جب وہ واپس آیا تو اس نے دس درہم کما لیے تھے وہ بازار گیا اور اس نے کچھ درہموں سے اناج خرید لیا اور کچھ سے کپڑا، پھر آپ ﷺ نے (اسے مخاطب کر کے) فرمایا:

> ''یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت اس حالت میں آئے کہ یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔''[1]

۳: اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ سے مراد ایک تو یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ خودکشی مت کرو۔

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> ''مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا تو میں نے تیمم کر کے ساتھیوں کو نماز فجر پڑھا دی (میرے ساتھیوں نے) رسول اللہ ﷺ

---

[1] جامع الترمذی، (۶۰۳) ابن ماجه (۲۱۹۸) احمد (۳ / ۱۱۴) صحیح الترغیب والترهیب (۸۳۴)

Marfat.com

کو یہ سارا معاملہ بتایا...... تو آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی ہتھیار سے خودکشی کرے تو جہنم میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور اس ہتھیار سے جہنم میں وہ شخص خود کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا اور جو شخص زہر سے خودکشی کرتا ہے وہ جہنم میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ پہاڑ سے گرتا رہے گا۔'' ❷

ایک مہاجر صحابی رسول ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے انگلیاں جوڑوں سے کاٹ دیں۔ خون بہہ نکلا، اس سے موت واقع ہوگئی۔ بعد میں ان کے دوست طفیل دوسی رضی اللہ عنہ سے بحالت خواب ملاقات ہوئی۔ دریافت کیا کیا حال ہے؟ کہا میری ہجرت کی وجہ سے اللہ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ کہا ہاتھ کیوں ڈھانپ رکھا ہے؟ کہا رب نے فرمایا: اس فعل کا ارتکاب چونکہ تو نے کیا ہے لہٰذا اسے خود ہی درست کرو۔ نبی ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو فرمایا: اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ ''اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما۔ ❸

---

❶ سنن ابی داوٗد، الطهارة، باب اذا خاف الجنب، (٣٣٤)

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، بيان غلظ تحريم قتل الانسان نفسه، (١٠٩)

❸ صحيح مسلم، الايمان، الدليل على ان قاتل نفسه، (١١٦).

Marfat.com

کبیرہ گناہوں سے بچو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبٰٓئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝۳۱ ﴾ (٤/ النساء:٣١)

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب کرو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔''

فوائد:

ا: کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کے متعلق شریعت نے واضح جہنم کی وعید سنائی ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب کا بتایا ہو یا شریعت میں اس گناہ کی کوئی حد ہو اور سیئات وہ گناہ ہیں جن سے شریعت نے صرف منع کیا ہو۔ کبیرہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا بھی ہے اور مومنوں کی صفت بھی ذکر فرمائی کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں قرآن مجید میں چند مقامات ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ ۝۳۷ ﴾ (٤٢/ الشوری:٣٧)

''اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔''

﴿ اَلَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَةِ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّةٌ فِىۡ بُطُوۡنِ

Marfat.com

أُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

(۵۳/ النجم:۳۲)

''جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں بیشک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ جو پرہیز گار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔''

۲: چند کبیرہ گناہ جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾﴾

(۶/الانعام : ۱۵۱ ـ ۱۵۲)

''کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور

Marfat.com

پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور ماپ اور تول انصاف کیساتھ پوری پوری کیا کرو۔ ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝۳۳ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۴ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۳۵﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۳۱ ـ ۳۵)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا (کیونکہ) اُن کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اُن کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اور جس جاندار کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اُسے قتل نہ کرنا مگر (شرعاً) جائز طور پر اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے، ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اس کو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے بے شک اسی کی مدد کی جانے والی ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور سوال کیا

Marfat.com

جائے گا اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔''

۳: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((مَا مِنْ امْرِیٍٔ مُسلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوعُهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ تُؤتَ كَبِيْرَةٌ وَكَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلَّهُ)) ❶

''اگر کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آئے اور وہ اسکے وضو رکوع اور خشوع کو بہتر انداز میں کرے تو وہ اسکے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے' بشرطیکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہو اور یہی صورت عمر بھر رہتی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَامِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَواتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَالسَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَقِيْلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ)) ❷

جو شخص پانچ نمازیں پڑھے' رمضان کے روزے رکھے' زکوۃ ادا کرے' اور سات کبیرہ گناہوں سے بچا رہے' اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا سلامتی کے ساتھ (جنت) میں داخل ہو جا۔''

۴: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُو االسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ

---

❶ صحيح بخارى، الوضوء ،باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (١٦٠)وصحيح مسلم(٥٤٠)

❷ سنن نسائى ،الزكاة ،باب وجوب الزكاة (٢٤٤٠) وصححه ابن خزيمه (١/ ١٦٣)، وابن حبان(الاحسان:٣ /١٢٢)،ووفقه ذهبى)

Marfat.com

قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّی يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))[1]

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو! لوگوں نے پوچھا: وہ کیا چیزیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی (یعنی میدانِ جنگ) سے بھاگ جانا (۷) پاکباز مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

[1] صحیح بخاری، الوصایا، باب وقوله تعالی ﴿ان الذین یاکلون اموال۔۔الخ﴾ (۲۶۱۵، ۶۴۶۵) وصحیح مسلم (۸۹)

Marfat.com

اہلیہ سے اچھا سلوک کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴ ﴾

(٤/ النساء: ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرماں بردار عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں، جن عورتوں کی نافرمانی (بددماغی) کا تمہیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، انہیں مار کر سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو انکے لیے کوئی راستہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

فوائد:

۱: اللہ عزوجل نے عورت کو مرد کے لیے تسکین کا باعث اور مرد کو اس پر حاکم بھی بنایا ہے اور اسے یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اسے بے رحمی سے مارتا پیٹتا رہے بلکہ اسے عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔

اسلام نے اگرچہ ناگزیر حالات میں عورت کو سرزنش کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لیے قرآن سے ایک حکیمانہ ترتیب معلوم ہوتی ہے کہ پہلے انہیں وعظ و نصیحت کریں اس سے

Marfat.com

وہ نہ سمجھے تو رات کو اس کے ساتھ سونا ترک کر دیں جو ایک سمجھ دار عورت کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو مرد اسے ہلکی پھلکی سزا بھی دے سکتا ہے۔

۲: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (٤/النساء: ١٩)

''اور ان عورتوں کے ساتھ) اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔''

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝١٢٩﴾

(٤/ النساء: ١٢٩)

''اور تم ہرگز عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ نہ کر سکو گے اگرچہ تم اس کی خواہش بھی رکھو پس تم ایک طرح ہی نہ جھک پڑو کہ دوسرے کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے اور ڈرتے رہو تو بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝٦ؕ﴾ (٦٥/ الطلاق: ٦)

''(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت) میں اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو اور بچے کے بارے میں پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو اور اگر ایک دوسرے پر تنگی کرو تو اس (بچے کو) کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی۔''

۳: حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ

Marfat.com

فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَه، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ))[1]

''اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو خدا کی امان کے ساتھ لیا ہے اور ان کی شرم گاہوں کو خدا کے حکم سے اپنے لئے حلال بنایا ہے اور عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو ناگوار گزرے اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی استطاعت و حیثیت کے مطابق کھانے پینے کا سامان، مکان اور کپڑا دو۔''

۴: ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ مَافِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ))[2]

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اس لئے کے عورتوں کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اسے چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس تم عورتوں کا خیال رکھو۔

۵: سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا (صالح کی اونٹنی) اور اس آدمی کا ذکر فرمایا جس نے اس کی کوچیں کاٹ ذبح کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا انْبَعَثَ أَشْقَاهَا)) کہ اونٹنی کو ہلاک کرنے کے لئے ایک شریر آدمی اٹھا جسے اپنے خاندان کی حمایت حاصل

---

[1] صحیح مسلم، الحج، (۲۹۵۰) وصحیح بخاری (۱/۲۲۲)

[2] صحیح بخاری، النکاح، باب المداراۃ مع النساء (۵۱۸٤)، صحیح مسلم: ما قبل (۱٤٦۸)

Marfat.com

تھی، پھر آپ نے عورتوں کا ذکر فرمایا:

((يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَاتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُجَامِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ)) ❶

''تم میں سے ایک آدمی اٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے (اس نادان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ) شائد اس دن کے آخر میں اس کے ساتھ وہ ہم بستری کرے۔''

۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ ــ اَوْ قَالَ غَيْرَهُ ـ)) ❷

''مومن مرد ایماندار عورت سے نفرت نہ کرے اگر اس کی کوئی عادت یا صفت اسے اچھی نہیں لگتی تو دوسری سے وہ خوش بھی ہوگا۔''

۷: سیدنا معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

((قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ : اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ ، وَتَكْسُوْهَا اِذَا اِكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ)) ❸

''ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنا اور اس کے چہرے پر مت مار نہ اسے برا بھلا (بدصورت) کہہ اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کرے۔''

---

❶ صحيح بخاری، التفسير، باب ﴿والشمس وضحاها﴾ (٤٩٤٢)، صحيح مسلم (٢٨٥٥)

❷ صحيح مسلم، الرضاع، باب الوصية بالنساء (١٤٦٧)

❸ مسند احمد (٣/٥، ٥)، سنن ابی داود، النكاح، باب فی حق المراة علی زوجها (٢١٤٢) صحيح

Marfat.com

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴾ (٤/ النساء : ٣٦)

"اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، رشتہ دار ہمسائے، اجنبی ہمسائے، رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والے)، مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہیں سب کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔"

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں نو کام کرنے اور دو کام نہ کرنے کا حکم سنایا گیا ہے۔

کرنے کے کام:

(۱) صرف اللہ کی عبادت (۲) والدین سے اچھا سلوک (۳) قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک (۴) یتیموں سے حسن سلوک (۵) مسکینوں سے اچھا سلوک (۶) قرابت (رشتہ دار اور اجنبی (غیر رشتہ دار) ہمسائے دونوں سے اچھا سلوک (۷) دوستوں اور ہم نشینوں کا خیال (۸) مسافروں کے حقوق کا خیال (۹) غلاموں اور لونڈیوں سے اچھا سلوک

نہ کرنے کے کام:

Marfat.com

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔

(۲) فخر وغرور اور تکبر کرنا۔

۲: صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ﴾ (۱۷/ الاسراء: ۲۳)

''اور تمہارے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

اور فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸ ﴾ (۴/ النساء: ۴۸)

''اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا کوئی گناہ جسے چاہے معاف کردے گا اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ ﴾ (۳۹/ الزمر: ۶۵)

''اور (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤ گے۔''

۳: والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ ﴾ (۴۶/ الاحقاف: ۱۵)

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا''

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

Marfat.com

كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (۱۷/ الاسراء: ۲۳ـ ۲۴)

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے اچھی بات (ادب سے) کرو۔ اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔''

سیّدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اور عرض کی:

((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ؟))

''اللہ کے رسول ﷺ! نیکی کا زیادہ حقدار کون ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

أُمُّكَ ''تمہاری ماں''

میں نے عرض کیا:

ثُمَّ مَنْ؟ ''پھر کون''

آپ ﷺ نے فرمایا:

أُمُّكَ ''تمہاری ماں''

میں نے عرض کیا:

ثُمَّ مَنْ؟ ''پھر کون''

آپ ﷺ نے فرمایا:

أُمُّكَ ''تمہاری والدہ محترمہ

(معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا:

Marfat.com

ثُمَّ مَنْ؟ ''آقا! پھر کون؟''

تو فرمایا:

''اَبُوْكَ'' تمھارا باپ۔ ❶

۴: یتیموں سے حسن سلوک کرو۔ یتیموں سے شفقت کرنے کا وعدہ تو اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ (۲/ البقرة: ۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اسی طرح قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ (بھی اچھا سلوک کرنا) اور لوگوں کو اچھی بات کہنا نمازیں قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔''

یتیموں سے شفقت بھرا سلوک نہ کرنے والے اللہ کے مجرم ہیں:

﴿ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰۗضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ ﴾ (۸۹/ الفجر: ۱۵ ۔ ۱۹)

''مگر انسان! (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار آزماتے ہوئے اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی! اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ

❶ الترمذی، البر والصلة: ۱۸۹۷ وأبوداود: ۵۳۳۹

Marfat.com

(ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا، نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔''

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَ تُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟))

''کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟''

تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ارْحَمِ الْيَتِيمَ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ)) [1]

''تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اسے اپنے غلے میں سے کھانا کھلا، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔''

۵: مساکین سے اچھا سلوک کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (۲/ البقرہ: ۲۱۵)

''کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا ہو وہ (درجہ بدرجہ اہلِ استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریبی رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو)۔''

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾ (۱۷/ الاسراء: ۲۶)

''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ

---

[1] صحيح الترغيب والرهيب (٢٥٤٤)

Marfat.com

وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لاَ يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلاَ يُفْطَنُ بِهِ، فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلاَ يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ)) ❶

''مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا چکر کاٹتا پھرتا ہے تاکہ اسے ایک دو (کھانے کے) لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے غنی (لاپرواہ) کر دے لیکن اس کی یہ حالت کسی کو معلوم نہیں ہوتی کہ کوئی اسے صدقہ ہی دیدے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔''

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کا بہترین مال وہ ہے جس سے مسکین، یتیم اور مسافر کو عطا کیا جاتا ہے۔'' ❷

۶: ہمسایوں کا خیال رکھنا خواہ وہ اپنے رشتے دار ہوں یا اجنبی ہمسائے ہوں یعنی غیر رشتہ دار۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا:

((خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) ❸

''اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوست کے لیے اچھے ہیں اور اللہ کے نزدیک بہترین ہمسائے، اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہمسائے کے لیے بہتر ہیں''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت اپنی نمازوں، روزوں اور صدقوں کی وجہ سے بہت مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان درازی سے اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحيح البخاری، الزكوة، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿لا يسئلون الناس إلحافا﴾: (١٤٧٩)

❷ صحيح البخاری، الزكوة، باب الصدقة على اليتامى: (١٤٦٥)

❸ ترمذی البر والصلة باب ماجاء فی حق الجوار (١٩٤٤) و (مسند احمد (٢/ ٦٥٧٤)

Marfat.com

''وہ تو آگ میں ہے۔''

اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت اپنی نمازوں ،روزوں اور صدقات کی قلت کے حوالے سے مشہور ہے، وہ پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو جنتی ہے۔''[1]

۷: دوستوں کا خیال رکھو۔

سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے تین سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے لے کر ان کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے، میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا:

((اَفَلَا اَرْغَبُ اَنْ تَدْعُوَلِیَ الْمَلَائِکَةُ))[2]

''کیا میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے فرشتے دعائیں کریں۔''

۸: مسافروں کا خیال رکھو، قرآن مجید میں جہاں غرباء اور مساکین کا ذکر کیا گیا وہاں مسافروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے کیونکہ یہ اپنے گھر، وطن اور قوم سے دور کئی ایک مسائل اور مشکلات کا شکار ہوتے ہیں ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے بلکہ عشر و زکوۃ میں اور صدقات میں ان کا خیال رکھنے کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (۸/ الأنفال:۴۱)

''اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لُوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا اور اہلِ قرابت، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔''

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

---

[1] بیہقی فی شعب الایمان (۷/ ۷۹)(۵۹۴۶)،احمد(۲ / ۴۴۰)(۹۶۷۳)

[2] سیر اعلام النبلاء(۲/ ۳۵)

Marfat.com

وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ (۹/ التوبة: ۶۰)

''صدقات (یعنی زکوٰۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیفِ قلب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے لیے اللہ کی ناراضگی کا ذکر فرمایا: جو آدمی راستہ میں بیٹھا ہے یعنی اس کا گھر راستے کے کنارے پر ہے اور اس کے پاس زائد پانی بھی موجود ہے لیکن پھر بھی وہ مسافروں کو نہیں دیتا۔ [1]

۹: اپنے ماتحت غلاموں اور لونڈیوں سے اچھا سلوک کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخرت وصیت بھی یہی تھی کہ اے میری امت کے لوگو! نماز کا خیال رکھنا اور اپنے غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔ [2]

۱۰: آیت مذکورہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تکبر اور فخر و غرور سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

---

[1] البخاری، المساقاة، باب إثم من منع ابن السبیل من الماء: ۲۳۵۸

[2] أبوداؤد، الأدب، باب فی حق المملوك: ۵۱۵۶

Marfat.com

ہمارے حاکم اور قاضی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾ (۴/النساء ۶۵)

''آپ کے رب قسم! یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان کے بارے میں کر دیں اس پر اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی و ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

فوائد:

۱: سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ) صحابی سے مقام حرا کی ایک نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا (کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سیراب کرنے کا حق رکھتا ہے) نبی ﷺ نے فرمایا زبیر رضی اللہ عنہ پہلے تم اپنے باغ کو سیراب کر لو پھر اپنے پڑوسی کو جلدی پانی دے دینا اس پر اس انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اس لیے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے زبیر! کھیت سیراب کرو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ کناروں تک بھر جائے پھر اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑو...... اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ...﴾ [1]

۲: کامیاب ہونے والے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو اپنا حاکم

[1] صحیح بخاری (۲۷۰۸) و صحیح مسلم (۲۳۵۷)

Marfat.com

وفیصل مانتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾ (۲۴/النور ۵۱ تا ۵۲)

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ان میں فیصلہ کردے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔''

اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ گمراہ ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ؕ﴾

(۳۳/الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مرد اور کسی عورت کو اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا یاد رکھو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (ﷺ) کی جو نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

۳: اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کے چند ایک فیصلے قارئین کی نظر کئے جاتے ہیں:

(۱)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر) چوری کرلی، اس کے معاملے نے قریش کو فکر میں ڈال دیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا: کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے؟ آخر طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی بھی اس کام کی ہمت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:

''پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہو گئی تھیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ ضرور کاٹ ڈالوں گا۔''[1]

(۲)...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''میری پھوپھی ربیع نے ایک عورت کا سامنے والا دانت توڑ دیا، ربیع کے رشتہ داروں نے معافی کی کوشش کی مگر عورت کے رشتہ داروں نے معاف نہ کیا، آخر معاملہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور قصاص کا مطالبہ ہوا، آپ ﷺ نے قصاص کا حکم جاری کر دیا ربیع کے بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا واقعی ربیع کا دانت توڑ دیا جائے گا۔۔؟ میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے ربیع کا دانت نہ توڑا جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے؟ اس کے بعد یہ ہوا کہ عورت کے رشتہ دار معاف کرنے پر راضی ہو گئے آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔''[2]

(۳)...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ

---

[1] صحیح بخاری، الانبیاء (٣٤٧٥) صحیح مسلم (٤٥٠٥)

[2] صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب یایھاالذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی (٤٥٠٠) وابو داؤد (٤٥٩٥) وابن ماجه (٢٦٤٩).

Marfat.com

فرمائیں اور دوسرا جو اس کی بہ نسبت زیادہ سمجھدار تھا، اس نے بھی کہا: کہ ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: بیان کرو! وہ بولا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری پر کام کرتا تھا۔ اس کی اہلیہ سے زنا کا مرتکب ہو گیا ہے اور مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے تو میں نے اس کے فدیے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر چھڑا لیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس عورت کو سزائے رجم ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ ، اَلْوَلِیْدَةُ وَالْغَنَمُ رُدٌّ عَلَیْكَ وَعَلَی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ یَااُنَیْسُ اِلٰی اِمْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) (1)

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے عین مطابق فیصلہ کروں گا۔ لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس لوٹائی جائیں گی اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اے انیس! تم اس آدمی کی اہلیہ کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس کا اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دو۔“

(۴)...... قریش نے بڑے جوش و خروش سے اصل بنیادوں پر کعبہ کی ازسرِنو تعمیر کا آغاز کیا تھا! ہر قبیلہ اپنے حصے کی تعمیر میں مگن ہو گیا، تعمیر کرتے کرتے جب وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے جہاں حجر اسود نصب کرنا تھا تو ان میں اس بات پر شدید اختلاف پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو اس کے مقام پر کون نصب کرے گا؟ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ نصب کرنے کا اعزاز صرف اسی کو حاصل ہو۔ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ جن کے حصے میں کعبہ کے دروازے والی

(1) صحیح بخاری ،الحدود :باب اذا رمیٰ امراته ......(٦٨٤٢) وصحیح مسلم (١٦٩٧) وسنن ابوداؤد (٤٤٤٥)و سنن ترمذی(١٤٣٣)

Marfat.com

سمت آئی تھی، انہوں نے کہا کہ حجرِ اسود ہماری طرف کے حصے میں آتا ہے۔ بنو تمیم اور بنو مخزوم، جو حجر اسود اور رکن یمانی کا درمیانی حصہ تعمیر کر رہے تھے، بولے: حجر اسود ہمارے رُخ پر ہے، اس لیے یہ عظیم کام ہم ہی انجام دیں گے۔ یہ سن کر باقی قبیلوں کے لوگ کہنے لگے: تعمیر کعبہ کا جو کام ہمارے حصے میں آیا، اس میں حجرِ اسود تھا ہی نہیں۔ ①

بات بہت بڑھ گئی! جھگڑا شدت اختیار کر گیا! اور تعمیری کام رک گیا حتیٰ کہ سب ایک دوسرے کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ ہر قبیلے نے باہم لڑ مرنے کی قسم کھالی! بنو عبد الدار خون سے لبریز پیالہ لے آئے! انہوں نے بنو عدی بن کعب کے ساتھ مل کر اس خون میں اپنے ہاتھ ڈبوئے اور کٹ مرنے کا عہد کر لیا۔ اسی بنا پر ان کا لقب لَعَقَةُ الدَّمِ ''خون چاٹنے والے پڑ گیا۔ ②

قریش کے مذکورہ جھگڑے کی بنیادی وجہ حجرِ اسود کی تنصیب تھی جو انتہائی اہمیت اور فضیلت کا کام تھا جس سے سب بخوبی آگاہ تھے۔

قریش کی باہمی جنگ کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا۔ چار دن تک صورتِ حال بہت کشیدہ رہی، بالآخر انہوں نے یہ مسئلہ باہمی مشاورت سے حل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لیے وہ مسجد الحرام میں جمع ہو گئے۔ ابو امیہ بن مغیرہ قریش میں سب سے عمر رسیدہ اور دانا سردار تھا۔ یہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا والد تھا۔ ③

اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا: ''اے قریش کی جماعت! تم لوگوں میں جس معاملے میں اختلاف ہو گیا ہے، اس کا فیصلہ کرنے کے لیے اس شخص کو اپنا حکم بنالو جو سب سے پہلے مسجد کے باب بنو شیبہ سے داخل ہو۔'' ابو امیہ کی یہ رائے سب کو پسند آئی اور اس پر اتفاق ہو گیا۔'' ④

---

① أخبار مكة للأزرقي: ١٦٣/١.

② السيرة لابن هشام: ١٩٧/١، ١٩٦.

③ أسد الغابة: ٤٥٣/٥، الإصابة: ٤٠٤/٨.

④ السيرة لابن اسحاق: ١٥٥/١، ١٥٤، الطبقات لابن سعد: ١٤٦/١.

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی مشیت وحکمت تھی کہ باب بنو شیبہ سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصیت قریش کے ہاں مسلمہ طور پر انتہائی مکرم تھی، وہ آپ کی بے داغ صداقت شعاری اور امانت داری کی وجہ سے آپ کو ''صادق وامین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔ سب کو آپ ﷺ پر مکمل اعتماد تھا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دروازے سے آتے دیکھا تو نہایت خوش ہوئے اور بے ساختہ پکار اٹھے:

((هٰذَا الأَمِينُ قَدْ رَضِينَا بِمَا قَضٰى بَيْنَنَا))

''یہ امین ہمارے مابین جو فیصلہ فرمائیں گے، ہم اس پر راضی ہیں۔''

نبی ﷺ ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں سارا ماجرا پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سکون سے ان کی بات سنی۔ اس کے بعد فرمایا:

((هَلُمَّ اِلَىَّ ثَوبًا))

''میرے پاس ایک کپڑا لے آؤ۔''

کپڑا لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے بچھا کر اپنے دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر اس کپڑے پر رکھ دیا اور فرمایا:

((لِتَاْخُذْ كُلُّ قَبِيلَةٍ بِنَاحِيَةٍ مِّنَ الثَّوبِ ،ثُمَّ ارْفَعُوهُ جَمِيْعًا))

''ہر قبیلہ (کا نمائندہ) کپڑے کا ایک ایک کنارہ تھام لے، پھر سب مل کر اسے اٹھاؤ۔''

بنو عبد مناف سے عتبہ بن ربیعہ نے، بنو اسد سے زمعہ بن اسود بن مطلب نے، بنو مخزوم سے ابو حذیفہ بن مغیرہ نے اور بنو سہم سے قیس بن عدی نے ایک ایک کنارہ پکڑ لیا، پھر وہ اسے اٹھا کر اس کی جگہ تک لے آئے۔ اب نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے اٹھا یا اور اس جگہ نصب کر دیا، اور اس کے بعد دوبارہ تعمیر کا کام جاری ہوا۔ [1]

[1] الطبقات لابن سعد :۱/۱۴۶،السيرة لابن هشام :۱/۱۹۷،تاريخ الطبرى: ۲/ ۴۱، الجمهرة لابن حزم ،ص:۱۶۵.

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝﴾ (٤/النساء ٦٩_٧٠)

''اور جو بھی اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالی جاننے والا۔''

فوائد:

۱: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے مندرجہ ذیل روایت درج کی ہے:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں، جب گھر میں ہوتا ہوں، آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہوکر دیدار نہ کرلوں، جب مجھے اپنی اور آپ کی محبت یاد آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ اپنے محبوب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے اور اگر میں جنت میں بھی چلا گیا تو کم درجہ میں ہوں گا!!! ڈرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل نہ کرسکوں گا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ [1]

---

[1] مجمع الزوئد، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ النساء، قولہ تعالی ﴿ومن یطع اللّٰہ والرسول...... الخ﴾

Marfat.com

۲: مومن کو رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾

(۳۳/الاحزاب ۶)

''نبی ﷺ کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے اور نبی ﷺ کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔''

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَجِدُ اَحَدٌ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَحَتّٰی اَنْ یُقْذَفَ فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ وَحَتّٰی یَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)) [1]

''کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور جب اللہ نے اسے کفر سے بچا لیا ہو تو اس کے بعد اسے آگ میں جانا تو پسند ہو لیکن کفر کی طرف دوبارہ لوٹنا اسے ناپسند ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔''

۴: سیّدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں جا رہے تھے:

((وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ))

''اور آپ ﷺ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا''

جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت، پیار، اور الفت کا اظہار

[1] صحیح بخاری، الادب، باب الحب فی اللّٰہ (۶۰۴۱)، صحیح مسلم (۴۳)

Marfat.com

کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ!

((لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِیْ))

آپ ﷺ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔

جناب عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سن کر خاتم النّبیین ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ))

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب اور عزیز نہ رکھے''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے محبت رسول ﷺ کی اہمیت اور فضیلت کو سننے کے بعد فرمایا:

((فَاَنْتَ الْاٰنَ وَاللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِهٖ))

''اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے اور عزیز ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اعلان محبت فرمایا:

((اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ))

''اے عمر رضی اللہ عنہ اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا ہے۔'' [1]

۵: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟

((قَالَ :مَا اَعْدَدْتَ لَهَا))

''آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

انہوں نے عرض کیا! کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے، اور صدقے تیار نہیں کیے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری ، الایمان و النزور، بابکیف کانت یمین النبی ﷺ (٦٦٣٢)

Marfat.com

((فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ))❶

''تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔''

۶: سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سامنے وضو کا پانی پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا: لوگ آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اپنے جسم پر پھیرنے لگے۔ ایک روایت کے لفظ ہیں: ''لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنا شروع کر دیا آپ ﷺ کے ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے۔❷

۷: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ کیا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آ گیا تو میری ماں (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ایک برتن لائی اور ہاتھوں سے یہ پسینہ پونچھ کر ایک برتن میں ڈالنے لگیں، جب نبی ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے یہ خوشبو سے زیادہ پاکیزہ (اچھی) خوشبو والا ہے۔❸

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی
سمجھ لو کے قسمت میں جنت نہ ہو گی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا
محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہو گی

❶ صحیح بخاری، الادب، باب علامۃ حب اللّٰہ عزوجل (۶۱۷۱) صحیح مسلم (۲۶۳۹)

❷ صحیح بخاری، الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس (۱۸۷) بخاری، المناقب، صفۃ النبی (۳۵۵۳)

❸ صحیح مسلم، الفضائل، باب طیب عرق النبی ﷺ (۲۳۳۱)

Marfat.com

سچ کے انعام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۟ؕ ﴾

(٤/ النساء: ٦٩)

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے نبیوں میں سے اور سچے بندوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں اور رفاقت کے لحاظ سے کتنے ہی اچھے یہ لوگ ہیں۔''

فوائد:

۱: آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن پر اللہ کے انعام ہیں ان میں ایک صدیق بھی شامل ہے یعنی جو اپنے دین وایمان اور قول وقرار میں سچا ہے۔

اللہ تعالیٰ سچا ہے، سچ کو پسند کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ ﴾ (٤/ النساء : ١٢٢)

''اور اللہ سے بڑھ کر کون بات میں سچا ہو سکتا ہے۔''

۲: اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق بھی بیان فرمایا کہ وہ تمام کے تمام سچے تھے اور سچ ہی کی تلقین کرتے تھے۔

سیدنا ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۟ۙ ﴾

(١٩/ مريم : ٥٦)

Marfat.com

''اور ذکر کیجئے کتاب میں ادریس علیہ السلام کا بلاشبہ وہ نہایت ہی سچا نبی تھا۔''

یوسف صدیق علیہ السلام کے بارے میں:

﴿وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (۱۲/ یوسف : ۵۱)

''یقیناوہ سچے تھے۔''

سیّدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ﴾ (۵/ المائدة : ۷۵)

''اور اس کی ماں (مریم) سچی تھی''

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (۱۹/ مریم: ۴۱)

''قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ پڑھئے یقیناوہ سچے نبی تھے۔''

سیّدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾

(۱۹/ مریم: ۵۴)

''اور کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا۔''

اور آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صادق الامین تھے اہل عرب کہا کرتے تھے۔

((مَا جَرَّبْنَاكَ عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا))

''ہمارا تجربہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سچ ہی بولتے ہیں''

۳: اللہ کے ہاں سچے وہی ہیں جو اپنے دین اور قول وقرار کے کھرے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾

(۴۹/ الحجرات: ۱۵)

Marfat.com

''یقیناً سچے مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا یہی لوگ تو سچے (مومن) ہیں۔''

۴: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہر کسی کو ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ (١١٩)

(۹/ التوبۃ: ۱۱۹)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں میں سے ہو جاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا حَدَّثَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ)) [1]

''جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔''

۵: سچ کے ... یک فوائد و ثمرات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) جنت میں اعلیٰ مقام:

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا)) [2]

''سچ کو لازم پکڑو! کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔''

[1] مسند احمد (۵/ ۳۲۷)، وابن حبان (۲۷۲)

[2] صحیح مسلم، البر والصلة، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (۲۶۰۷) بخاری (۶۰۹٤)

Marfat.com

(ب) دل کی تمنا پوری ہوتی ہے: سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ)) ❶

''اگر کسی نے اللہ سے سچے دل سے شہادت کی دعا کی تو اللہ اسے شہداء کے مقام میں پہنچادیں گے اگرچہ وہ بستر پر ہی فوت ہوجائے۔''

(ج) رحمت وبرکت کا نزول ہوتا ہے: سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)) ❷

''اگروہ دونوں (خرید وفروخت کرنے والے) سچ بولیں اور واضح کر دیں تو اللہ ان کی بیع میں برکت ڈال دیتے ہیں اور اگر وہ دونوں کچھ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو اللہ بیع کی برکت ختم کردیتا ہے۔''

(د) جنت کی ضمانت: سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱:	اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ	جب بات کروتو سچ بولو
۲:	وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ	وعدہ کروتو پورا کرو
۳:	وَاَدُّوْا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ	تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے واپس کرو
٤:	وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ	شرم گاہوں کی حفاظت کرو

❶ صحیح مسلم، الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ (۱۹۳۰)(۴۹۲۹)

❷ بخاری، البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ۔۔۔۔ (۲۰۸۲)

Marfat.com

۵: وَغَضُّوْا اَبْصَارَكُمْ — نگاہیں نیچی رکھو

٦: وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ — تکلیف دینے سے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ ①

---

① مسند احمد(٥/٣٢٣)وابن حبان (٢٧١)والحاكم فى المستدرك(٤/٣٥٩)وقال هذا حديث صحيح الاسناد

Marfat.com

قتال واجب ہونے کی صورتیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَاۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّاۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًاؕ۝۷۵ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا۝۷۶ ﴾ (٤/ النساء: ٧٥ـ ٧٦)

”اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے؟ جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما! جو مومن ہیں وہ تو اللہ کے لیے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں تو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔“

فوائد:

۱: آیت مبارکہ میں ”قریہ“ سے مراد مکہ معظمہ ہے اور ”اھلھا“ سے مراد اس میں رہنے والے مظلوم مسلمان جو ہجرت نہ کر سکے تھے جب وہ ایمان لانے سے نہ باز نہ آئے تو مشرکین مکہ نے ان پر بہت ظلم ڈھائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ ”میں اور میری والدہ ”مستضعفین“

Marfat.com

یعنی کمزور اور بے بس لوگوں میں سے تھے۔ (1)

۲: مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں وہ کسی دوسرے کو مشکل میں بے یارومددگار نہیں چھوڑتے۔

۳: اس آیت مبارکہ میں جہاد کی مختلف وجوہات کا ذکر ہے جن میں کافروں سے قتال درست، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ جب مظلوم مسلمانوں پر ظلم ہونے لگے تو ظالموں کے ہاتھ روکنے کے لیے جہاد کیا جائے اس کی مزید صورتیں یہ ہیں۔

پہلا مقصد۔۔۔فتنے کا خاتمہ:

جب تک دنیا کے کسی خطے میں کفار کے پاس وہ طاقت وشوکت موجود ہے کہ وہ اسلام کی وجہ سے کسی کو فتنہ میں مبتلا کر سکتے ہوں اگر کوئی ایمان لانا چاہتا ہو تو ان کی سزا اور تکلیف کے خوف سے ایمان لانے سے رکا ہوا ہو اور کوئی ایمان لے آئے تو اسے ان کے ظلم وتشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہو۔ اس وقت تک ان سے لڑنا فرض ہے۔ کہ اسلام لانے کی راہ میں ہر رکاوٹ (فتنہ) ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (۲/ البقرة : ۱۹۳)

''اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائیں تو نہیں زیادتی مگر ظالموں پر۔''

دوسرا مقصد۔۔۔غلبۂ اسلام

جب تک تمام دنیا میں اسلام غالب نہ ہو جائے اور ہر جگہ اللہ کا قانون نافذ نہ ہو جائے کفار سے لڑتے رہنا فرض ہے۔

﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝﴾ (۸/ الانفال: ۳۹)

(1) البخاری، التفسیر، باب ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ......: (۴۵۸۷)

Marfat.com

''ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ جو وہ کرتے ہیں اسے دیکھنے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرمایا:

''مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''[1]

تیسرا مقصد۔۔۔کفار کا جزیہ دینا:

جب تک تمام دنیا کے کفار (جو اسلام نہ لانا چاہتے ہوں) ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کو جزیہ ادا نہ کریں ان سے لڑتے رہنا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾﴾ (۹/ التوبة : ۲۹)

''اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے قتال کرو جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے، نہ وہ چیزیں حرام مانتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ ہی دین حق اختیار کرتے ہیں (ان سے قتال کرتے رہو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ ذلیل ہوں۔''

چوتھا مقصد۔۔۔کمزوروں کی مدد:

جب دنیا کے کسی خطے میں کمزوروں پر ظلم ہو رہا ہو انہیں ظلم سے نجات دلانے تک لڑتے

---

[1] بخاری، الایمان،۲۵.

Marfat.com

رہنا فرض ہے۔ مذکورہ آیت (النساء:۷۵)

پانچواں مقصد۔۔۔ مقتولین کا بدلہ:

اگر کافر کسی مسلمان کو قتل کردیں تو اس کا بدلہ لینا فرض ہے۔ ہاں! اگر مسلمان کو کسی مسلمان نے قتل کردیا ہو تو دینی اخوت کی وجہ سے دیت بھی دی جاسکتی ہے، معافی بھی۔ مگر کافر سے بدلہ لینا فرض ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ﴾

(۲/ البقرة: ۱۷۸)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولین کے بارے میں بدلہ لینا فرض کردیا گیا ہے۔“

چھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ صرف عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ تشریف لائے تھے۔ آپ کا ارادہ لڑنے کا نہیں تھا۔ حالانکہ کفار نے آپ کو (عمرے کی ادائیگی سے) روک دیا تھا اس کے باوجود آپ نے لڑائی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا، مکہ والوں نے انہیں واپس نہ آنے دیا تو مسلمانوں نے سمجھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اب ہم ان لوگوں سے لڑائی کئے بغیر نہیں جائیں گے اور آپ ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لڑائی کی بیعت لی۔ کفار نے یہ سنا تو جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا۔“

صاف ظاہر ہے کہ یہ بیعت قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے لی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی رضا کا اعلان قرآن مجید میں نازل فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾

(۴۸/ الفتح: ۱۸)

Marfat.com

''یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جس وقت وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔''

چھٹا مقصد۔۔۔معاہدہ توڑنے کی سزا:

اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ ڈالے تو اس سے لڑنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ﴾

(۹/ التوبة : ۱۲)

''اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو۔ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا عہد توڑنے والی قوم سے جنگ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو چھ بشارتیں دی ہیں۔

﴿قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَ یُخْزِهِمْ وَ یَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ۙ وَ یُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴾ (۹/ التوبه: ۱۴، ۱۵)

''ان سے لڑو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا، انہیں ذلیل کرے گا، ان کے خلاف تمہاری نصرت فرمائے گا، ایمان والے لوگوں کے سینوں کو شفا دے گا، ان کے دلوں کا غصہ ختم کر دے گا اور جس پر اللہ چاہے گا رجوع فرمائے گا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

ساتواں مقصد۔۔۔دفاع کے لیے لڑنا:

جب کوئی قوم مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے تو دفاع کے لیے لڑنا فرض ہے۔

﴿وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ

Marfat.com

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ (۲/ البقرۃ : ۱۹۰)

''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔''

خندق کے موقع پر جب کفار کے لشکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو لڑائی میں شامل ہونے کا حکم دیا اور تبوک کے موقع پر جب دشمن کے حملہ آور ہونے کی خبر سنی تو نکلنے کے قابل تمام افراد کو سرزمین عرب سے باہر جا کر دشمن کے مقابلے کا حکم دیا حالانکہ اس وقت حالات بھی نہایت سخت تھے۔

آٹھواں مقصد۔۔۔مقبوضہ علاقہ چھڑوانا:

اگر کفار مسلمانوں کی کسی جگہ پر قبضہ کرلیں تو انہیں وہاں سے نکالنا اور مسلمانوں کا قبضہ دوبارہ بحال کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ ﴾

(۲/ البقرۃ : ۱۹۱)

''اور انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا تم انہیں وہاں سے نکالو۔''

Marfat.com

رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ۸۰ وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۸۱﴾ (٤/ النساء: ٨٠ ـ ٨١)

''جس شخص نے (اس) رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا' یہ کہتے ہیں کہ اطاعت ہے، پھر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت، جو بات آپ نے یا اس نے کہی ہے اس کے خلاف راتوں کو مشورہ کرتی ہے، ان کی راتوں کی بات چیت اللہ لکھ رہا ہے، تو آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔''

فوائد:

۱: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ دنیا کے تمام امراء حکام، وزیروں، مشیروں، اماموں کی بات چھوڑی جاسکتی ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ رب العزت نے کئی مقامات پر اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم دیا ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱﴾

(٨/ الانفال: ١)

Marfat.com

''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے! کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور (اس کے) رسول کی سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔''

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾ ﴾ (۴/ النساء : ۵۹)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دین پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرنے والے ہی کامیاب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ ﴾ (۲۴/النور ۵۱ تا ۵۲)

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے: کہ ''جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں: کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں جو بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔''

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (صحابہ کرام) نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔'' ❶

۳: سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک) نہایت موثر وعظ ارشاد فرمایا: جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو (آخری) الوداعی وعظ معلوم ہوتا ہے تو آپ ﷺ ہمیں وصیت فرما دیں! آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ مقرر کر دیا جائے (یاد رکھو!) جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا ضرور اختلاف دیکھے گا۔

((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ،وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ❷

''پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑنا دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے اجتناب کرنا اس لئے کہ ہر نیا کام گمراہی ہے۔''

۴: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ مسجد قُبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے جس میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آگیا ہے۔ تو (یہ سن کر) تمام نمازی جو شام کی طرف رخ کئے نماز پڑھ رہے تھے، نماز ہی میں کعبہ کی طرف مڑ گئے۔ ❸

❶ صحیح بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ (۷۲۸۰)

❷ سنن ابی داؤد، السنة ،باب لزوم السنة (۴۶۰۷)، سنن ترمذی (۲۶۷۶) ابن حبان (۱۰۳) اور حاکم (۱/ ۹۵۔۹۶) صحیح

❸ مؤطا امام مالك رواية ابن القاسم بتحقيقي (۲۷۷) وسنده صحيح، رواية يحيىٰ بن يحيىٰ (۱/۱۹۵) (۴۶۰) صحيح البخاری (۴۰۳) وصحيح مسلم (۵۲۶)

Marfat.com

سفارش کرنے والے کا اجر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴾

(٤/ النساء : ٨٥)

''جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بُری بات کی سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''

فوائد:

۱: ہر انسان کو اس کی اچھی اور بری سفارش سے حصہ ضرور ملے گا اگر آدمی کی اچھائی پر سفارش کرتا ہے تو اس عمل سے اسے بھی اجر ملے گا اور اگر وہ کسی برائی پر سفارش کرتا ہے تو اسے بھی گناہ ملے گا مثلاً اگر کوئی آدمی اچھا کام کرنے والے کسی آدمی کی سفارش کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اچھا کام کرنے سے کامیاب ہو جاتا ہے تو جب تک وہ آدمی اچھا کام کرتا رہے گا اس سفارشی کو بھی اجر ملتا رہے گا اسی طرح اگر کوئی شخص چور کی سفارش کر کے اسے چھڑاتا ہے جو پھر جا کر چوریاں کرتا ہے تو سفارش کرنے والے کو بھی اس کے گناہ سے حصہ ملتا رہے گا۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ، قَالَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا، وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا شَاءَ))[1]

---

[1] البخاری، الزكاة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها : (١٤٣٢)، ومسلم: (٢٦٢٧)

Marfat.com

''رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ ﷺ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے کہ سفارش کرو تم اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کی زبان سے جو چاہے گا فیصلہ کردے گا۔''

۲: جو انسان کسی کو صحیح اور اچھائی کا راستہ دکھاتا ہے یا اچھائی کرنے میں معاونت کرتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ اجر میں برابر کا شریک ہو جاتا ہے جیسا کہ سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)) ❶

''جو شخص کسی کو بھلائی کے کام کا راستہ دکھائے اس کے لیے بھلائی کرنے والا کے ثواب کی طرح ثواب ملے گا۔''

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں (کتاب وسنت کے مطابق) اچھا طریقہ جاری کرے اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ان سب لوگوں کا اجر بھی ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ ❷

۳: سیّدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو یہ پہلا انسانی قتل تھا آج تک جتنے ناحق قتل ہوتے ہیں ان کا گناہ بھی قابیل کو ملتا ہے کیونکہ اسی نے یہ برا فعل جاری کیا تھا۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کے خون کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر بھی ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے قتل کو جاری کیا۔ ❸

---

❷ صحیح مسلم، الامارة، فضل اعانة الغازی...... (۱۸۹۳)

❸ مسلم:۱۰۱۷

❹ البخاری، احادیث الانبیاء، خلق أدم وذریته، (۳۳۳۵) ومسلم، القسامة، باب إثم من سن القتل (۱۶۸۷)

Marfat.com

سلام کے آداب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَسِیۡبًا ﴿۸۶﴾﴾ (٤/ النساء:٨٦)

’’اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اُس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دعا دو یا انہیں لفظوں کو (لوٹا کر) دعا دو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔‘‘

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سلام کے آداب بتائے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو ’’السلام علیکم‘‘ کہتا ہے تو اس سے بہتر جواب یعنی ’’وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘ کہے اگر ایسا نہیں کرسکتا تو کم از کم اتنا ضرور کہے جتنا اس نے کیا ہے یعنی ’’وعلیکم السلام‘‘۔

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے ’’السلام علیکم‘‘ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے دس نیکیاں ہیں ایک اور آدمی آیا اس نے ’السلام علیکم ورحمۃ اللہ‘ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے بیس نیکیاں ہیں پھر ایک اور آدمی آیا اس نے ’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘‘ کہا تو آپ نے فرمایا: اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں۔[1]

۲: سلام دل میں محبت ومودت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دل سے نفرت وکدورت کو دور کر

---

[1] الترمذی، الاستئذان، باب ما ذکر فی فضل السلام: (٢٦٨٩)، أبوداود: (٥١٩٥)، وابن حبان: (٩٣)، الدارمی: (٢/ ٢٧٧)، صحیح بشواھدہ

Marfat.com

دیتا ہے اور معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) ❶

''تم جنت میں نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو، کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے (اور وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کر دو اور سلام کو پھیلاؤ۔''

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)) ❷

''بلاشبہ لوگوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

۴: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو سلام کہے اور اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جانے کے بعد دوبارہ ملے تو اسے پھر سلام کہنا چاہیے۔'' ❸

۵: سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ❹

---

❶ مسلم، الإیمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة إلا المؤمنون......: (۵۴-۹۲)

❷ أبو داؤد، الأدب، باب فضل بدأ السلام: (۵۱۹۷)، صحیح

❸ أبو داؤد، الأدب، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه أسلم علیه: (۵۲۰۰)، صحیح

❹ صحیح البخاری، الإیمان، باب إطعام الطعام فی الإسلام: (۱۲)

Marfat.com

''اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی، الغرض سب کو سلام کرو۔''

۶: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سوار پیدل کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔''❶

۷: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے۔''❷

---

❶ البخاری، الاستئذان، باب تسلیم القلیل علی الکثیر: (۶۲۳۲)

❷ أبوداؤد، الأدب ، باب السلام إذا قام من المجلس: (۵۲۰۸)، صحیح

Marfat.com

مسلمان کے قتل کا گناہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾﴾

(٤/ النساء : ٩٢ ـ ٩٣)

''اور کسی مومن کے شایان شان نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر! اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو ایک مسلمان غلام آزاد کردے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا (دیت) ادا کرے ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو اُن کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن کا تمہارے ساتھ صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا (دیت) ادا کرنا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) اللہ کی طرف سے (قبولِ) توبہ (کے لیے) ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی

Marfat.com

سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اُس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں متعدد روایات مروی ہیں جن میں سے ایک دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)...... جنگ احد میں مسلمانوں نے سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمان رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا جس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن جب مشرکین شکست کھا گئے تو ابلیس نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں پر حملہ کرو پھر اگلی صفوں نے پچھلی صفوں پر حملہ کر دیا اور آپس میں مڈبھیڑ ہو گئے۔ اچانک سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمان سیّدنا یمان رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہیں انھوں نے چلا کر کہا یہ میرے والد ہیں۔ یہ میرے والد ہیں۔ مگر وہ اس وقت تک باز نہ آئے جب تک کہ انھوں نے سیّدنا یمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کر ڈالا تو سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھاری مغفرت فرمائے۔"[1]

(۲)...... امام ابن الاثیر شیبانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: کہ "حارث بن زید مکہ میں مسلمانوں کو ایذا پہنچایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی جب وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچا تو عیاش بن ربیعہ نے اسے قتل کر دیا۔"[2]

(۳)...... ایک قول کے مطابق یہ آیت سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جب غلط فہمی سے انھوں نے مرداس بن عمر نامی آدمی کو قتل کر دیا تھا۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، ہم نے اس قوم پر صبح کے وقت حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دی۔ میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے پنجہ آزما تھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ انصاری

---

[1] صحيح بخاري، المغازي، باب ﴿اذ همت طائفتن......﴾ (٤٠٦٥)

[2] اسد الغابه ١/ ٣٩٤

Marfat.com

رک گیا لیکن میں نے اسے نیزے کا وار کر کے مار ڈالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ))

''اے اسامہ! کیا تو نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟''

میں نے عرض کی: وہ تو اپنے بچاؤ کے لیے کلمہ پڑھ رہا تھا۔ (سچے دل سے نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟) حتی کہ میں نے یہ خواہش کی:

((أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ)) [1]

''کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔''

۲: قتل خطا: غلطی یا غلط فہمی سے کسی کو قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے ورثا کو سو اونٹ یا ان کی قیمت ادا کرنا ہے اور کفارے کے طور پر ایک مومنہ لونڈی یا غلام آزاد کرنا ہے اگر یہ نہ میسر ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا ہے۔

قتل عمد: جان بوجھ کر قتل کرنا، یہ ابدی جہنمی ہے الا یہ کہ اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے۔ اگر کسی نے مسلمان کو عمداً قتل کر دیا تو اسے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا وہ اسے قصاص میں قتل کر دیں یا دیت پر راضی ہو جائیں اور دیت سو اونٹ یا ان کی قیمت ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کو مقتول کے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ قتل عمد کی دیت یہ ہے: تین سال کی تیس اونٹنیاں، تیس اونٹنیاں چار سال کی اور چالیس اونٹنیاں پانچ سال کی اس علاوہ جس شرط پر وہ صلح کر لیں۔'' [2]

---

[1] بخاري، الديات، باب ومن احياها...... (٦٨٧٢)

[2] صحيح الترمذي، (١٣٩٢)، أبوداود: (٤٥٠٦)

Marfat.com

۴: کسی مسلمان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرک کے ساتھ بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾﴾

(۲۵/ الفرقان : ۶۸)

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بطور معبود نہیں پکارتے اور جس جاندار کا مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی حکمِ شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔''

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿﴾﴾ (۶/ الانعام: ۱۵۱)

''کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرتے رہنا اور تنگدستی (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ یہ ہیں:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا

Marfat.com

(۳) والدین کی نافرمانی (۴) جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا[1]

خطبہ حجۃ الوداع میں لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)) [2]

''(اے لوگو!) تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن (عرفہ)، تمہارے اس مہینہ (ذی الحجہ) میں اور اس شہر مکہ میں حرام ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی (ناحق) قتل کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''[3]

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ))[4]

''جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک تو قاتل تھا لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں (مسلمانوں) میں سب سے زیادہ مبغوض (ناپسندیدہ) تین طرح کے لوگ ہیں۔ حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام

---

[1] صحیح البخاری، الدیات، باب قول اللّٰہ تعالی (ومن أحیاها): (٦٨٧١)
[2] صحیح مسلم، الحج، (٢٩٥٠) وصحیح بخاری (١/٢٢٢).
[3] البخاری، الحدود، باب إثم الزناة: ٦٨٠٩۔
[4] البخاری، الدیات، باب قول اللّٰہ تعالی (ومن أحیاها): (٦٨٧٥)

Marfat.com

میں جاہلیت کی رسموں پر چلنے کا خواہشمند ہو، تیسرے وہ شخص جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔''❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خونوں ہی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔''❷

تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون نہیں بہایا جا سکتا اور وہ بھی صرف عدالت اور قاضی کے فیصلے کے ساتھ خلیفہ اور حکومت ہی کر سکتے ہیں، (۱) قصاص میں، (۲) زنا میں (۳) مرتد ہونے پر، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ))❸

''کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔''

---

❶ البخاري، الديات، باب من طلب دم امرئ بغير حق: (٦٨٨٢)
❷ البخاري، الديات، باب من قول الله تعالى (ومن قتل مؤمنا......) (٦٨٦٤)
❸ البخاري، الديات، باب قول الله تعالى(إن النفس بالنفس......): (٦٨٧٨)

Marfat.com

مجاہد جنت کے درجات کے مالک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾﴾ (٤/ النساء : ٩٥، ٩٦)

’’جو مسلمان گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں اور کوئی عذر نہیں رکھتے وہ اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے عطا فرمائے ہیں اور نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجرِ عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔‘‘

فوائد:

۱: صحیح بخاری میں ہے کہ جب اس آیت کے ابتدائی الفاظ اترے: ’’گھروں میں بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے مومن برابر نہیں۔‘‘ آپ ﷺ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر اسے لکھوا رہے تھے کہ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا صحابی) آ کر کہنے لگے آقا! میں تو نابینا ہوں۔ اس پر الفاظ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ نازل ہوئے یعنی وہ بیٹھ رہنے والے جو

Marfat.com

بے عذر ہوں۔ ❶

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا کندھے کی ہڈی لے کر آئے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ ''ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: یارسول اللہ ﷺ! اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد میں شامل ہوتا۔ اس پر وہ الفاظ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ اترے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کی ران سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کی ران پر تھی' ان پر اس قدر بوجھ پڑا کہ قریب تھا کہ ران ٹوٹ جائے۔ ❷

ایک حدیث میں ہے کہ ''جب یہ الفاظ نازل ہوئے اور آپ ﷺ پر سکینت نازل ہوئی میں آپ ﷺ کے پہلو میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھ پر رسول اللہ ﷺ کی ران کا اتنا بوجھ پڑا کہ میں نے اس سے زیادہ بوجھل چیز کوئی نہیں اٹھائی۔ پھر وحی مکمل ہوجانے کے بعد آپ ﷺ نے ﴿عَظِيمًا﴾ تک آیت لکھوائی اور میں نے اسے شانے کی ہڈی پر لکھ لیا۔ اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابھی تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ منظر اب تک میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ گویا میں (اب بھی وہ منظر اپنے سامنے) دیکھ رہا ہوں! کہ بعد میں اترے ہوئے ان الفاظ کو میں نے ان کی جگہ پر اپنی تحریر میں بڑھا کر شامل کیا۔ ❸

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''اس سے مراد بدر کی لڑائی میں جانے والے اور اس میں حاضر نہ ہونے والے ہیں۔'' ❹

۲: غزوہ بدر کے موقعہ پر سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ کر نبی

---

❶ صحیح بخاری، التفسیر، سورة النساء، باب ﴿لا یستوی القاعدون......﴾ (۴۵۹۳)؛ صحیح مسلم، (۱۸۹۸)۔

❷ صحیح بخاری، التفسیر، سورة النساء، باب ﴿لا یستوی القاعدون......﴾ (۴۵۹۲)؛ ترمذی، (۳۰۳۳).

❸ أبوداود، الجهاد، باب الرخصة فی القعود......، ۲۵۰۷ وسنده حسن۔

❹ صحیح بخاری، التفسیر، سورة النساء، باب {لایستوی القاعدون......} ۴۵۹۵۔

Marfat.com

اکرم ﷺ سے کہنے لگے: ہم دونوں نابینا ہیں! کیا ہمیں رخصت ہے؟ تو انہیں آیت قرآنی میں رخصت دی گئی۔ لہٰذا مجاہدین کو جن بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی گئی ہے وہ صحت وتندرستی والے لوگ ہیں۔ ❶

۳: آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جہاد کرنے والے مجاہد اور جہاد نہ کرنے والوں کے درمیان بہت فرق ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو جو درجات عطا فرمائے ہیں وہ دوسروں کے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے اعمال کے اعتبار سے اسے جنت میں بلند درجہ دے گا لیکن سب سے زیادہ درجے صرف مجاہد کو ملیں گے اس سے زیادہ کسی کو جنت میں درجات نصیب نہیں ہوں گے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَا أَبَا سَعِیْدٍ! مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

''اے ابو سعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو، اس کے لیے جنت واجب ہے''

اس بات پر ابو سعید رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بات مجھے دوبارہ سنائیں تو آپ ﷺ نے اسی طرح دوبارہ فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک اور بات یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان آسمان اور زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ انھوں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے؟

((قَالَ: أَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ)) ❷

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔''

---

❶ سنن ترمذی، التفسیر، باب ومن سورة النساء، (۳۰۳۲)۔

❷ صحیح مسلم (۱۸۸۴)(۴۸۷۹) و مسند أبي عوانه (۵/ ۴۸)

Marfat.com

۴: سیّدنا عمر بن عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْإِسْلَامُ قَالَ أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ قَالَ فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ قَالَ وَمَا الْإِيمَانُ قَالَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ فَأَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ قَالَ الْهِجْرَةُ قَالَ فَمَا الْهِجْرَةُ قَالَ تَهْجُرُ السُّوءَ قَالَ فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْجِهَادُ قَالَ وَمَا الْجِهَادُ قَالَ أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيتَهُمْ قَالَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ)) [1]

''ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا تو اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے اور لوگ تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: افضل اسلام کیا ہے؟ فرمایا: مضبوط ایمان۔ اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ فرمایا: تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں اور موت کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔ اس نے کہا: افضل ایمان کیا ہے؟ فرمایا: جس میں ہجرت ہو۔ اس نے عرض کی: ہجرت کیا ہے؟ فرمایا: کہ تو ہر برائی چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا: افضل ہجرت کیا ہے؟ فرمایا: جس میں جہاد ہو۔ اس نے سوال کیا: جہاد کیا ہے؟ فرمایا: معرکہ کے میدان میں کفار سے قتال کرے۔ اس نے کہا: افضل جہاد کیا ہے؟ فرمایا: جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور خون بہا دیا جائے۔''

[1] مسند أحمد(١٩٤٣٥)و ابن ماجه، الجهاد، باب القتال في سبيل الله(٢٧٩٤)

Marfat.com

''رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ (نو میل) پر نماز قصر کرتے تھے۔''

تین فرسخ یعنی نو میل ہمارے موجودہ کلومیٹر کے حساب سے نو میل اکیس کلومیٹر (۲۱) اور سات سو (۷۰۰) میٹر بنتا ہے۔

۳: نماز کتنے دن تک قصر کی جائے؟ تو اس میں اہل علم کے ہاں کثیر اختلاف ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد متعین نہیں کی۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ جب تک بندہ مسافر رہے قصر کرے جب کسی جگہ کچھ عرصہ مستقل ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے۔

نوٹ:...... ایک روایت چار برید (اڑتالیس ۴۸) میل سے زائد پر قصر کی ہے جو روایت سخت ضعیف ہے اس میں عبدالوہاب بن مجاہد بن جبر راوی متروک ہے۔ [1]

---

[1] دار قطنی (۱ /۳۸۷) ومیزان الاعتدال (۲ /۶۸۲)

Marfat.com

اللہ سے استغفار کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (٤/ النساء: ١١٠)

''اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔''

فوائد:

۱: اللہ رب العالمین کا قانون ہے کہ اگر کوئی انسان غلطی و خطا اور گناہ کرنے کے بعد اس کے سامنے ندامت و شرمندگی کے ساتھ توبہ و استغفار کر لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں نیز گناہوں کو معاف کرنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

مومنین کی علامت بھی یہی ہے کہ وہ بارگاہ ایزدی میں ہمیشہ استغفار کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (٣/ آل عمران: ١٣٥)

''اور وہ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب یا اپنی جان پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔''

Marfat.com

توبہ واستغفار کی ترغیب دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ ﴾

(۱۱/ ھود: ۹۰)

''اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو بیشک میرا پروردگار رحم والا (اور) محبت والا ہے۔''

﴿ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ ﴾

(۴۰/ المؤمن: ۵۵)

''اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح وشام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔''

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ ﴾ (۴۷/ محمد:۱۹)

''اپنے گناہوں کے لیے استغفار کر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔''

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾ (۲۵/ الفرقان: ۷۰)

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

۲: حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آکر کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ رحمہ اللہ نے اسے استغفار کی تلقین کی۔ کسی دوسرے شخص نے فقر وفاقہ کی شکایت کی۔ اسے بھی انھوں نے یہی نسخہ بتلایا! ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اسے بھی فرمایا: استغفار کر! ایک شخص نے کہا: میرے گھر اولاد نہیں ہوتی؟ اسے بھی کہا: اپنے رب سے استغفار کر! کسی نے ان سے پوچھا: کہ آپ نے سب کو استغفار ہی کی تلقین کیوں کی؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Marfat.com

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾
وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾﴾

(۷۱/ نوح : ۱۰ ـ ۱۲)

''اور میں (سیّدنا نوح علیہ السلام) نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار بارش برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔''

۳: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھیں ختم کر کے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔''①

۴: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کی خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔''②

۵: سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
''اے میرے بندو! تم گمراہ ہو مگر جس کو میں ہدایت عطا کروں لہٰذا تم مجھ سے ہدایت مانگو۔

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس میں کھانا کھلاؤں اس لیے تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمھیں کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو، مگر میں (کپڑے) پہناؤں اس لیے تم مجھ سے کپڑے مانگو میں تمھیں پہناؤں گا۔

---

① مسلم، التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة: (۲۷۴۹)

② ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار: (۳۸۱۸) و صحيح الجامع الصغير : (۳۹۳۵)

Marfat.com

((يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ)) ❶

''اے میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں ہر طرح کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اس لیے تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمھیں بخش دوں گا۔''

❶ مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم: (۲۵۷۷)

Marfat.com

بہترین سرگوشیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (٤/ النساء:١١٤)

''ان لوگوں کی بہت سی سرگوشیاں اچھی نہیں ہاں (اُس شخص کی سرگوشی اچھی ہوسکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔''

فوائد:

۱: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے جو راتوں کو الگ بیٹھ کر مشورہ کرتے تھے اور ان کی اکثر باتیں بھلائی سے خالی ہوتی تھیں۔ اسی لیے چھپ کر کرتے تھے ورنہ سچائی اور اچھائی کو چھپانے کی کیا ضرورت ہے؟ البتہ کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جو پوشیدہ طور پر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں مثلاً صدقہ کرنا کھلم کھلا بھی جائز ہے مگر پوشیدہ طور پر کرنا اچھا عمل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے مطابق:

''صدقہ اس طرح کیا جائے کہ دائیں سے کیا ہو تو بائیں کو پتہ تک نہ چلے۔'' [1]

علاوہ ازیں اس طرح صدقہ دینے سے لینے والا بھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ الغرض بھلائی کے کام مثلاً صدقہ کرنا نیز لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے متعلق بھی پوشیدہ طور پر مشورہ کیا جائے

---

[1] بخاری، الاذان، من جلس فی المسجد (٦٥٩)

Marfat.com

تو نیکی کا کام ہے۔

۲: اس آیت مبارکہ میں تین چیزوں کے متعلق سرگوشی گفتگو کرنے کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے ان میں صدقہ وخیرات کی ترغیب دلانے میں گفتگو کرنا بھی شامل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ اَنۡفَقُوۡا لَہُمۡ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ۝﴾ (۵۷/ الحدید:۷)

''اور جس (مال) میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو، جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال) خرچ کرتے رہے ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔''

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))[1]

''(جہنم کی) آگ سے بچو خواہ کھجور کی ایک گٹھلی ہی صدقہ کر دو۔''

صدقہ وخیرات کی ترغیب کے لیے مزید دیکھیں:

سورۃ المنافقون آیت نمبر ۱۰، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۴، سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۲، سورۃ البقرۃ آیت: ۲۴۵۔

۳: امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا سب پر فرض ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))[2]

---

[1] صحيح البخاری، الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة: (١٤١٧)۔ ومسلم: (١٠١٦)

[2] مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان: (٤٩)

Marfat.com

''تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل کر روک دے، اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کا بُرا ہونا واضح کرے) اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

۴: رشتے دار، دوست اور باہم ناراض دیگر لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا بہت بڑا عمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے کئی مقامات پر اس کی ترغیب اور فضیلت بیان کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ﴾ (۸/ الأنفال:۱)

''پس اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو۔''

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ﴾

(۴۹/ الحجرات:۱۰)

''تمام ایمان والے بھائی بھائی ہیں پس تم دو بھائیوں کے درمیان صلح کرواد۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ))[1]

''کیا میں تمھیں ایسے کام کی خبر نہ دوں! جو نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: بتلایئے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا۔ کیونکہ دو آدمیوں کے درمیان فساد ڈالنا (دین کو) مونڈ (کر برباد کر دینے) والا کام ہے۔

[1] أبو داؤد، الأدب، باب فی إصلاح ذات البین: (۴۹۱۹)، مسند أحمد: (۶/ ۴۴۴_۴۴۵)

Marfat.com

تین صورتوں کے علاوہ کسی بھی حالت میں جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں یا دو فریقوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ خَيْرًا)) [1]

''جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔''

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں میں سے جو لوگ کہتے ہیں کسی بات کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا سوائے تین باتوں کے، لڑائی کے بارے میں، لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور مرد کی اپنی بیوی سے اور عورت کی اپنے خاوند سے گفتگو میں۔ [2]

---

[1] صحيح البخاری، الصلح، باب ليس الكاذب الذی يصلح بين الناس: (۲۶۹۲)

[2] مسلم: ۲۶۰۵

Marfat.com

ہر حال میں انصاف پر قائم رہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ ﴾ (٤/ النساء : ١٣٥)

''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو، خواہ تمہارے خلاف یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو۔ اگر کوئی امیر یا فقیر ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے، تو تم خواہشِ نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا اور اگر تم (گواہی دیتے وقت) اپنی زبان کو موڑو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو کہ) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

فوائد:

۱: اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ عدل و انصاف پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ سرکیں' ایسا نہ ہو کہ کسی کے ڈر کی وجہ سے، کسی لالچ کی بنا پر، کسی کی خوشامد میں آ کر، کسی پر رحم کھا کر یا کسی کی سفارش سے عدل و انصاف چھوڑ بیٹھیں۔ سب مل کر عدل کو قائم و جاری کریں۔ ایک دوسرے کی اس معاملہ میں مدد کریں اور خلق باری میں عدالت کے سکے جما دیں۔ [1]

مذکورہ آیت مبارکہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل و انصاف پر ہر حال میں قائم رہنا

[1] تفسير ابن كثير تحت الآية.

Marfat.com

چاہیے اور ایسا کرنے والا رب کا محبوب ہونے کے ساتھ ساتھ اجر عظیم بھی پائے گا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام نجات دینے والے ہیں۔

۱: ((خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ))

''خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا''

۲: ((وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى))

''فقیری اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا''

۳: ((وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا)) [1]

''غضب اور رضا ہر حال میں عدل وانصاف سے کام لینا۔''

۴: اللہ تعالیٰ عادل ہے اور عدل وانصاف کو پسند کرتا ہے یقینا جو انسان اللہ کی پسندیدہ صفات اپنائے گا اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی بہت سی نعمتوں سے نوازے گا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ : اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا)) [2]

''جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل کے پاس منبروں پر ہوں گے، پروردگار کے داہنی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو حکم کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں میں انصاف کرتے ہیں اور جو کام ان کو دیا جائے اس میں انصاف کرتے ہیں۔''

---

[1] صحيح الجامع الصغير (٣٩٢٩)

[2] صحيح مسلم،الامارة ،باب فضيلة الامام العادل وعقوبة...... (٤٧٢١)وسنن نسائى (٥٣٩٤)

Marfat.com

۳: جنت میں داخل ہونے والے تین لوگ:

سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والے لوگ تین طرح کے ہیں:

((ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ))

''حکمران۔ انصاف کرنے والا۔ سچ بولنے والا نیک کاموں کی توفیق دیا گیا۔''

((وَرَجُلٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى))

''ہر قرابت والے اور مسلمان کے لیے نرم دل۔''

((وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ))[1]

''پاک دامن اور فقر و فاقے کے باوجود سوال سے بچنے والا۔''

۴: قاضی تین طرح کے ہیں: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہیں جن میں سے ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے:

۱: ((فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ))

''جس نے حق جان لیا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔''

۲: ((وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ))

''جس نے حق کو جان لیا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔''

۳: ((وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ))[2]

''جس نے (بغیر تحقیق و تفتیش کے) جہالت پر ہی لوگوں کا فیصلہ کر دیا۔''

۵: عدل کی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال خیبر کے یہودیوں کے پاس جا کر پھلوں اور فصلوں کا حساب

---

[1] مسلم، الجنة ونعيمها، باب الصفات التى يعرف ...... (۲۸۶۵)

[2] ابو داؤد، القضاء، باب فى طلب القضاء (۳۵۷۳)

Marfat.com

لگا کر ان سے حصہ وصول کرتے، یہودیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس شکوہ کیا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حصے کا حساب لگانے میں سختی کرتے ہیں اور ادھر سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو رشوت دینے کی پیش کش کر دی تو اس پر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ کے دشمنو! کیا مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں، جو مجھے ساری کائنات سے بڑھ کر محبوب ہے اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تم مجھے ساری انسانیت سے بڑھ کر مبغوض ہو! کیوں کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں بندر اور خنزیر بنایا گیا تھا، لیکن تمہارے ساتھ بغض اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی کروں یہ سن کر یہودی کہنے لگے: ((بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ)) ''اسی عدل کی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہیں۔''[1]

---

[1] صحیح ابن حبان، المزارعة، ذکر خبر ثالث یصرح بان الزجر عن المخابره...... (٥١٩٩) حسن

Marfat.com

علاماتِ نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾ ﴾ (٤/ النساء: ١٤٢۔ ١٤٣)

''منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں (یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور جب یہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کو دکھانے کے لیے اور اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔ وہ (کفر و اسلام کے) درمیان میں تذبذب کا شکار ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) اور نہ اُن کی طرف اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکائے تو آپ اُس کے لیے کبھی راستہ نہیں پاؤ گے۔''

فوائد:

۱: دل میں کفر کو چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنے کا نام نفاق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:
(۱)...... اعتقادی (۲)...... عملی

(۱)...... اعتقادی نفاق: مثلاً کفر، اعتقاد رکھنا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، آپ ﷺ کے ساتھ (دل میں) بغض رکھنا، بظاہر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا اور درحقیقت اس کے خلاف عمل کرنا، غیر اللہ کی طرف فیصلے لے کر جانا وغیرہ، ایسا شخص کافر سے بھی بدتر ہے اور اسلام کو سب سے زیادہ نقصان ایسے ہی لوگوں نے پہنچایا ہے ایسے لوگوں کے انجام

Marfat.com

کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴾

(٤/ النساء: ١٤٥)

''بے شک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم کسی کو اُن کا مددگار نہ پاؤ گے۔''

(۲)...... عملی نفاق: مثلاً آدمی کے اندر نفاق کی کوئی علامت پائی جائے جیسے جھوٹ، امانت میں خیانت، وعدہ خلافی، گالی گلوچ وغیرہ اگر ان عبادات کو ترک کرنے کی بجائے ان پر ہیشگی اختیار کرے تو یہ بھی اعتقای نفاق میں داخل ہو جاتا ہے۔

۲: منافق کی پہچان بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ نہ اپنا ہوتا ہے اور نہ غیروں کا، گویا محبت وشفقت کا اظہار تو کرتا ہے لیکن پیٹھ پیچھے خنجر گھونپتا ہے ایسے حالات میں شاعر نے کہا تھا:

ہم نے غیروں کی نفرتوں کا کب گلہ کیا
ہم تو اپنوں کی شفقتوں کے ستائے ہوئے ہیں

آپ ﷺ نے منافق کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُنَافِقِ، كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً)) ①

''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان (جفتی کے لئے بکرے کی تلاش میں) حیران پھرتی ہے کبھی اِس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اُس ریوڑ کی طرف جاتی ہے وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے پیچھے جائے۔''

۳: مذکورہ آیت مبارکہ میں منافقین کی تین علامات کو ذکر کیا گیا ہے۔

① مسلم، كتاب صفة المنافقين واحكامهم، (٢٧٨٤)

Marfat.com

(۱)......نمازوں میں سستی اور کاہلی کرنا

(۲)......عمل (صالح) میں دکھلاوا اور ریاکاری کا اظہار کرنا

(۳)......اللہ کا ذکر انتہائی کم کرنا

(الف)......مومن نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے وقت پر ادا کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝﴾ (۲۳/ المؤمنون: ۹)

''جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

نبی ﷺ نماز کے لئے ہوشیاری کے ساتھ اٹھتے تھے ایک شخص نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کب اٹھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((كَانَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى))

:فی روایة ((قَالَتْ وَثَبَ ......))

''نبی ﷺ جب مرغ کی اذان سن کر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے: ''آپ ﷺ اچھل کر اٹھتے تھے (کہ کہیں نماز میں سستی نہ ہو جائے)۔''[2]

سعید بن المسیب رحمہ اللہ اپنے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

''چالیس سال تک یہ کیفیت رہی کہ مؤذن کے اذان دیتے وقت میں مسجد نبوی میں موجود ہوتا تھا۔''[3]

اس کے مقابلے میں منافقین نماز میں تاخیر، سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ...... (۷٤۱)

[2] مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ (۷۳۹)

[3] کتاب الزھد، ترجمه سعید بن المسیب، (ص ٤٥٨، ٤٥٩)

Marfat.com

﴿وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنفِقُونَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝﴾

(۹/ التوبة : ٥٤)

''اور وہ کاہلی وسستی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور دل نہ چاہتے ہوئے ہی خرچ کرتے ہیں۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ وَيَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ فِيهَا اِلَّا قَلِيْلًا)) ❶

''یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑا ہو کر نماز کے چار ٹھونگے لگا لیتا ہے اور نماز میں نہایت کم ذکر کرتا ہے۔''

(ب)...... منافق ظاہرا اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے دکھلاوے کا عمل کرتا ہے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی اور رضا نہیں بلکہ لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سننا ہوتا ہے۔

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِيْ اللّٰهُ بِهٖ)) ❷

''جو (لوگوں کو) سنانے (شہرت) کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اس کی شہرت کر دے گا اسی طرح جو کوئی دکھلاوے کے لئے نیک کام کرے گا اللہ (دنیا میں) اس کا عمل سب لوگوں کو دکھا دے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب استحباب التبكير بالعصر: (٦٢٢)

❷ البخاری، الرقاق، باب الرياء والسمعة (٦٤٩٩) و مسلم ،الزهد ، باب تحريم (٢٩٨٦)

Marfat.com

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الرِّيَاءُ))①

''سب سے زیادہ خوف والی چیز جس سے میں تم پر خوف کھاتا ہوں وہ شرک اصغر ہے، انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ریا کاری۔''

(ج)......مومنین کی صفت ہے کہ وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور منافقین بہت ہی کم یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝٤١﴾ (۳۳/ الأحزاب:۴۱)

''اے ایمان والو! تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو۔''

﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝٣٥﴾ (۳۳/ الأحزاب:۳۵)

''اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔''

---

① مسند أحمد رقم الحديث: (۲۲۵۲۳)، صحيح الجامع الصغير رقم الحديث: (۱۵۵۵)

Marfat.com

برائی مت پھیلاؤ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝۱۴۸ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝۱۴۹﴾ (۴/ النساء: ۱۴۸۔۱۴۹)

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو اور اللہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔ اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر، یا بُرائی سے درگزر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا (اور) قدرت والا ہے۔''

فوائد:

۱: اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے چند چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱)......اپنے اور دوسروں کے گناہوں پر پردہ ڈالا جائے یعنی ستر پوشی کی جائے۔

(۲)......مظلوم اپنے کیے گئے ظلم کو بیان کرسکتا ہے۔

(۳)......عفوو درگزر سے کام لینا بہت بہتر عمل ہے۔

(الف)......مسلم معاشرے میں برائی کو عام کرنے اور کھلم کھلا گناہ کرنے اور دوسروں کے عیبوں کو ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے سخت ناپسند فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۹﴾ (۲۴/ النور: ۱۹)

Marfat.com

’’جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ)) ❶

’’میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوا گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے: اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود (اپنے گناہ پر ڈالے ہوئے) اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔‘‘

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) ❷

’’جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے

---

❶ البخاری، الأدب، باب ستر المؤمن علی نفسه: (٦٠٦٩) ومسلم، الزهد: (٢٩٩٠)

❷ البخاری، المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم (٢٤٤٢)۔ ومسلم، الذکر والدعاء، فضل الاجتماع علی تلاوة...... (٢٦٩٩) واللفظ لمسلم)

Marfat.com

بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلا کر اپنے پردے میں چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا: ہاں! اے میرے پروردگار۔ آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہو گیا! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔''[1]

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا وہ ایک آدمی ہوگا جو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ مت پیش کرو! چنانچہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ فلاں دن تو نے یہ کام کیا اور فلاں دن ایسا کیا وغیرہ، وہ اقرار کرے گا اور انکار نہ کر سکے گا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈرے گا کہ کہیں وہ بھی پیش نہ ہو جائیں حکم ہوگا کہ ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دے دی! وہ کہے گا: اے میرے پروردگار: میں نے تو اور بھی بہت سے گناہ کے کام کئے ہیں جنہیں میں آج یہاں نہیں دیکھ رہا۔ راوی کہتے ہیں: کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ (اس بات پر) ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے والے دانت ظاہر ہو گئے۔''[2]

(ب)...... مظلوم ظالم کی برائی ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے ظلم کا بدلہ بھی لے سکتا ہے اس

---

[1] البخاری، المظالم والغصب، باب قول اللّٰه تعالی (ألا لعنة اللّٰه علی الظالمین) (٢٤٤١)

[2] مسلم، الإیمان: (٣١٤)

Marfat.com

کے علاوہ کوئی آدمی کسی کی برائی کرتا ہے تو وہ گلہ، غیبت اور چغلی ہوگی جو کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ لے لیتا ہے تو جائز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ﴾

''برائی کا بدلہ، اسکی مثل برائی ہے جو درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔''

یعنی ظالم کا ظلم تو لوگوں کے سامنے یا ایسے افراد کے سامنے بیان کیا جا سکتا ہے جو صاحب اقتدار ہوں جس کے دو فائدے ہو سکتے ہیں:

۱: شاید وہ ظلم سے باز آجائے یا اس کی تلافی کی کوشش کرے۔

۲: لوگ اس سے بچ کر رہ سکیں گے۔

جیسا کہ اس سلسلہ میں دو روایات مروی ہیں:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کر کہنے لگا: ''مجھے میرا پڑوسی ایذا دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم اپنا سامان نکال کر باہر راستے میں رکھ دو۔ اس نے ایسا ہی کیا چنانچہ جو بھی گزرتا اس سے پوچھتا تو وہ پڑوسی کے ظالمانہ رویے کی وضاحت کرتا جسے سن کر ہر گزرنے والا اس پر لعنت وملامت کرتا۔ پڑوسی نے یہ صورتحال دیکھ کر معذرت کر لی اور آئندہ کے لیے ایذا نہ دینے کا فیصلہ کر لیا اور اس سے اپنا سامان اندر رکھنے کی التجا کی۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) [2]

''حق والے کو بات کرنے کی گنجائش ہے۔''

یعنی مظلوم آدمی بہتر ہے کہ کسی بادشاہ، قاضی یا ایسے شخص کے پاس اپنی مظلومیت کا تذکرہ

---

[1] أبوداؤد، الأدب، باب فی حق الجوار: (۵۱۵۳)

[2] البخاری، لاستقراض، باب استقراض الإبل: (۲۳۹۰)

Marfat.com

کرے جو اس کی مدد کر سکتا ہو اور اس کا مقصد برائی کو عام کرنا اور مسلمان کو ذلیل و رسوا کرنا نہ ہو۔

(ج)...... عفو و درگزر مومنین کی صفت اور اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹﴾

(۷/ الاعراف: ۱۹۹)

''عفو و درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو۔''

﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ﴾

(۲۴/ النور: ۲۲)

''اور وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف کر دے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا))[1]

''دوسروں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے سے عزت میں اللہ اضافہ کر دیتا ہے۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

[1] مسلم، البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع: (۲۵۸۸)

Marfat.com

وحی کی اقسام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾﴾

(٤/ النساء: ١٦٣ ـ ١٦٤)

''(اے محمد!) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد (دوسرے) پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی اور ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، اولادِ یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی۔ اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم آپ پر اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے باتیں بھی کیں۔''

فوائد:

۱: شان نزول: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا اے محمد! ہم نہیں مانتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ نے کسی انسان پر کچھ اتارا ہو اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ [1]

---

[1] تفسیر طبری: (٩/ ٤٠٠)

Marfat.com

۲: اس آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ پر وحی کا طریقۂ کار بھی وہی ہے جو دوسرے انبیاء پر وحی کے نزول کا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے، سچے اور پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔ آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر من جانب قدرت آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ ﷺ نے غار حرا میں خلوت اختیار فرمالی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے...... حتی کہ ایک دن آپ پر جبرائیل وحی لے کر نازل ہوئے۔''[1]

یاد رہے! کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کو اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نجم میں یوں فرمایا:

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾﴾ (۵۳/ النجم: ۱ ـ ۱۸)

''تارے کی قسم! جب غائب ہونے لگے۔ کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ راستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو حکم الٰہی ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا۔ (یعنی جبرائیل) طاقتور نے پھر وہ بلند ہوئے۔ اور وہ (آسمان

[1] البخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللّٰہ (۳)

Marfat.com

کے) اونچے کنارے میں تھے۔ پھر قریب ہوئے اور اور آگے بڑھے۔ تو دو کمان
کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔
جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا۔ کیا جو کچھ وہ دیکھتے
ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو۔ اور انہوں اس کو ایک اور مرتبہ بھی دیکھا ہے۔
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے۔ جب کہ اس بیری پر
چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) بڑھی۔
انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

یعنی نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ اصل شکل میں دیکھا ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی ایام میں اور دوسری مرتبہ شب معراج کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

۲: نزول وحی کا دوسرا طریق کار بیان کرتے ہوئے اماں عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے آپ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

"وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی جیسی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر انتہائی شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ میرے پاس انسانی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ تو میں اس کا فرمایا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت سردی کے موسم میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ ﷺ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔"[1]

۳: اور وحی کا تیسرا طریقہ کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندے سے پردے کے پیچھے سے ہم کلام ہوتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے تھے اور یہ آواز ایک درخت کے پیچھے سے

[1] البخاری، بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ : (۲)

Marfat.com

آ رہی تھی۔ پھر اس کے بعد بھی کوہ طور پر ہم کلامی نصیب ہوئی اسی لیے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کہا جاتا ہے اور یہ سعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے وقت نصیب ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے ان تینوں طریقوں کو سورہ شوریٰ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱﴾

(۴۲/ الشوریٰ : ۵۱)

''اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے! مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دیتا ہے جو اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے القا کرتا ہے بیشک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے۔''

۴: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے وحی کے حسب ذیل مراتب ذکر کیے ہیں۔

(۱)...... سچا خواب: اسی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ابتدا ہوئی تھی۔

(۲)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیے بغیر فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بات ڈال دیتا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((وَإِنَّ الرُّوحَ الأَمِينَ نَفَثَ فِي رَوْعِي أَنَّهَا لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ أَقْصَى رِزْقِهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، وَلا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ شَيْءٍ مِنَ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لا يُدْرَكُ مَا عِنْدَهُ إِلا بِطَاعَتِهِ))

''روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جان مر نہیں سکتی یہاں تک کہ اپنا رزق پورا پورا حاصل کرے پس اللہ سے ڈرو۔ اور طلب میں اچھائی اختیار کرو اور رزق کی تاخیر تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ذریعے تلاش کرنے لگو کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی

Marfat.com

اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔''

(۳)...... فرشتہ آدمی کی شکل میں حاضر ہوتا۔ بعض دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی فرشتے کو دیکھ لیتے۔

(۴)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی تھی۔ وحی کی یہ صورت سب سے سخت ہوتی تھی۔ اس صورت میں فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا۔ اور وحی آتی تھی تو سخت جاڑے کے زمانے میں بھی آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ زمین پر بیٹھ جاتی تھی ایک بار اس طرح وحی آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر تھی تو ان پر اس قدر گراں بار ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا ران کچلی جائے گی۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے کو اصلی اور پیدائشی شکل میں دیکھتے۔ یہ صورت دو مرتبہ پیش آئی۔

(۶) ...... یہ وحی جو آسمانوں پر معراج کی رات نماز کی فرضیت وغیرہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی۔

(۷)...... فرشتے کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاب میں رہ کر براہ راست گفتگو۔ [1]

---

[1] زاد المعاد لابن القیم: ۱/ ۱۸۔

Marfat.com

مکتبہ اسلامیہ جودے علم دوستی کا پیغام

خطبا اور مبلّغین کے لیے نادر تحفہ

دروس المساجد

تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

2 جلدیں

خطبا، مبلّغین اور عوام کے لیے تحفہ

صحیح منتخب واقعات

تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

2 جلدیں

ترجمہ کی مدد کے بغیر قرآن مجید سیکھنے اور اس کا
معلم / معلمہ بننے کی صلاحیت حاصل کرنے کے لیے

فہم القرآن
آسان عربی کورس

مرتب
محمد اورنگزیب ہرل

4 کلر، A4 سائز

ملنے کا پتا
مکتبہ اسلامیہ

لاہور: بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

Ph 0300-8661763 , 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

Marfat.com

فرض ہوگا! یہ نہ ہو کہ اپنے علم و نبوت پر نظر ڈال کر اپنے بعد والے نبی کی اتباع اور امداد سے رک جائے۔ اس کے بعد فرمایا: ''کیا تم اس عہد کا اقرار کرتے ہو؟ اور میرا بوجھل مضبوط عہد و میثاق لے رہے ہو؟ سب نے کہا: ہاں! ہمارا اقرار ہے۔ تو فرمایا گواہ رہو اور میں خود بھی گواہ ہوں۔ اب اس عہد و میثاق سے جو پھر جائے وہ قطعی فاسق، بے حکم اور بد کار ہے۔

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے۔ [1]

اور اپنی امت کو بھی یہی تلقین کردے کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں لگ جائے۔

۲: تمام انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ ﴾

(۴/النساء: ۱۵۰ـ۱۵۱)

''جو لوگ اللہ سے اور اُس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں۔ وہ بلا شبہ کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

[1] الطبری، ۶/ ۵۵۵۔

سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پر مشتمل دروس

دروس القرآن

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

تالیف الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

Marfat.com